www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر .... دارالکتب السلفیہ

باہتمام .... ھنادشاکر، عبدمنیب

مطبع .... جمیل پریس

ملنے کے پتے

المکتبہ سلفیہ۔ شیش محل روڈ لاہور

7237184-7230271

مشربہ علم و حکمت (دارالشکر)

0300-4270553

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلمانوں کا فکری اغوا

اور اس کے مختلف پہلو

مریم خنساء

ناشر

دار الکتب السلفیۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور

Ph.: 042-7237184, 7230271 Fax: 042-7227981

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فہرست

عرضِ ناشر	7
حرفِ وضاحت	8
❁ مسلمانوں کا فکری اغوا	11
مسلمان کون ہے؟	16
نظریاتی اصطلاحات سے متاثرین	17
❁ فکری اغوا کے مختلف پہلو	21
ترقی پسندی	23
روشن خیالی	28
سیکولرازم	32
لبرل ازم یا آزاد خیالی	36
انسان دوستی	42
❁ انکارِ حدیث	47
حدیث کی اہمیت	49
انکارِ حدیث کیوں؟	50
برصغیر میں انکارِ حدیث کی تاریخ	53
مسلمہ عقائد کے مفہوم میں تحریف	59

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ارکانِ اسلام میں تحریف	63
❁ فکری اغوا کے تخریبی پہلو	73
اسلامی آئین کے نفاذ کی مخالفت	75
بنیاد پرستی اور رجعت پسندی جیسے طعنے	83
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ	86
❁ ذرائع تبلیغ دین سے نفرت انگیزی	95
علماء کی فضیلت اور مقام	97
علماء کا استحصال	96
علمی استحصال	99
معاشی استحصال	99
نفسیاتی استحصال اور تحقیر	101
علماء کی آڑ میں دین کی مخالفت	109
علماء پر مظالم	112
دینی مدارس کے خلاف محاذ	118
دینی مدارس کے خلاف الزامات	127
دینی مدارس اور مسلمان حکومتیں	130
❁ تقسیمِ قومیت اور عصبیت	135
اسلامی نظریہ قومیت	137
قوم پرستی کی تاریخی روداد	139

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلم ممالک میں تقسیمِ قومیت کا عمل	143
❁ مسئلہ تہذیب وثقافت	149
اسلامی تصورِ ثقافت	151
ثقافت کے نام پر لہو ولعب	161
ٹیلی ویژن	170
بے پردگی	176
خاندانی استحکام کی تباہی	186
شراب نوشی	193
❁ ادب کا تخریبانہ استعمال	199
ادب کی اہمیت	201
مسلمان ادیبوں کے ساتھ استحصالی رویّہ	218
مسلمان ادیبوں کی حوصلہ شکنی	218
اسلامی ادب کی اخبارات وجرائد میں اشاعت سے گریز	219
مسلمان ادیبوں پر ظلم وستم	220
دینی کتب کو جلا دینا	222
❁ افرادی اور دماغی قوت ختم کرنے کی کوشش	225
خاندانی منصوبہ بندی	227
جہاد کی مخالفت	244
فکری انتشار پیدا کرنے کی کوشش	245

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جہاد پر اعتراضات	250
پہلے اندرون ملک اصلاح پھر جہاد	254
کیا جہاد قوت کا ضیاع ہے؟	254
مجاہدین ایجنسیوں کے آلۂ کار	254
جہاد دہشت گردی یا......؟	256
جہاد اور اپنوں کا وطیرہ	258
جہاد کے خلاف بھرپور عملی اقدامات	261
حرفِ آخر	268
وہ کتب جن سے مدد لی گئی	272

عرضِ ناشر

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم . اما بعد!

یہود ونصاریٰ ہمیشہ اسلام اوراس کے ماننے والوں کے خلاف سازشیں کرتے رہے ہیں۔
آپ ﷺ کے دور میں بھی یہودی آپ کو نقصان پہنچانے کے لیے طرح طرح کی سازشیں کرتے رہے ہیں۔اس بات کا اندازہ آپ اس واقعے سے کر سکتے ہیں:
آغازِ اسلام میں یہودیوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی،اس مقصد کے لیے ایک یہودی عورت کو تیار کیا گیا،اس نے آپ ﷺ کی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ دعوت ضرور قبول کیا کرتے تھے۔چنانچہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کھانے کے لیے تشریف لے گئے۔آپ ﷺ کے صحابی تو زہریلا کھانا کھانے کی وجہ سے فوت ہو گئے لیکن آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بروقت ان کی سازش سے آگاہ کر دیا اور آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایھاالذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصری.

''اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ''۔

زیرِ نظر کتاب ''مسلمانوں کا فکری اغوا میں مصنف رحمہ اللہ نے ان تمام امور کی طرف نشاندہی کی ہے جن کو یہود ونصاریٰ نے غیر محسوس طریقے سے ہم پر مسلط کیا اور ہم ان کی سازشوں کا شکار ہو گئے۔وہ سازشیں کیا ہیں؟وہ کس نوعیت کی ہیں؟ان سے کس طرح بچا جا سکتا ہے؟یہ سب جاننے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔

آخر میں میں محترم بھائی ہناد صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں خصوصی دلچسپی لی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مسلمانوں کے لے نافع بنائیں اور مصنف رحمہ اللہ ، والدہ محترمہ حفظہا اللہ اور جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔آمین!

ابنِ مسعود

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ وضاحت

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

الحمدللہ! "مسلمانوں کا فکری اغوا اور اس کے مختلف پہلو"۔ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوگئی گوحقِ تکمیل کا دعویٰ تشنہ تعبیر ہے۔

اس کتاب کا آغاز مصنفہ نے ۱۹۹۵ء میں اپنے والدِ محترم کے ایما پر کیا۔ وہ مسلمانوں کی موجودہ دین سے دوری کی حالت پر بہت بے چین رہتے۔ غیر اسلامی سوچ اور اقدار و تمدن کی کسی ایک علامت پر بھی برداشت ان کے لئے مشکل تھی لہٰذا وہ ممکن حد تک اس کے مضمرات اور اسباب کی نشان دہی وقتاً فوقتاً کرتے رہتے۔ ایک بار ان سے مصنفہ نے درخواست کی "ابو جان! آپ جو کچھ بتاتے ہیں اسے لکھ کیوں نہیں دیتے تاکہ اکثریت کا بھلا ہو جائے"؟ انہوں نے کہا "بیٹا میں تو صحت، عمر اور ارادے کے لحاظ سے خود کو کمزور پاتا ہوں، آپ ماں بیٹی سے اللہ تعالیٰ یہ کام لے لے تو اور کیا چاہئے؟ ماں بھی اس مشکل موضوع پر قلم اٹھانے سے قاصر تھی۔ یوں بھی ۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالیٰ نے بیٹی کی قسمت میں یہ نیکی لکھی تھی، اللہ تعالیٰ نے تین سال کے عرصے میں ۱۹ سال کی عمر میں یہ موضوع مکمل کرنے کی توفیق دی۔ ساتھ ساتھ وہ اپنے والدِ محترم سے مشورے لیتی رہی اور "حریمِ ادب (خواتین کی ادبی تنظیم) میں بالا اقساط سناتی رہی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تمام معزز اراکین کے مشورے، تبصرے اور حوصلہ افزائی بھی اس کے قلم کو توانائی دینے میں ممد و معاون رہے۔ اگست ۱۹۹۹ء تا فروری ۲۰۰۰ء کے دوران یہ مقالہ ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں بالاقساط شائع ہوا۔ اشاعت سے قبل مصنفہ نے اس کی مزید نوک پلک درست کی۔ اس کے بعد جلد ہی اللہ تعالیٰ نے اسے اس دنیا سے بلالیا۔

اس مقالے کے چار مضامین، انسان دوستی، ادب کا تخریبانہ استعمال، خاندانی منصوبہ بندی اور جہاد۔ ''الاعتصام'' میں شائع نہیں ہوئے تھے لہٰذا مصنفہ ان پر نظر ثانی بھی نہیں کرسکی تھی۔ راقمہ نے انہیں نئے سرے سے مرتب کیا ہے۔

مسلمانوں کی فکر اغوا کرنے والے عوامل اور طریقِ کار کی نشان دہی کا مقصد یہ ہے کہ ہم ان کو سمجھ کر ان سے محتاط رہیں۔ دشمن پر قابو پانے کے لئے اس کے مقاصد، اس کے مورچے اور اس کے طریق واردات کے تمام خطوط کو سمجھنا ضروری ہے۔ ایک مسلمان کے لئے منزل کے تعین اور اس تک پہنچنے کا رستہ اور اس رستے پر چلنے کا وہی طریقِ کار درست اور بے خطر ہے جسے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے اختیار کیا۔

گزشتہ دو سال میں اسلام اور اہل اسلام کو اپنے ہی اعمال کے ہاتھوں اجتماعی طور پر جس ذلت آمیز ہلاکت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ تاریخ کا ایک بھیانک باب ہے۔

۱۱ستمبر کے بعد علماء کا استحصال ...... دینی مدارس کے خلاف محاذ ...... اسلامی شعائر کی تضحیک ...... جہادی تحریکوں ...... اور افغانستان اور بغداد کے علاوہ گجرات (بھارت) فلسطین، اور دیگر ممالک کو اپنوں ہی کے ہاتھوں جس دورِ ابتلا سے گزرنا پڑا ہے۔ وہ بڑی ہی دل دوز داستان ہے۔

اہل صلیب، صہیونیت اور ہندو اہل اسلام کے دشمن تو ہیں ہی، انہوں نے تو اپنا کام کرنا ہی تھا اور وہ ہمیشہ سے کرتے چلے آرہے ہیں لیکن ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کی سازش

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے بعد مسلمان حکام کی فکر تو ایسی اغوا ہوئی کہ ہزار ہا مسلمان بچوں، عورتوں اور مردوں کی کھال اپنے ہاتھوں ادھیڑ کر، ان کا خون اسلام دشمنوں کو پلا کر انہوں نے اس سازش کی ہم نوائی کی۔ نہتے اور سچے مسلمانوں کی لاشوں کے ٹکڑے سجا کر دشمنوں کے حضور پیش کیے گئے۔ دورِ حاضر کے تمام مسلمان سربراہانِ مملکت کی لیڈر شپ اور مرد اول کا شرف پرویز نامی شخص کو حاصل ہوا جو اب بھی ہمارے سروں پر مسلط ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ
وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

آمین!

ام عبدِ منیب
(۱۴۲۶، ذوالحجہ)

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کا فکری اغوا

جسمانی اغوا کے متعلق تو سب سنتے اور پڑھتے ہی رہتے ہیں، ایسا اغوا کرنے والوں کے جرم کی سنگینی سے بھی کسی کو انکار نہیں۔ اغوا شدگان کی مظلومیت بھی ہر کوئی تسلیم کرتا ہے، سب جانتے ہیں کہ اغوا کرنے والے اغوا شدگان سے زبردستی اپنے ناجائز مطالبات منواتے ہیں۔ انہیں مختلف جرائم کے سلسلے میں استعمال کیا جاتا ہے اور اغوا شدگان یہ سب کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

لیکن کیا کبھی اس پر بھی غور کیا گیا کہ جسمانی اغوا کے علاوہ فکری اغوا کا دھندا بھی بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ جسمانی اغوا کے جرم کی سنگینی تسلیم! لیکن غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ فکری اغوا کے جرم کی سنگینی جسمانی اغوا سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

اغوا'' عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب راہِ راست سے بھٹکانا اور گمراہ کرنا ہے۔ فکری اغوا کا جرم کرنے والے بھی جسمانی اغوا کرنے والوں کی طرح اغوا شدگان کو اپنا آلۂ کار بناتے ہیں۔ اس جرم کی اہمیت اس لئے اور بھی زیادہ ہے کہ جسمانی طور پر اغوا ہونے والوں کو اغوا کرنے والوں کے ظلم اور اپنی مظلومیت کا احساس ہوتا ہے لیکن فکری اغوا کا شکار ہونے والے اکثر اس احساس سے بھی عاری، کٹھ پتلیوں کی طرح اپنے اغوا کرنے والوں کی انگلیوں کے اشارے پر ناچتے رہتے ہیں۔

فکری اغوا کی تاریخ پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ طاغوت جس کا دوسرا نام ابلیس بھی ہے، نسلِ انسانی کے آغاز ہی سے اس سلسلے میں سرگرمِ عمل ہے۔ اس نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اَنَّھُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمۡ وَ لِقَآئِہٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُھُمۡ فَلَا نُقِیۡمُ لَھُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَزۡنًا ۝ ذٰلِکَ جَزَآؤُھُمۡ جَھَنَّمُ بِمَا کَفَرُوۡا وَاتَّخَذُوۡٓا اٰیٰتِیۡ وَرُسُلِیۡ ھُزُوًا ۔ "

[الکہف : ۱۰۱ تا ۱۰۶]

" تو کیا وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے یہ خیال رکھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں، ہم نے ایسے کافروں کی ضیافت کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ (اے محمد ﷺ!) ان سے کہو کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد کون لوگ ہیں۔ وہ جن کی دنیا کی زندگی کی ساری سعی و جہد راہِ راست سے ہٹی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا۔ اسی لئے ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے، قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے، ان کی جزا جہنم ہے۔ اس کفر کے بدلے جو انہوں نے کیا اور اس مذاق کی پاداش میں جو وہ میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ کرتے رہے۔"

اولیا، ولی کی جمع ہے۔ عربی میں مددگار، محافظ، دوست، کارساز اور رفیق کے معنوں میں مستعمل ہے۔ ❶

گویا اللہ تعالیٰ کے پیش کردہ ضابطۂ حیات کو چھوڑ کر ماسوائے اللہ، دوسروں کے نظریات و افکار کو اپنا حامی، اپنا کارساز، اپنا دوست، اپنا بہی خواہ سمجھنا، اللہ تعالیٰ کے پیش کردہ نظامِ حیات میں دوسرے نظریات کی ملاوٹ کرنا کسی حقیقی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے والے کا طرزِ عمل اس حقیقت کا غماز ہے کہ اس کی "فکر" طاغوتی ہاتھ

---

❶ لغات القرآن، از عبدالدائم جلالی، عبدالرشید نعمانی، دیکھئے لفظ ولی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دربارِ الٰہی میں اعلان کرتے ہوئے کہا تھا۔

رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِي لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۔ [الحجر : ۴۰]

"اے پروردگار! جیسا تو نے مجھے رستے سے الگ کیا ہے، میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے (گناہوں کو) آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور ان سب کو اغوا (یعنی گمراہ) کروں گا۔ ہاں ان میں جو تیرے مخلص بندے ہیں (ان پر قابو پانا مشکل ہے)۔"

فکری اغوا کا یہی تسلسل ترقی پسندی، سیکولرازم، انکارِ حدیث، لبرل ازم وغیرہ کی صُورت میں موجودہ دور میں بکثرت نظر آرہا ہے۔ افسوس کہ آج مسلمانوں کی اکثریت اس اغوا گری کا شکار ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر مُصر، لیکن اسلام سے مفرور، منحرف انسان مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ خالق۔ انسان کی عقل محدود ہے، اس کے پیش کردہ نظریات تناقض کے شکار ہو سکتے ہیں اس لئے کہ وہ جذباتی افراط و تفریط اور دیگر نفسیاتی بیماریوں کا مریض ہے۔

اگر کوئی مسلمان ایک طرف تو کلمہ طیبہ کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک، حاکم و معبود ماننے کا اعلان کرے، یہ بھی تسلیم کرے کہ نبی مکرم محمد ﷺ اس کے آخری رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زندگی کے تمام شعبہ جات پر محیط ایک ہمہ گیر نظام دے کر بھیجا۔ لیکن دوسری طرف وہ اپنی بھلائی، عزت و وقار اور کامرانی ...... دینِ الٰہی کے بجائے انسانوں کے پیش کردہ نظریات میں تلاش کرے تو اسے طاغوت کی جانب سے فکری اغوا گری کے سوا اور کیا کہا جائے گا۔

اللہ کے بجائے کسی دوسرے کو خود سپردگی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو یہ ہے:

"اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ
اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ○ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ
اَعْمَالًا ○ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اغوا کر چکے ہیں، جس کے زیرِ اثر وہ خالق کا در چھوڑ کر مخلوق کے در پر جھک رہا ہے۔

ہمارے موجودہ اشتہاری دور میں ہر چیز پر اصلی، خالص اور سب سے زیادہ فائدہ مند ہونے کی ضمانت کا لیبل لگایا جاتا ہے۔ یہ لیبل صرف مصنوعات پر ہی نہیں ایسی چیزوں پر بھی بکثرت نظر آتے ہیں۔ جن کا انسانی صناعی سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر شاذونادر ہی لیبل سے منسلکہ چیزوں میں بیان کی گئی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

چیزوں کی طرح انسانوں کا بھی یہی حال ہے۔ ہر ایک اپنی ذہنی وابستگی کی نشان دہی کے لئے کسی نہ کسی نظریاتی لیبل کو اپنی پہچان بنائے نظر آتا ہے۔ کوئی صاحب نظریۂ ترقی پسندی میں فلاح کی راہ دیکھ رہے ہیں تو کوئی صاحب روشن خیالی میں ..... کوئی صاحب لبرل ہیں تو کوئی صاحب سیکولر ..... اور کوئی صاحب انسان دوستی کے نظریات میں اپنی آبرومندی تلاش کر رہے ہیں۔

اس کے برعکس اسلام اپنے متّبعین کو ریا، منافقت، تصنّع یا بناوٹ کی گوند سے چپکانے کے لئے کذب بیانی کی سیاہی سے تحریر کیا ہوا کوئی اصطلاحی لیبل نہیں دیتا۔ وہ اپنے متّبعین کو دیگر تمام نظریات سے قطع تعلقی اختیار کر کے یک سو اور " حنیف" (دنیا سے الگ ہو کر) صرف اور صرف دینِ اسلام کے لئے اپنی اطاعت وقف کر دینے کا حکم دیتا ہے۔

" اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ o " (الانعام : ۷۹)

" میں اپنا رُخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ "

مزید وضاحت یُوں ہوئی:

" مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ . "(آل عمران : ۸۵)

"جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین میں (فلاح و بہبود کی راہ) تلاش کرے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گا وہ (دین) اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ ''

دینِ اسلام کی خصوصیت وحدانیت ہے۔ چنانچہ اس میں فرمانبرداری کے لائق ہستی اللہ ایک، قابلِ نفاذِ شریعت ایک، رسول ایک، کتاب ایک ہے اور انہیں اختیار کر لینے والے بھی ایک ہی اُمّت کا حصہ بن جاتے ہیں، اس کی پہچان کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے دیا جانے والا نام بھی ایک ہی ہے اور وہ ہے **مسلمان**......! چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

'' هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ . '' (الحج : ۷۸)

'' اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ ''

❁❁❁❁❁

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلمان کون ہے؟

مسلمان کا لفظ عربی مصدر ''سلم'' سے مأخوذ ہے، لُغت کے مطابق اس کا مفہوم صلح، فرماں برداری، اطاعت اور عاجزی کے ساتھ مکمل طور پر اپنے آپ کو کسی کے سپرد کر دینے پر مشتمل ہے۔ ❶

گو مسلمان اس شخص کا نام ہے جو مکمل رضا مندی کے ساتھ مکمل طور پر اپنی زندگی کی باگ ڈور اللہ کے سپرد کر دے۔ عام فہم انداز میں اس کی مزید وضاحت برطانوی نو مسلم طالبہ ''صوفیہ جیلیٹ'' کی درج ذیل تحریر سے خوب ہوتی ہے جو اس نے پاکستان ایئرپورٹ پر اُترنے کے بعد اپنے تأثرات کی صورت میں رقم کی:

''کراچی میں حالات کو قبول کرنے اور تسلیم کر لینے کے بارے میں اہم سبق سیکھنا پڑا۔ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے، میں کہاں جا رہی ہوں، کس کے ساتھ جا رہی ہوں۔ یہ میرا دردِ سر نہ رہا۔ مجھے یہ سیکھنا پڑا کہ دوسرے لوگ میرے حالات اور زندگی کو کنٹرول کریں اور میں اسے تسلیم کروں۔ خواہ سب کچھ اچھا نہ ہو رہا ہو۔ یونیورسٹی کی آزاد اور منظّم زندگی گزارنے کے بعد یہ مجھے مشکل لگتا تھا لیکن اگر اسلام اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کا اور اپنی باگ ڈور دوسرے کے ہاتھ میں تھمانے کا نام ہے تو پھر اس کے کچھ معنی و مفہوم مجھے ان دنوں میں معلوم ہوئے۔'' ❷

---

❶ لغات القرآن، لفظ اسلام عبدالرشید نعمانی، عبدالدائم جلالی

❷ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۹۴ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نظریاتی اصطلاحات سے متاثرین

موجودہ دور میں نظریاتی اصطلاحات کے لیبل کی وبا سے متاثر ہونے والوں میں کچھ افراد ایسے ہیں جو پیدا تو مسلمان گھرانوں میں ہوئے لیکن بد قسمتی سے ان کے والدین ''میکالے'' کے نظام تعلیم کے زیرِ اثر تعلیم پا کر اگر عیسائی نہیں بنے تو مسلمان بھی نہیں رہے۔ دینِ اسلام کے بارے میں انگریز کی عطا کردہ معلومات نے ان کے دلوں میں علمی، فکری اور شعوری کم تری پیدا کر کے دینِ اسلام کے پیش کردہ نظام کی آفاقیت مشکوک کرنے کی کوشش کی ہے۔

کلیسانہ نصاب تعلیم فکری اغواگری کا ایک بڑا موٴثر ذریعہ ہے جس کے زیرِ اثر نسل نے اسلامی اوصاف کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اسلام کے ساتھ نام کی حد تک وابستگی اور عملاً اسلامی اوصاف سے بے گانگی کو روشن خیالی، ترقی پسندی اور لبرل ازم کا نام دیا گیا۔

فکری اغوا کا دھندا کرنے والے طاغوتی گروہوں نے ان کی خوب پیٹھ ٹھونکی اور ان سے ہر ممکن تعاون کیا۔ اس کی توثیق عیسائی مبلغ ''زویمر سیموئیل'' کی درج ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ وہ اپنی کتاب ''الغارة علی العالم الاسلامی'' میں لکھتا ہے:

''عیسائی مشنریوں کی جدّ وجہد تخریب اور تعمیر کے پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ تخریبی پہلو سے مراد مسلمانوں کے دینی عقائد میں تخریب ہے یعنی ہم نے انہیں اپنے دین سے بے گانہ کر دینا ہے۔ اس کوشش میں اگر وہ الحاد کی طرف بھی مائل ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں، جب کہ تعمیری پہلو سے مراد ایسے مسلمانوں کی ہر ممکن رہنمائی ہے تا کہ وہ اپنی قوم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی اکثریت سے الگ ہو کر مغربی تہذیب وتمدّن کو بآسانی اختیار کر سکیں۔'' ❶

یہی طبقہ حکومت کے حسّاس اور ذہن ساز اداروں پر قابض ہو کر مسلمانوں کے فکری اغوا کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرنے لگا۔

چنانچہ جو لوگ قرآن وسنت کے احکامات کے تابع رہ کر کلمۂ طیبہ کے عہد کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں، ان پر رجعت پسندی، قدامت پرستی، مذہبی جنونیت، بنیاد پرستی، تاریک خیالی اور تنگ نظری کے لیبل ویسے ہی چسپاں کر دیے گئے جس طرح کفارِ مکہ نے صحابہ اور نبی اکرم ﷺ پر (نعوذ باللہ) جنون، شیطانی تسلط، بے دینی اور شر پسندی کے الزامات عائد کئے تھے۔ اگر ان تمام لیبلوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ پسِ منظر یا مفہوم کے حوالے سے اسلام سے کوئی مطابقت نہیں، لیکن فکری گمراہیوں کی یلغار سے متاثر مسلمانوں نے اپنے لئے مسلمان کے لاحقے کے ساتھ طاغوت کے نہ صرف لیبل پسند کر لئے بلکہ انہی میں اپنی فلاح وبہبود تلاش کرنے لگے۔ یوں ترقّی پسند مسلمان، سیکولر مسلمان، سوشلسٹ مسلمان، برل مسلمان اور روشن خیال مسلمان جیسی مسلمانوں کی نہ جانے کتنی ہی قسمیں معرضِ وجود میں آ گئیں۔

کاش ان تمام نظریاتی یلغاروں میں تنکوں کی طرح بہنے والے یہ جانتے ہوتے کہ یہ نظریات پیش کرنے والوں کا اصل مقصد دینِ اسلام میں نقب زنی اور کم تعلیم یافتہ اور کم عقل مسلمانوں کے دل ودماغ میں درج ذیل شکوک پیدا کرنا ہے:

① اسلام اپنے ''مسلمین'' کو ترقی سے ہمکنار کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔

② اسلام ہر دور کے تقاضے نبھانے سے قاصر ہے......اور ہم ترقی پسندی کے چلتے ہوئے سکّوں کی طرح اسلام کے مُروّجہ مفہوم کو اپناتے ہوئے مسلمان بنیں گے، گویا

ع...... چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

③ صرف اسلام پر عمل فلاح وبہبود کی ضمانت نہیں۔ تمام مذاہب پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ گویا

ع......با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

---

❶ تربیت اولاد اور اسلام۔ عبداللہ ناصح علوان ۲/ ۷۵۵

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لہٰذا ہم سیکولر ہیں۔

④ اسلام کا معاشی دستور فلاحی نہیں لہٰذا سوشلزم کا معاشی نظام مستعار لے کر اسلام کے ساتھ اسے نتھی کر کے اسلامی سوشلزم کا مرکب معاشی نظام بنایا جائے گا۔

⑤ اسلام میں فرد کی آزادی نہیں۔ یہ قیود و حدود کی بیڑیاں پہنا دیتا ہے۔ لہٰذا ایسے اسلام کی اتباع کی جائے گی جو ''آزادی'' دیتا ہو، جس میں تمام خواہشاتِ نفس مباح ہوں اور جو جوا، شراب، رقص و سرود کو جائز قرار دے۔

⑥ اسلام روشن خیالی کی بجائے تاریک خیالی کا آئینہ دار اور وسعتِ نظری کی بجائے تنگ نظری کا علم بردار ہے۔

ان شکوک کو حرزِ جان بنانے والے یہ نہیں جانتے کہ یہ طرزِ عمل درج ذیل فرمانِ الٰہی کی تکذیب ہے:

'' اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ ''(المائدۃ : ۳)

''آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔ ''

یہ قولِ فیصل اس احکم الحاکمین کا ہے جس نے ضرورت سے زیادہ عقل مندی کے مذکورہ مریضوں کو زندگی عطا کی۔ عقل اور شعور بخشا اور یہ اسی محسنِ حقیقی کے خلاف ٹرانے لگے۔

فکری اغوا کے مذکورہ بالا نظریاتی پھندوں کے پسِ منظر اور ان کا شکار ہونے والوں کے عزائم اور خیالات پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان سب کی اپنی عقل، اپنا شعور، طاغوت کے سپرد ہو چکا ہے۔ ان کا بنیادی مقصد دین سے فرار ہے۔

ان کا اصل چہرہ ہمیں اس آیت میں نظر آتا ہے:

'' وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ '' (البقرہ : ۱۴)

'' اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں (مسلمانوں سے تو) ہم صرف مذاق کرتے ہیں۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نام کچھ بھی اختیار کیا جائے، اصلیت تو چھپنے سے رہی، ان کے نظریات اور کردار ان کے دعوے اسلام کا پول کھولتے رہتے ہیں۔ ان کی مثال اس احمق شخص جیسی ہے جو دو متضاد سمت کی پٹڑیوں پر اپنا سفر جاری رکھنے کی کوشش میں مصروف ہو۔ اپنی خواہشات ونظریات کی پٹڑی کو اسلام کی پٹڑی کے مطابق کرنا تو انہیں گوارا نہیں۔ البتہ دینِ اسلام کے احکام میں کتر بیونت کر کے اسے اپنی پسند کے تابع کرنے کی کوشش ضرور کرتے رہتے ہیں۔

دینِ اسلام سے متعلق خلاف حقیقت اور غیر منصفانہ روش انہیں دین کے اصلی ماخذ قرآن وحدیث کو خود پڑھنے اور سمجھنے کا خیال ہی پیدا نہیں ہونے دیتی۔ ان کی تمام معلومات کا منبع یہود کی اکثریت پر مشتمل مستشرقین ہوتے ہیں، جو اسلامی تعلیمات مسخ صورت میں پیش کرنے کے صلے میں مغرب سے اسرائیلی ریاست قائم کروا چکے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے متعلق مولانا مودودی (رحمۃ اللہ علیہ) کا یہ تجزیہ (مبنی بر حقیقت) ہے کہ

''ان کے ہاں عربی زبان اور دینی علوم جاننے والے کا نام تعلیم یافتہ نہیں ہے، تعلیم یافتہ اس شخص کا نام ہے جو دنیا میں اور چاہے سب کچھ جانتا ہو مگر قرآن پر بہت مہربانی کرے تو کبھی کبھار اس کے ترجموں ...... اور وہ بھی انگریزی ترجموں ...... کی مدد سے پڑھ لے۔ حدیث اور فقہ کے متعلق حد سے زیادہ کچھ سنی سنائی معلومات اور وہ بھی مستشرقین کی پہنچائی ہوئی معلومات پر اکتفا کرے۔ اسلامی روایات پر زیادہ سے زیادہ ایک اچٹتی ہوئی نگاہ ڈال لے اور وہ بھی اس حیثیت سے کہ یہ کچھ بوسیدہ ہڈیوں کا مجموعہ ہے جسے ٹھکرا کر زمانہ بہت آگے نکل چکا ہے۔ پھر اس ذخیرۂ علم دین کے بل بوتے پر وہ اس زعم میں مبتلا ہو کہ اسلام کے بارے میں آخری اور فیصلہ کن رائے قائم کرنے کی وہ پوری اہلیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ ❶

بقول اقبالؔ

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

---

❶ سنت کی آئینی حیثیت ..... ص ۱۸، ۱۹

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"فکری اغوا"

کے مختلف پہلو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

- ترقی پسندی
- روشن خیالی
- سیکولرازم
- لبرل ازم یا آزاد خیالی
- انسان دوستی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ترقی پسندی

ترقی پسند سے ہر وہ شخص مراد لیا جاتا ہے جو کارل مارکس نامی شخص کے پیش کردہ نظامِ حکمت و اقتصادیات پر کامل سچائی کا یقین رکھتا ہو۔ کمیونزم، سوشلزم، اشتراکیت، اس کے برگ و بار اور مختلف نام ہیں۔

مارکسی نظام کا اختصار یہ ہے:

- ......لوگوں کو دو حصوں میں بانٹ کر انہیں باہم لڑاؤ......ایک بورژوا یعنی امیر اور دوسرا پرولتاری یعنی غریب۔
- ......ہر ایک کو روٹی، کپڑا، مکان کی سہولتیں میسّر ہوں۔
- ......اخلاقیات ایک لفظِ بے معنی ہے جو کبھی شرمندۂ وفا نہیں ہو سکتا۔
- ......انسان یا کائنات کا کوئی خالق و مالک نہیں ایسے تمام لوگ جو اللہ تعالیٰ کو اس کائنات کا خالق سمجھتے ہیں احمق ہیں۔
- ......مذہب ایک افیون ہے جو غریبوں کو امیروں کے ستم سہنے اور اپنا غلام بنانے کے لئے کھلائی جاتی ہے۔

جو شخص ان نظریات کو تسلیم کرے وہ ترقی پسند اور جو نہ مانے وہ رجعت پسند ہے۔ مزید یہ کہ اس نظریہ کی حمایت میں لکھنے اور جدوجہد کرنے والے کو بارگاہِ ترقی پسندان سے ''دانشور'' ہونے کی سند بھی مل جاتی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

۱۹۱۷ء میں پیدا ہونے والے اس نظریہ کی ۷۰ سالہ زندگی کا انجام دنیا کے سامنے ہے، اس کے باوجود اب بھی کچھ لوگ اس کے تنِ مردہ میں رُوح پھونکنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس کی تفصیلات بتانا تو ہمارا موضوع نہیں البتہ یہ وضاحت کرنا مقصود ہے کہ اسلام میں ترقی کا مفہوم ان کے اختراعی مفہوم سے قطعاً مختلف ہے۔

ان کے خیال میں ہر چڑھتے سورج کی پوجا کرنا حصولِ ترقی کی ضمانت ہے جب کہ "دینِ اسلام" میں عبادت و اطاعت کا مرکز تنگی اور خوشحالی ہر حال میں ایک ہی رہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوید جانفزا:

"لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ"

"اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو" اور

"اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا" (کہف: ۱۰۶)

"بے شک عملِ صالح کے حامل ایمان والوں کی ضیافت کے لئے جنت الفردوس ہے"

مومن کو ہر وقت ایک قادرِ مطلق کی عنایت و رفاقت کا احساس دلاتی رہتی ہے۔

ترقّی پسندوں کے ہاں ترقی کا مفہوم صرف دنیاوی آسائشوں ہی پر مبنی ہے۔ جب کہ اسلام اس حیاتِ چند روزہ سے زیادہ ابدی زندگی کی آسائشوں کو ترجیح دیتا ہے۔

ترقی پسندوں کے خیال میں عیش و عشرت کے لوازمات، شہرت اور دنیاوی عزّ و وقار کے حصول کا نام "ترقی" ہے۔ جب کہ اسلام عیش و عشرت سے بڑھ کر روحانی سکون و اطمینان کو ترجیح دیتا ہے جس سے ان کا "آئیڈیل" معاشرہ تہی دامن ہے۔

ترقی پسند حضرات جسے ترقی سمجھتے ہیں وہ اسلام کی نظر سے دیکھا جائے تو وہ ترقیِ معکوس ہے، جس کے حصول کی خاطر وہ اللہ کا دامن تھامنے کی بجائے (جو عزّت وشرف کا مالک ہے، (وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا) اس کے بندوں کے در پر بھٹکنے کی ذلّت اختیار کر چکے ہیں۔ گویا وہ انسانوں کو بھی عزت بخشنے پر قادر سمجھتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شرک یہی تو ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا:

" وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ " (الحج : ۳۱)

''اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے گر پڑے پھر اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہوا کسی دور جگہ اڑا کر پھینک دے۔''

واقعی یہ لوگ شرک فی الصفات کی راہ اختیار کر کے افقِ ہدایت سے گر چکے ہیں۔ ان کی مشرکانہ روش کے سبب انہیں فکری گمراہیوں کے مختلف پرندوں نے اچک کر ہدایت کی منزل سے کہیں دور پھینک دیا ہے۔ چنانچہ ؎

سمجھ رہے ہیں وہ یورپ کو ہم جوار اپنا
ستارے جن کے نشیمن سے ہیں زیادہ قریب

اسلام مادہ پرستانہ دین نہیں کہ تمام ترقیوں کا مطمحِ نظر مادی خوش حالی ہی کو قرار دے بلکہ اس دین میں زندگی کا اصل مقصد نیکیوں میں ترقی کر کے جنت کے حصول کو ممکن بنانا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

" سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ" (الحدید : ۲۱)

''اپنے رب کی طرف سے بخشش اور اس جنت کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جاؤ جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے۔''

لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اسلام مادی خوشحالی کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ اعمالِ صالحہ کے نتیجے میں اگر اللہ تعالیٰ انسان کے حق میں بہتر سمجھے تو درجِ ذیل آیت کے مطابق مادی خوش حالی سے بھی سرفراز کرتا ہے۔

" اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مِّدْرَارًاo وَّ یُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا o" (نوح:۱۰ تا ۱۲)

"اپنے رب سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے بارش برسائے گا، مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور (ان میں) تمہارے لئے نہریں بہادے گا۔"

سرابِ ترقی:

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ ترقی پسند جسے ترقی سمجھتے ہیں وہ اسلام کی نظر میں ترقی نہیں سراب ہے

اس سرابِ رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ! اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

طاغوتی افکار و اعمال کی انتہا اور انجام کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

" وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ کَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰٓی اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْئًا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰهُ حِسَابَهٗ وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ o "(النور : ۳۹)

"کفار کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اسے پانی سمجھے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے اور اللہ ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اس کا حساب پورا پورا چکانے والا اور جلد حساب کرنے والا ہے۔"

کاش کہ فکری مغویان یہ سمجھ جائیں کہ ترقی کا راز طاغوت کی پیروی میں نہیں، آئینِ الٰہی کی پیروی میں ہے جس نے آج سے چودہ سو سال (۱۴۰۰) قبل عرب جیسی بدّو اور گنوار قوم کو پسماندگی کی پستیوں سے اٹھا کر منزلِ ترقی کی اس بے مثال رفعت تک پہنچا دیا، جس کی گواہی آج بھی دی جاتی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لوٹ جا عہدِ نبیؐ کی سمت رفتارِ جہاں

پھر میری پس ماندگی کو ارتقا درکار ہے

اگر واقعتاً ترقی کے آسمان کو چھونے کی خواہش ہے تو اسی کلمۂ طیبہ کا دامن مضبوطی سے تھامنا ہوگا جو خود بھی اعلیٰ، ارفع اور بلند ہے اور اپنے ماننے والوں کو بھی بلند کر دیتا ہے جس کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے:۔

"كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ○ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا." (ابراہیم:۲۴ - ۲۵)

"کلمۂ طیبہ کی مثال ایک ایسے پاکیزہ درخت کی سی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں، جو اپنے رب کے حکم سے ہر وقت (ہر دور میں) اپنے پھل لاتا ہے۔"

www.KitaboSunnat.com

❀……❀……❀……❀

www.iqbalkalmati.blogspot.com

روشن خیالی

روشن خیالی کا دعویٰ کرنے والی پاکستان کی ایک معروف سیاسی رہنما فرماتی ہیں:

''پیپلز پارٹی تین بنیادی نکات پر الیکشن لڑے گی۔ پہلا نکتہ اسلام ہے، جس سے مراد اقبالؔ کا روشن خیال اسلام ہے، بنیاد پرستی نہیں۔''

آگے چل کر یوں وضاحت فرمائی:

''عوام نے اس الیکشن میں فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کس کے ساتھ ہیں۔ علامہ اقبالؔ کے روشن خیال اسلام کے ساتھ یا ''مودودیؔ'' کے رجعت پسند اسلام (کے ساتھ)، لبرل اسلام یا بنیاد پرست اسلام کے ساتھ۔ اسی کے اندر اقلیتوں اور خواتین کے حقوق اور جمہوریت کے کردار کے معاملات آتے ہیں۔'' ❶

اقبالؔ کے نام سے اپنے نظریات کی تشہیر تو خیر ایک روایت بن چکی ہے، لیکن مذکورہ انتخاب میں کامیابی کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت کے کیے ہوئے فیصلے ان کی مزعومہ روشن خیالی کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہیں۔

ان کے ہاں روشن خیالی کا مفہوم خواتین کے حقوق کے نام پر انہیں گھر اور پردے سے نکال کر چوراہوں، دوکانوں اور دفاتر کی زینت بنانا ہے۔ مگر

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

---

❶ روزنامہ جنگ ۱۸ مئی ۱۹۹۳ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ان کے ہاں روشن خیالی سے مراد ثقافتی میلوں اور تفریح کے نام پر فحاشی رقص اور سرود کے طوفانِ بدتمیزی کی دھما چوکڑی مچانا ہے۔

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

ان کے ہاں روشن خیالی کے معنی اسلامی قوانین پر اپنی عقل و دانش یا مغرب سے مستعار لئے ہوئے نظریات کی چھری چلانا ہے۔ چنانچہ اسی دورِ حکومت میں عورتوں کو سزائے موت نہ دیئے جانے کا فیصلہ کابینہ سے منظور کرالیا گیا جو اسلامی قانونِ قصاص کی صریحاً مخالفت ہے۔ اسی روشن خیالی کے ساتھ اسلام کا لاحقہ لگا رکھا ہے۔

قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد
ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے
حریّتِ افکار کی نعمت ہے خداداد

ان کے ہاں روشن خیالی کا ایک پہلو اقلیتوں پر ان کے جائز حقوق سے بڑھ کر نوازشیں کرنا ہے تاکہ ان کی وفاداری حاصل ہو سکے۔ اس کے لئے انہیں حسّاس اور کلیدی عہدوں پر فائز کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا۔

ان کے ہاں روشن خیالی کا مفہوم ناموسِ رسالت کی توہین کے مجرموں کو برطانوی حکومت کی طرح اپنی حفاظتِ خاص میں لے لینا ہے، جب کہ اقبال تو کہتے ہیں۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

غرض روشن خیالی میں ہر وہ کام شامل ہے جو مغربی تہذیب سے درآمد ہو۔ اس کے لئے دینِ اسلام میں ترمیم یا اس کے قوانین کے خلاف مُسَیلمہ کذاب کی پیروی میں بغاوت کرنا بھی گوارا ہے۔ کیونکہ روشن خیالی کے دعوے کا بھرم رکھنا زیادہ ضروری ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محاکمہ

اسلام میں ''نور'' یعنی روشنی کا منبع صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔ اس کے نورِ ہدایت سے منور ہونے والے نظریات ہی ''نورانی'' اور روشن ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

'' يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ .'' (النور : ۳۵)

''اللہ اپنے نور سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔'' -

اللہ تعالیٰ کے نورِ ہدایت سے کسبِ نور کرنے کے بجائے اس کی مخلوقات کی خوشہ چینی کرنے والے اپنے آپ کو نورانی یا روشن خیالی کا علم بردار سمجھنے والے دراصل فکری جہالت کی ان تاریکیوں کے گھپ اندھیروں میں محبوس ہیں۔

''اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ O ''(النور:۴۰)

''یا (ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے دریائے عمیق میں اندھیرے جس پر لہر چڑھی چلی آتی ہو۔ (اور) اس کے اوپر اور لہر (آ رہی ہو اور) اس کے اوپر بادل ہو۔ غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں۔ ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے اور جسے اللہ روشنی نہ دے اسے (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)۔''

مسلمانوں کے ''فکری اغوا'' کا ذمّہ دار شیطان ایسے مسلمانوں کی تاریکی و جہالت پر پردہ ڈالتا ہے اور انہیں اسے مزیّن کر کے دکھاتا ہے۔

روشنیوں کے ہم سفر اور نقیب بننے کے یہ خواہش مند اپنی باگ ڈور ایک ایسے رہنما کے ہاتھ پکڑا چکے ہیں، جس کا کام ہی انسان کو اغوا کر کے اسے گمراہی کی تاریکی کے جنگل میں گم کر دینا ہے۔ قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں اس صورت حال کا تجزیہ بھی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

موجود ہے۔ انجام بھی اور علاج بھی۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اَوْلِیَآءُ ھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ ○ (البقرۃ:۲۵۷)

''جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا کارساز اور دوست اللہ ہے جو انہیں اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں، جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں، یہی لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سیکولرازم

''فکری اغوا'' کے لئے پھیلائے جانے والے نظریاتی جالوں میں سے ایک سیکولرازم بھی ہے۔ سیکولراسلام کے دعویداراس کا مفہوم

''تمام مذاہب کی یکساں عزّت کرنا'' بیان کرتے ہیں۔

بلاشبہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے دوسرے مذاہب کی عزّت واحترام سے متعلق واضح احکامات دے کر رواداری اورعزّتِ مذاہب کی ایک اعلیٰ اور اوّلین مثال قائم کی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

'' وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ'' (الانعام:۱۰۸)

''اور جن لوگوں کو یہ مشرک اللہ کے سوا پکارتے ہیں انہیں برا بھلا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں اللہ کو بے ادبی سے بے سمجھے برا (نہ) کہہ بیٹھیں۔''

اس کے برعکس سیکولرحضرات کے ہاں مذاہب کی عزّت جس انداز سے کی جاتی ہے، وہ اسلامی تعلیمات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ اسلام رواداری اورعزّت کی تعلیم ضروردیتا ہے۔ لیکن دوسرے مذاہب کے سامنے عاجزانہ اور منفعلانہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے انہیں، ان کی عزّت واحترام کے نام سے قبول ہی کر لینے کی اجازت نہیں دیتا۔

ارشادِ الٰہی ہے:

'' وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فَارْهَبُوْنِ ○ وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّیْنُ وَاصِبًا'' (النحل:۵۱)

'' اور اللہ نے فرمایا ہے کہ دو دو معبود نہ بناؤ۔ معبود وہی ایک ہے تو مجھ ہی سے ڈرتے رہو اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی عبادت لازم ہے۔ ''

اس کے برعکس سیکولرازم کا جو مفہوم اس کے پیروکاروں کے طرزِ عمل سے منعکس ہوتا ہے وہ کسی ایک دین کے بجائے تمام ادیان میں سے من مانی چیزیں اخذ کر لینے کا نام ہے۔ اگر دینِ اسلام میں یہ جائز ہوتا تو بھلا نبی اکرم ﷺ سے مشرکینِ مکہ کو یہ وضاحت کر دینے کو کیوں کہا جاتا:

'' لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ. '' (الکافرون:۲)

'' میں ان کی عبادت نہیں کروں گا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔''

سیکولرازم کے علمبرداروں سے چند ایک کے نظریات ملاحظہ فرمائیے تاکہ ان کے افکار مزید واضح ہو کر سامنے آجائیں۔

انور السادات مصر کا معروف سیکولر رہنما تھا، مولانا ابوالحسن علی ندوی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

'' ان کے خود بیانات سے ان کے تصورِ دین کی تشریح ہوتی ہے، وہ دین سے مراد مجرد دین لیتے ہیں اسلام نہیں۔ اس لئے کچھ عرصہ ہوا انہوں نے ایک ایسی عبادت گاہ کا تصور پیش کیا تھا جس میں مسلمان، یہودی اور عیسائی عبادت کر سکیں تاکہ تینوں مذاہب بقائے باہم کے اصول پر قائم رہیں۔ مصری ریڈیو سے تلاوتِ قرآنِ پاک کے موقع پر ایسی آیتوں سے حتی الامکان احتراز کیا جاتا ہے جن میں عیسائیوں کے خلاف کسی طرح کا ذکر ہو۔ ❶

---

❶ مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش، ص: ۱۷۶

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مصر ہی کے ایک اور سیکولر صدر جمال عبد الناصر نے اپنے میثاق میں یوں اظہارِ خیال کیا:

"سارے انسانی مذاہب اپنی حقیقت اور اصل میں انسانی انقلابات ہیں جن کا مقصد انسان کی عزّت، بلندی اور خوش حالی ہے اور مذہبی مفکّروں کا سب سے بڑا فریضہ یہ ہے کہ وہ دین کے اس جوہر اور حقیقت کی حفاظت کریں۔" ❶

اسی طرح کے خیالات کا اظہار برصغیر کے ایک سیکولر شاعر نے یوں کیا ہے

کعبے میں رہو یا کاشی میں نسبت تو اسی کی ذات سے ہے
تم رام کہو یا رحیم کہو مطلب تو اسی کی ذات سے ہے

نیز:

مالک نے ہر انسان کو انسان بنایا
ہم نے اسے ہندو یا مسلمان بنایا

ایک اور پاکستانی سیکولر احمد فراز کا کہنا ہے:

"ہم مسلمان ہیں اور ہمیں مزید مسلمان کرنا غلط ہے۔"

مولوی کا شریعت بل مسلمانوں کے لئے تکلیف دہ اور نقصان دہ ہے۔ یہ مولوی کو تقویت دے گا لیکن عام مسلمانوں کو تنگ کرے گا۔ اسلام انکساری سکھاتا ہے لیکن مولانا ستار نیازی کا طرّہ دیکھیں، لباس دیکھیں اور انداز دیکھیں۔ سیکولرازم میں لوگ بے دین نہیں ہو جاتے بلکہ یہ تمام مذاہب کی عزّت کرنا سکھاتا ہے۔ ❷

انجیل کی ایک مشہور مثال ہے کہ

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔"

سیکولروں کا دعویٰ تو تمام مذاہب کی عزّت کا ہے لیکن حیرت ہے کہ اس کے باوجود ان کا اسلام کے خلاف بُغض اُبل اُبل کر باہر آ رہا ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا بیان میں

---

❶ مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش ص: ۱۷۶

❷ روزنامہ جنگ یکم مارچ ۱۹۹۲ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مولانا عبد الستار خان نیازی پر طنز اس کی شاہد ہے۔ مزید برآں سیکولر مسلمانوں کے زیرِ انتظام ممالک میں ہی سیکولروں کا طرزِ عمل اس دعوے کی تردید کرتا ہے۔

چنانچہ ترکی کی حالیہ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی عوام نے اربکان جیسے دین دار نمائندے منتخب کر کے اسمبلی میں بھیجے، سیکولر عناصر حرکت میں آ گئے اور انہیں حکومت سے بے دخل کر کے دم لیا اور تو اور جمہوری آزادیٔ رائے کے اس دور میں ترکی کے سیکولروں کو وہاں کی خاتون رکن پارلیمنٹ کے سر پر لیا ہوا سکارف بھی سیکولرازم کے خلاف بغاوت کا علَم دکھائی دیا۔ چنانچہ مذکورہ خاتون کی سختی سے گوشمالی کی گئی۔

ہر جگہ سیکولروں کا دینی تعلیمات کو فروغ دینے والی تنظیموں کے ساتھ ایسا ہی متعصبانہ اور غیر منصفانہ روّیہ عام ہے، لیکن اس کے برعکس راسخ العقیدہ عیسائی اور یہودی تنظیموں کی انہیں کبھی مخالفت کی توفیق نہیں ہوئی جو فری میسن لائنز روٹری کلب وغیرہ کی شکل میں اپنے اپنے مذاہب کے عالمی اقتدار کے لئے سرگرم ہیں۔

یہاں اس حقیقت کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا کہ یہودیت ایک جامد اور نسلی دین ہے جس میں کسی غیر بنی اسرائیل کی شمولیت ناممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ یہود، غیر یہود کو اپنا آلۂ کار بنانے کے لئے انہیں یہودیت کی دعوت دینے کی بجائے اپنے اپنے مذاہب کی حدود و قیود پامال کر دینے پر اکساتے ہیں تا کہ ان کی ''بے روح فکر'' میں اپنے مقاصد کا زہر پھیلایا جا سکے۔

قرآن مجید کی درج ذیل آیت سیکولر اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کا آئینہ بھی ہے اور ان کے انجام کی نشاندہی بھی۔

''مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝'' (النسا:۱۴۳)

''وہ درمیان میں ہی معلق ڈگمگا رہے ہیں۔ نہ پورے ان کی طرف نہ صحیح طور پر ان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائے گا۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لبرل ازم یا آزاد خیالی

اسلام اپنے علاوہ کسی دوسرے کی اطاعت کی اجازت نہیں دیتا۔ ہٰذا اسلامی احکام کی تعمیل کے ساتھ دوسرے کی تقلید بیک وقت دو مختلف سمتوں کی طرف سفر جاری رکھنے کی طرح ناممکن ہے۔

لبرل مسلمان یا آزاد خیال مسلمان کی اصطلاح بھی مسلمانوں کو طاغوتی جال میں پھنسانے کے لئے وضع کی گئی۔ ''لبرل اسلام'' کے دعوے داروں کے عزائم ونظریات اس حقیقت کے آئینہ دار ہیں کہ وہ اصل ''لبرل اسلام'' کے پردے میں ''لبرٹی فرام اسلام'' (اسلام سے آزادی) چاہتے ہیں۔ ذیل میں دی گئی چند مثالیں اس کا بیّن ثبوت ہیں۔ ایک مشہور لبرل مسلمان کرکٹر اور سیاستدان فرماتے ہیں:

''مذہب کسی طرح کی بے جا پابندی نہیں لگاتا۔ ایسی باتیں صرف بنیاد پرست کرتے ہیں۔ اسلام تو مذہبی طور پر ''آزادی'' دیتا ہے۔ سماجی قدروں اور رسوم ورواج کا تعلق مذہب سے نہیں۔ مذہب تو اللہ اور بندے کے درمیان رابطے کا نام ہے۔'' ❶

ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

'' اداکارہ رانی اپنی بیٹی رابعہ کی شادی کی رسموں کا آغاز محفلِ میلاد سے کر رہی ہیں۔ ۱۲ جنوری کو محفلِ میلاد کے بعد رابعہ کی ''رسمِ مایوں'' ادا کی جائے گی۔ اس رسم میں فلمی دنیا کے فن کاروں کے علاوہ خواتین کی ایک بڑی تعداد شرکت کرے گی۔ ڈھولک کی محفل ہوگی۔ اداکارائیں زبردست تیاریوں میں مصروف ہیں۔'' ❷

---

❶ روزنامہ جنگ ۷ مئی ۱۹۹۲ء

❷ روزنامہ جنگ ۱۱ جنوری ۱۹۹۲ء

کیا لبرل ازم اسی کا نام ہے، اللہ کا نام لے کر پھر دھڑلے سے اس کی نافرمانی کی جائے۔ ایسا طرزِ عمل کفارِ مکہ کے عریاں حالت میں طوافِ کعبہ کرنے کے شرم ناک عمل کی یاد دلاتا ہے، جسے وہ ایک بڑی نیکی سمجھتے تھے۔ گویا:

''راضی رہے رحمان بھی خوش رہے شیطان بھی''

اسلام صرف انفرادی عبادات کا نام تو نہیں کہ ان کے ادا کرنے سے اسلام کا حق ادا ہو گیا۔ اس کا دائرۂ عمل تمام زندگی پر محیط ہے۔ لبرل اسلام کی آڑ میں اسلامی حدود کی کیسے پامالی کی جارہی ہے، اس کی ایک ادنیٰ سی مثال اداکارہ انجمن کا یہ بیان ہے:

''میں مذہب کے معاملے میں اپنے خدا اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہوں۔'' ❶

اس بیان کے ساتھ اس کے مذہب کی نشان دہی کرنے کے لئے نہایت عریاں لباس میں اس کی تصویر موجود ہے۔

ایک گلوکار صاحب فرماتے ہیں:

''آپ محبت کی بات کرتے ہیں، میں تو عشق کرتا ہوں۔ میں عاشقِ رسول ﷺ ہوں۔ شاید آپ میرے اس انکشاف پر حیران ہوں کہ میں اتنا مسلمان قسم کا نوجوان ہوں کہ میرے دن کا آغاز صبح کی نماز سے ہوتا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھوں۔ جب کسی وجہ سے کوئی نماز قضا ہو جائے تو مجھے بے چینی محسوس ہونے لگتی ہے۔ ہمارا گھرانہ اتنا مذہبی ہے کہ گھر کے اس فرد کو صبح کا ناشتہ نہیں ملتا جو صبح کی نماز نہ پڑھے۔ میں روزانہ گھر سے باہر جانے سے پہلے تلاوتِ قرآن کرتا ہوں، میں سمجھتا ہوں مجھے جو شہرت ملی ہے وہ رسولِ اکرم ﷺ کی محبت میں گائی ہوئی نعتوں سے ملی ہے۔ لوگ تو سمجھتے ہیں کہ میں چھلے کی دھن پر پنجاب کے لوک گیت گاتا ہوں، حالانکہ میں نے نعتیں زیادہ پڑھی ہیں۔'' ❷

---

❶ روزنامہ جنگ ۲۳ مارچ ۱۹۹۲ء

❷ اخبارِ جہاں ۱۴ ستمبر تا ۲۰ ستمبر ۱۹۹۲ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''یہ بیان ایک مشہور گلوکار کا ہے جو زنانہ لباس اور کانوں میں بالیاں پہن کر چمٹے کی دھن پر گاتا ہے۔ ذرا نبیٔ اکرم ﷺ کے درج ذیل ارشادات پر غور کیا جائے:

① ......اللہ نے مجھے دو جہاں کے لئے رحمت و ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ بانسریوں اور گانے بجانے کے سامان ختم کروں۔'' (مسند احمد)

② ......''موسیقی شیطان کی آواز ہے۔''

③ ......''عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت ہے۔'' [صحیح بخاری]

مذکورہ بالا مثالیں اس حقیقت کی آئینہ دار ہیں کہ ''مذہبی مسلمان'' ہونے کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی ثقافت کو اپنانے والے اسلام کو صرف انفرادی عبادات (نماز، روزہ، وغیرہ) پر ہی مشتمل سمجھتے ہیں۔ اس لئے دیگر معاملات میں وہ اسلام کو بالکل بے دخل کر دیتے ہیں۔ اسی کا نام ''لبرل اسلام'' اور ''لبرل مسلمان'' ہے۔

کیا لبرل یا آزاد خیال اسلام کے دعوے دار قبیلۂ عبد یالیل کی مانند ہیں، جس نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درج ذیل شرائط سے مشروط اسلام قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔

① ......''زنا ہمارے لئے جائز قرار دیا جائے کیونکہ ہم میں سے اکثر مجرد رہتے ہیں اور اس لئے ان کو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔'' (ہمارے لبرل مسلمان بھی تفریح کے نام سے فحاشی کا جواز دیتے ہیں)

② ......''ہماری قوم کا تمام تر کاروبار اور ذریعۂ معاش سُود ہے اس لئے سود خوری کا جواز دیا جائے۔'' (لبرل مسلمانوں کو بھی سود کا خاتمہ، ملکی معیشت کی تباہی کا پیش خیمہ دکھائی دیتا ہے)

③ ......''شراب سے نہ روکا جائے، ہمارے شہر میں کثرت سے انگور پیدا ہوتا ہے اور یہ ہماری بڑی تجارت ہے۔ (لبرل مسلمان بھی زرِمبادلہ جیسے مزعومہ فوائد کی روشنی میں شراب کی تجارت کے جواز کی کوشش کرتے ہیں۔) ❶

---

❶ سیرت النبیؐ جلد دوم۔ شبلی نعمانی

یاد رہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی یہ تینوں شرائط نامنظور کردی تھیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام آزادی کا سب سے بڑا علم بردار ہے، لیکن اس کی آزادی، بے راہ روی کی بنیادوں پر استوار نہیں ہوتی۔ اس کا منشور اپنے ماننے والوں کو مکمل اتباع و اطاعت کا پابند بناتا ہے۔ اس سے بغاوت کرنے والا دینِ اسلام کی رکنیت سے خارج ہو جاتا ہے۔ منشورِ شریعت میں مقرر کی گئی حدود کے اندر تو آزادی کا حق استعمال کرنا درست، لیکن آزادی کے دعوے کی آڑ میں ان حدود کی پامالی، دین کے خلاف بغاوت کے مترادف ہے۔

بقول اقبالؔ ؎

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پا بہ گِل بھی ہے
انہی پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کرے

لبرم ازم اور آزاد خیالی کی اصل حقیقت عالمی تنظیم ''فری میسن'' کے پروٹوکولز سے آشکار ہوتی ہے جس میں انہوں نے دنیا بھر میں اپنی سرگرمیوں، طریقِ کار اور اہداف کی منصوبہ بندی اس مقصد کے لیئے کی ہے کہ غیر یہود کو فکری، معاشی اور علمی طور پر مفلوج کر کے اقتدارِ عالم پر قبضہ کر لیا جائے۔

وہ کہتے ہیں:

''جب ہم نے مملکتوں کے نظام میں لبرل ازم کا زہر بھرا تو اس سے زندگی کے تمام شعبوں میں ایک تبدیلی رونما ہوئی۔ آج مملکتیں مہلک بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ ان کا خون سم خوردہ ہو چکا ہے اور ہمیں اس عالمِ نزع کا انتظار ہے جو ان پر طاری ہوگا۔'' (پروٹوکول نمبر ۱۰)

سچ کہا ہے شاعرِ مشرق نے ؎

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد

یہی ابلیسی کارندے ایک اور جگہ یوں زہر افشانی کرتے ہیں:

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"مختصر طور پر ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ہم اپنے مفادات کے پیش نظر ہر قسم کی فکری آزادی کو ختم کر دیں گے (یعنی حصولِ اقتدار کے بعد) اس آزادیٔ فکر کو ہم ایک عرصے سے ان مضامین و افکار کی طرف موڑتے رہے ہیں جو ہمارے لئے مفید ہوں۔ اس سے ہم غیر یہودی قوموں کے قانون میں کیڑے نکالتے ہیں اور اس طرح عدل و انصاف کی اہمیت اور وقعت کو کم کرتے ہیں۔" ❶

"لفظ آزادی ایک عجیب و غریب لفظ ہے، یہ افراد کے ہر طبقے کو ہر قسم کی طاقت اور جبر کے خلاف اکساتا ہے۔ خود پر ہر قسم کے اقتدار کو باطل ٹھہراتا ہے۔ یہ وہ لفظ ہے جو انسان کو اللہ اور قوانینِ فطرت کے خلاف بھی نبرد آزما کر دیتا ہے، اسی لئے ہم جب اپنی سلطنت کو قائم کر لیں گے تو اس لفظ کو زندگی کی لغت سے خارج کر کے اس وحشیانہ قوت کا ادراک کروائیں گے جو عوام الناس کو خونی درندوں میں تبدیل کر دیتی ہے۔" ❷

آزادیٔ افکار سے ہے ان کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبّر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ یہودیت، مسیحیت اور تمام غیر اسلامی مذاہب، انسان کے فکری اغوا کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس منصوبے کے بنیادی عناصر سے ابلیس سے زیادہ اور کون واقف ہو سکتا ہے۔ یہود کے پروٹوکول نمبر ۴ کی درج ذیل عبارت اس کی واضح دلیل ہے:-

"......آزادی اسی صورت میں ہمارے لئے (یعنی یہود کے لئے) بے ضرر ہے جب کہ اس کی اساس اللہ پر یقین، انسانی برادری اور مساوات کے صحیح تصور سے لاتعلقی پر رکھی جائے...... یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ ہمارے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ تمام گوئم (غیر یہود) کے اذہان سے اللہ اور روح کے تصور کا استیصال کر کے اس کی جگہ مادی

---

❶ پروٹوکول نمبر ۱۶ ❷ پروٹوکول نمبر ۳

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ضروریات اور حسابی اعداد و شمار کا تصور مستحکم کریں۔'' ❶

یقیناً اللہ تعالیٰ کے اقتدارِ اعلیٰ پر پختہ ایمان، اور روح کا صحیح تصور یعنی ''حیات بعد الموت'' کا یقین ہی ابلیس کی فکری اغواگری سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ نیز دینِ اسلام میں عائد کردہ حدود و قیود کی پابندی اسی طرح ضروری ہے جس طرح آتش دان کے آگے لگی ہوئی حفاظتی جالیاں ...... جس طرح ان جالیوں کو اٹھا کر آگ آزاد کر دینے سے آگ پھیل جائے گی، اسی طرح ان حدود و قیود کو پامال کرنے والی آزادی آگ کی ایک ایسی لپٹ کی صورت اختیار کرے گی جس میں انسانیت کی روح بھسم ہو جائے گی۔

اس قوم میں ہے شوخیٔ اندیشہ خطرناک
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اقتدارِ اعلیٰ پر پختہ ایمان اور روح کے صحیح تصور یعنی حیات بعد الموت کی اہمیت کا لطیف انداز میں احساس دلاتے ہوئے بے مہار فکری آزادی کے علمبرداروں سے یوں خطاب کیا ہے:

''اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًیo اَلَمْ یَکُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰیo ثُمَّ کَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰیo فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰیo اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِ ۦَ الْمَوْتٰیo''

(القیامۃ: ۳۶ تا ۴۰)

''کیا انسان نے سمجھ رکھا ہے کہ وہ شتر بے مہار (کی طرح) چھوڑ دیا جائے گا، کیا وہ ایک حقیر پانی کی بوند نہ تھا؟ جو (رحمِ مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے۔ پھر وہ ایک لوتھڑا بنا، پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضا درست کئے۔ پھر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں، کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مرنے والوں کو پھر زندہ کرے۔''

---

❶ از فتنۂ یہود_ عنصر صابری

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انسان دوستی

موجودہ دور میں شیطان کی فکرِ تزویز کا ایک پہلو انسان دوستی بھی ہے۔اس کے علم برداروں کے نزدیک انسان دوستی مذہب سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

انسان دوستی کیا ہے؟

انسان دوستی سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص چاہے کسی بھی مذہب،قوم،وطن یا جنس سے تعلق رکھتا ہو،اس کا کردار کتنا ہی غلط اور گھٹیا ہو،جان،مال اور آبرو کا وقار اس کے تشدد اور غارت سے آئے دن مجروح ہوتا رہے،وہ معصوم پھول اور کلیوں تک کو تیزاب میں ڈال کر اپنی ہوسِ ستم کو تسکین پہنچاتا رہے،شراب پی کر ننگے بدن سڑکوں پر برہنہ رقص کرے اور بہو بیٹیوں کی عزت تار تار کرتا رہے،وہ پھر بھی ہمدردی،توجہ اور محبت کیے جانے کے لائق ہے اور دنیا کی کسی عدالت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان جرائم کی وجہ سے اسے کوئی جسمانی سزا دے ہاں! اسے مالی تاوان یا قید وغیرہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

انسان دوستی کا ایک اہم وصف یہ بھی ہے کہ جو شخص رفاہِ عامہ کے کام کرتا ہے اور بلاتفریقِ مذہب وملت دکھی انسانیت کے کام آتا ہے وہ اس مذہبی شخص سے کہیں زیادہ بلند ہے جو اپنے مذہب ہی کو ہر جگہ آگے لانا چاہتا ہے یہ نظریہ یورپ ہی سے نکلا پہلے پہل نرسوں اور پھر ویلفیئر اداروں کی صورت پوری دنیا میں پھیل گیا۔

انسان دوست ایسے لوگوں کی بہت قدر افزائی کرتے ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اور چاہے درونِ پردہ وہ اسلام اور اہل اسلام سے بغض وعناد ہی کیوں نہ رکھتا ہو۔

انسان دوستوں کا یہ نظریہ بھی ہے کہ جو جس مذہب پر کاربند ہے اسے اسی مذہب

پر چلنے دو، اس کی قدر کرو کیونکہ ان کے نزدیک ہر وہ مذہب برحق ہے جو اللہ کے بندوں سے پیار کرنا سکھاتا ہے۔ نیز یہ کہ جو بھی ظاہراً اچھے کام کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ اجر دے گا۔ اللہ سے اجر پانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ قرآن حکیم، اور ختم نبوت پر ایمان لایا جائے یا سنتِ مطہرہ کی پیروی کی جائے۔ یہ نظریہ دراصل صوفی ازم کا نظریہ ہے دورِ حاضر میں ممتاز مفتی اس نظریہ کا اہم نقیب ہے۔

صوفی ازم ہو یا انسان دوستی ......شیطانی مغوبین کے ہاں دونوں پسندیدہ ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ صاحبانِ تصوف کی نظر میں بھی شریعت کی پابندیاں اور یہ پابندیاں بتانے والا "ملا" خار بن کر کھٹکتے ہیں۔

تاریخی حوالوں سے "انسان دوستی" کے علم برداروں کے اپنے طرزِ عمل پر غور کریں تو ثابت ہوتا ہے کہ دین کی حدود سے ماورا ہو کر انسان دوستی کے مفہوم کو نبھاہنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

گاندھی کے اہنسا کی دھجیاں جس طرح اس کے اپنے ہی پیروکاروں کے ہاتھوں اڑیں، عیسائیوں نے بائبل کے اس اصول کو...... "اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو"......کو جس طرح پس پشت ڈالا اور اپنے مخالفین سے جو وحشیانہ سلوک کئے یہ اس کی واضح مثال ہیں کہ انسان دوستی کے ساتھ نباہ کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے انسان دوستی کے مروجہ مفہوم کی تائید کے لئے انسان دوستی کے علمبردار ہندو ویدانت سے متاثر صوفیاء کے طرزِ عمل کو پیش کرتے ہیں۔ ایک مشہور و معروف ادیب اور شاعر کا کہنا ہے:

صوفی ازم کی جو خوبیاں دینی لحاظ سے ہیں ان سے زیادہ تو مجھے کوئی سروکار نہیں یعنی میں ان سے بے خبر ہوں لیکن صوفی ازم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ملائیت کے سراسر خلاف ہے اور صوفی اور مُلّا میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ صوفی انسان کا احترام کرتا ہے۔ صوفیاء نے بہت خوبصورت شاعری کی ہے۔ ان کی شاعری میں خوبصورتی کی وجہ یہ ہے کہ انہیں انسانوں کے وقار کا لحاظ ہے۔ مولوی یہ بالکل نہیں کہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گا۔ وہ تو یہ کہے گا کہ اسے مٹی میں مل جانا ہے..... یوں تو سبھی انسانوں کو مٹی میں مل جانا ہے۔ لیکن جب تک انسان زندہ ہے اس کے وقار میں کیوں کمی آئے لیکن وہ وقار صوفی نے اپنے طور پر سنبھال رکھا ہے۔ ❶

ایسے بیانات کی روشنی میں ''انسان دوستی'' کا جو مفہوم واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان جو کچھ بھی کرتے رہیں، گمراہی کے راستوں پر لڑ کھتے رہیں۔ تباہی کی کھائیوں میں گرتے رہیں۔ ان کے سر پر غضبِ الٰہی کے بادل منڈلاتے رہیں لیکن ان کی لغزشوں سے انہیں کوئی آگاہ نہ کرے۔ انہیں ان کی زندگی کے انجام اور زندگی کی اس سب سے بڑی حقیقت کی یاد نہ دلائے کہ ''سب کو مٹی میں مل جانا ہے'' لہٰذا ایسے کام دنیا میں کر جائیں جو قبر کی زندگی کو پر آسائش بنا سکیں'' کیونکہ اس طرح انسان کے وقار میں کمی آجائے گی۔

چنانچہ مشہور صوفی شاعر کا کہنا ہے:۔

ڈھادے مسجد، ڈھادے مندر، ڈھادے جو کچھ ڈھیندا
پر کسے دا دل نہ ڈھاویں رب دلاں وچ رہیندا

گویا ''مذہب'' کی حدود پامال ہوتی ہیں تو ہوتی رہیں لیکن انسان کی غلطی کی نشاندہی کرنا درست نہیں کہ اس سے کسی کا دل ''ڈھے'' جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ دلوں میں رہتا ہے۔ لیکن وہ طیب ہے اور ''طیب'' چیزوں کو ہی پسند کرتا ہے۔ لہٰذا وہ کسی ناپاک اور گمراہیوں میں لتھڑے ہوئے دل میں کس طرح رہ سکتا ہے۔

مصری رہنما جمال عبدالناصر نے اپنے نظریہ ''انسان دوستی'' کی وضاحت یوں کی:

''سارے آسمانی مذاہب اپنی حقیقت اور اصل میں انسانی انقلابات ہیں (گویا ان کی اہمیت رسل وانبیاء کے حوالے سے کوئی نہیں) جن کا مقصد ''انسان'' کی عزت و بلندی اور خوشحالی ہے اور مذہبی مفکروں کا سب سے بڑا فریضہ یہ ہے کہ وہ دین کے اس جوہر اور حقیقت کی حفاظت کریں۔ ❷

---

❶ روزنامہ جنگ ۷ اجنوری ۱۹۹۲

❷ بحوالہ مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش۔ ابوالحسن علی ندوی ص ۱۶۳

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسلامی تعلیمات پر اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلام انسان دوستی کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ اس کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت درج ذیل فرمانِ الٰہی ہے جو بغیر مذہب کی تخصیص کے پوری انسانیت کے لئے عام ہے۔

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (مائدہ:۳۲)

''جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی انسان دوستی کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

﴿لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ﴾ ❶

''تم میں سے کوئی شخص تب تک صاحب ایمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے''۔

﴿مَنْ لَمْ يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ﴾ جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ''انسان دوستی'' کا اسلامی مفہوم مروجہ مفہوم سے اس لئے مختلف ہے کہ دین اسلام ایک دین ہے جس کی نظر صرف دنیا پر نہیں عقبیٰ پر بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا مسلمان جہاں اپنے لئے ''ہدایت کا راستہ صراطِ مستقیم'' کرنا پسند کرتا ہے۔ وہاں اس کی دیگر انسانوں سے محبت کا تقاضا بھی یہی ہوتا ہے کہ ان کے لئے بھی ''صراط مستقیم'' ہی کو پسند کرے۔

انسان دوستی کا اعلیٰ ترین مفہوم تو یہی ہے کہ ''انسان'' دنیا کے سب سے عظیم خطرے ''معصیت الٰہی'' سے دیگر ''انسانوں'' کو بچانے کے لئے سر توڑ کوشش کرے اور اسلام اجتماعیت کے پہلو ''اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرْ'' اور جہاد وغیرہ

---

❶ بحوالہ اربعین نووی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''انسان دوستی'' کے اسی مفہوم کے نمائندہ ہیں۔

''انسان دوستی'' کے اس حقیقی اور مبنی بر صواب مفہوم کو چھوڑ کر دیگر غیر اسلامی نظریات کی روشنی میں ''اختراع کردہ'' مفاہیم کو اپنانے والے قرآن مجید کے اس فرمان کے مصداق ہیں۔

﴿فَرِيقًا هَدَىٰ وَ فَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ (الاعراف ۳۰)

ایک فریق کو تو اس نے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہو چکی ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو رفیق بنا لیا اور سمجھتے (یہ) ہیں کہ ہدایت یاب ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انکارِ حدیث

www.iqbalkalmati.blogspot.com

- حدیث کی اہمیت
- انکارِ حدیث کیوں؟
- برصغیر میں انکار حدیث کی تاریخ
- مسلمہ عقائد کے مفہوم میں تحریف
- اللہ اور رسول
- رسالت پر ایمان
- فرشتے
- جبریل
- منکر نکیر اور عذابِ قبر
- آخرت' حال اور مستقبل کی خوشگواریاں
- جنت اور جہنم
- ابلیس
- جن
- ارکان اسلام
- صلوٰۃ
- زکوٰۃ
- حج
- حرم مکہ اور قربانی
- تخلیق آدم
- فیملی پلاننگ
- حلال وحرام
- تجہیز و تکفین

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حدیث کی اہمیت

حدیث قرآنِ مجید کی شارح ہے۔قرآن مجید میں واضح اعلان ہے۔

" وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ ۔ "(النحل:۴۴)

"اور ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی تا کہ جو کچھ لوگوں کی طرف نازل ہوا ہے۔ اس کی وضاحت کریں۔"

اتباعِ حدیث وسنت تکمیل ایمان کا ایک لازمی جزء ہے چنانچہ مسلمانوں کو حکم ہوا:

" وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ "(الحشر:۷)

"اور تمہیں جو کچھ رسول دے اسے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ۔"

ایک جگہ تو یہاں تک فرمادیا گیا:

" مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ "(النسا:۸۰)

"اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

اطاعتِ رسول ہی کو ہدایت کا ضامن قرار دیا ہے:

" وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۔ " (النور:۵۴)

" اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔"

اس کی مزید وضاحت اس فرمانِ نبوی ﷺ سے ہوتی ہے:

" میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر ان پر قائم رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب اللہ اور اللہ کے رسول کی سنت۔"(موطا)

❀❀❀❀❀

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انکارِ حدیث کیوں؟

اس لئے مسلمانوں کو گمراہ کرنے والوں کو حدیث ہمیشہ سے اپنی راہ کی رکاوٹ نظر آئی۔ حدیث قرآن مجید کی تفسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن مجید تو اللہ کی کتاب ہے۔ یہ بھی اس کا اعجاز ہی سمجھئے کہ گمراہ فرقوں کو اس میں تحریف کی مذموم جسارت کم ہی ہوئی۔ لیکن حدیث کو ناقابلِ اعتبار قرار دینے کی بھرپور سازشیں ہوتی رہیں۔ گمراہ کن عناصر یہ سمجھ گئے کہ حدیث اور قرآن دونوں پر اپنی تاویلات کی چھری بیک وقت چلانا مشکل ہے لیکن اگر قرآنی نظام کو عملی طور پر نافذ کر کے دکھانے والے اور اس سلسلے میں پیش آنے والے مسائل کا حل بتانے والے محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو الگ کر دیا جائے اور صرف "قرآن مجید" کو مآخذِ قانون اور لائقِ عمل قرار دیا جائے تو راہ صاف اور آسان ہو جائے گی۔

" مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ . "(النساء)

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

اللہ کا فرمان یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ حدیث، قرآن مجید کے احکام کو تاویل و تحریف سے بچانے کے لئے ایک مضبوط قلعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی عمارت منہدم کر دینے سے طاغوتی عناصر کے لئے من پسند دین وضع کرنا اور اس مقصد کے لئے قرآن مجید کی من مانی تاویلات کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان تاویلات کی بنیاد پر ایک نئے نظام کا ڈھانچہ بنا کر اس کی پیشانی پر "قرآن سے اخذ کردہ" اسلام کا لیبل بھی چسپاں کر لیا جاتا ہے اور نبی اکرم ﷺ، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمہ کرام و علمائے عظام رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے ملنے والے دین کو "رسمی اسلام" اور "بے روح دین"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

قرار دیا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ "حدیث پر ہمارا ایمان ہے ...... نہ اس پر ایمان لانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ حدیث کی سند میں جو رجال ہیں، ان پر ہمارا ایمان نہیں ہے اور نہ ان پر ایمان لانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ پھر یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ ایسی غیر ایمانی اور غیر یقینی چیز کو ہم قرآن کی طرح دینی حجت مانیں۔" ❶

یہ بھی کس قدر عجیب بات ہے کہ یہ منکرینِ حدیث اللہ تعالیٰ کا پیغام لانے والے نبی اکرم ﷺ کی بات کو تو، جو کئی احتیاطی حدود و قیود کے پابند رجال کے واسطے سے ہم تک پہنچی، غیر یقینی اور غیر ایمانی قرار دیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) لیکن مسلمانوں سے یہ اصرار ہو کہ دین کے متعلق ان ہزار سال بعد آنے والے دانش وروں کی کسی سند اور دلیل کے بغیر پیش کی جانے والی بات کو "ایمانی"، "یقینی" اور "دینی حجت" نہ صرف تسلیم کر لیا جائے بلکہ قرآن مجید کی ان کی طرف سے پیش کی جانے والی بعید از احادیث تفسیر کو صحیح مانا جائے اور اس پر ایمان لایا جائے۔

انکار کی دو بنیادیں

انکار حدیث کے ان علمبرداروں کا نظریہ درج ذیل دو بنیادوں پر استوار ہے:

① احادیث کے متعلق یہ نظریہ کہ یہ من گھڑت ہیں ان کی نبی اکرم ﷺ کی طرف نسبت یقینی نہیں۔ اس طرح کے شبہات کے ذریعے کم علم عوام کی فکر اغوا کی جاتی ہے جو تدوین حدیث کی تاریخ اور اس ضمن میں محدثین کی سالہا سال کی جان کاہیوں سے واقف نہیں۔

② اگر حدیث کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف درست ہو تو بھی ہم اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں، کیوں کہ آپ کی حیثیت صرف "پیامبر" کی تھی، شارع کی نہیں۔

بزعم خود قرآنی اطاعت کے یہ علمبردار اس آیت سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں کہ:

---

❶ اسلم جیراج پوری...... ماهنامه طلوعِ اسلام دسمبر ۱۹۵۰ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" (النساء:٦٥)

" آپ کے رب کی قسم! جب تک یہ لوگ آپ کو اپنے تنازعات میں مُنصف تسلیم نہ کریں پھر آپ کے فیصلہ کو دل کی تنگی کے بغیر (برضا و رغبت) تسلیم نہ کریں، مومن نہیں ہو سکتے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

برصغیر میں انکارِ حدیث کی تاریخ

برصغیر میں سب سے پہلے زور شور سے انکارِ حدیث اور تشکیک فی الحدیث کی آواز بلند کرنے والے صاحب سر سید احمد خان تھے۔انہوں نے اپنی تصنیفات، رسائل، خصوصاً تفسیر القرآن کے ذریعے دینی علم سے بے بہرہ عوام کے ذہنوں میں یہ بیج بونے کی کوشش کی۔اس کے فکری پسِ منظر کے متعلق مولانا مودودی رقم طراز ہیں۔

''انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ مغرب سے جو نظریات، افکار و تخیلات، جو اصولِ تہذیب و تمدن اور جو قوانینِ حیات آرہے ہیں وہ سراسر معقول ہیں۔ان پر اسلام کے نقطۂ نظر سے تنقید کر کے حق و باطل کا فیصلہ کرنا محض تاریک خیالی ہے۔زمانے کے ساتھ چلنے کی صورت بس یہ ہے کہ اسلام کو کسی نہ کسی طرح ان کے مطابق ڈھال دیا جائے۔'' ❶

سر سیّد احمد خان کی اس ذہنی اپج کی تصدیق خود ان کی اپنی تحریروں سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ تہذیب الاخلاق مضامینِ سر سیّد احمد خان جلد دوم میں تحریر ہے۔

ہندوستان کے مسلمانوں کو کامل درجہ سویلائزیشن یعنی تہذیب اختیار کرنے پر راغب کیا جائے تاکہ جس حقارت سے ''سویلائزڈ'' یعنی مہذب قومیں ان کو دیکھتی ہیں وہ رفع ہو اور وہ بھی دنیا میں معزز و مہذب کہلا دیں۔'' ❷

---

❶ سنت کی آئینی حیثیت ص ۷۱

❷ بحوالہ مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش ص ۹۷

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس رجحان پر عالمِ عرب کے مشہور مفکر ''ڈاکٹر محمد البھی'' اپنی تصنیف '' الفکر الاسلامی الحدیث '' میں تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''سرسید کا کہنا یہ تھا کہ ان کی کوشش یہ ہے کہ موجودہ مسلمانوں کے لئے ایک ایسا طریقہ پیدا کریں، جس میں وہ اپنے اسلام پر قائم رہتے ہوئے اس جدید زندگی کو اپنا سکیں۔ جو علومِ طبعیہ کی ترقی کی بنا پر وجود میں آئی ہے۔ ❶

سرسیّد کے اس فکری بیج کی ابتدائی نگہداشت ''اسلم جیراج پوری'' نے، جب کہ پوری تندہی سے اس کی آبیاری ''غلام احمد پرویز'' نے کی۔ انہوں نے اپنے نظریات کی تبلیغ کے لئے متعدد تصنیفات لکھیں اور ایک ماہنامہ '' طلوعِ اسلام'' جاری کیا۔ یہی وجہ ہے کہ رفتہ رفتہ ان کے پیروکاروں کی اچھی خاصی کھیپ تیار ہوگئی۔ اور پرویز اور انکارِ حدیث لازم وملزوم سمجھے جانے لگے۔ ❷

پرویز اور آلِ پرویز نے مسلمانوں کے دلوں سے احادیث کی اہمیت ختم کرنے کی کوشش کی اور اسے زوالِ اُمت کا بنیادی سبب قرار دیا گیا۔

احادیثِ نبویہ ﷺ کے لئے حدیث کے بجائے روایات کی اصطلاح زیادہ استعمال کی گئی، چنانچہ احادیث سے متعلق مسلمانوں کے عقائد کو پرویز نے اسباب زوالِ امت ...... ص ۶۸ پر روایات کے متعلق عقیدہ لکھا ہے۔ ترتیب وتدوینِ احادیث کی تاریخ کے گرد شکوک وشبہات کا دھواں پھیلانے کی کوشش کی تاکہ مسلمانوں کا اعتماد احادیث پر سے اٹھ جائے، اس سے قبل اسلم جیراج پوری کا یہ بیان تو نقل کیا جا چکا ہے کہ

''حدیث پر ہمارا ایمان ہے نہ اس پر ایمان لانے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے۔ پھر یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ ایسی غیر ایمانی اور غیر یقینی چیز کو ہم قرآن کی طرح دینی حجت مانیں'' ❸

اسی بات کو ذرا دوسرے انداز میں غلام احمد پرویز نے یوں دہرایا:

---

❶ بحوالہ مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش ص ۱۰۰

❷ دیکھئے ''اسباب زوالِ امت'' غلام احمد پرویز ۔ صفحہ ۶۴ تا ۶۵

❸ ماہنامہ طلوعِ اسلام ص ۵۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''جس تفسیر کو رسول اللہ ﷺ کی تفسیر کہہ کر پیش کیا جاتا ہے وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہوتی ہے اس کی کوئی سند نہیں ہوتی کہ واقعی وہ رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ اس کا عملی نتیجہ یہ ہوا کہ سارا قرآن ان روایات کے تابع چلا گیا۔ اب مذہب کا مدار روایات پر قرار پایا۔ اور قرآن ثواب کی غرض سے تلاوت کے لئے باقی رہ گیا۔ یہی وہ مذہب ہے جو ہزار سال سے ہمارے ہاں مروّج چلا آ رہا ہے۔''...... گویا اس ہزار سالہ تاریخ میں اُمتِ مسلمہ میں قحط الرجال کی کیفیت اس قدر غالب رہی کہ کسی نے روایات کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ نہ صحابہ کرامؓ نے، نہ ائمہ کرامؒ نے، نہ علمائے سلف وخلف نے۔ یہ بھی مقامِ شکر ہے کہ اب ہزار سال بعد ہی سہی امتِ مسلمہ میں ایک ایسی دیدہ ور شخصیت پیدا ہوئی جس نے ان روایات کی حقیقت آشکار کی۔ فیا للعجب!

مسٹر غلام احمد پرویز کا اپنا کہنا ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ جس قوم پر صدیوں سے سوچنا حرام ہو چکا ہو اور تقلیدِ کہن زندگی کی محمود روش قرار پا چکی ہو، ان میں فکری صلاحیتیں بہت کم باقی رہ جاتی ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس مقصد کے لئے بھی مغرب کے محققین کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا۔'' ❶

چنانچہ ہم بھی تاریخ تدوینِ حدیث اور اسنادِ حدیث کے متعلق ''صدیوں سے نہ سوچنے والی قوم'' میں سے کسی کی رائے پیش کرنے کی بجائے مغربی محققین ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ذرا دیکھیں کہ وہ اسماء الرجال یعنی راویانِ حدیث کے متعلق کیا کہتے ہیں اور ان کا تدوینِ حدیث کے بارے میں کیا خیال ہے۔

ڈاکٹر الائس سپرنگر (ALLOYS SPRENGER) ایک مشہور مستشرق ہے جس نے اسماء الرجال کی قدیم غیر مطبوعہ کتب دنیا بھر کے کتب خانوں سے تلاش کر کے شائع کیں۔ اپنی شائع شدہ ایک کتاب ''الاصابہ فی احوال الصحابہ'' کے دیباچے میں اس

---

❶ سلیم کے نام خطوط از پرویز ۳/۱۵۱

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نے چوتھی صدی ہجری تک کے رواۃ کی تعداد پانچ لاکھ بتائی ہے۔ اسی کتاب کے انگریزی دیباچہ میں لکھتا ہے:

" دنیا میں نہ کوئی قوم ایسی گزری نہ آج تک موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال جیسا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو۔ "

فنِ اسماء الرجال کی عظمت کا احساس اُس پر اس قدر غالب تھا کہ اس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اس فن کی قدیم کتب کو منظرِ عام پر لانے میں صرف کر دیا۔ ❶

(REV. BOSWORTH SMITH) نے اس عظیم فن کو یوں خراجِ عقیدت پیش کیا:

"یہاں پورے دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور جو ہر شخص تک پہنچ سکتی ہے۔" (MOHAMMAD AND MOHAMMADANISM)❷

یہ رائے دو ایسے اشخاص کی ہے جن کا تعلق اس قوم سے ہرگز نہیں جو تقلیدِ کہن کی عادی اور صدیوں سے سوچ سے عاری ہے۔ نہ جانے پھر ایسی قوم سے اسماء الرجال جیسا عظیم الشان فن کیسے وجود میں آ گیا جس کا اعتراف کرنے پر بیگانے بھی مجبور ہیں۔

حدیث کو غیر مستند ٹھہرانے کے بعد پرویز صاحب اسے تاریخی حیثیت سے زیادہ اہمیت دینے پر تیار نہ ہوئے، چنانچہ ان کا کہنا ہے:

" حدیث کا صحیح مقام دینی تاریخ کا ہے۔ اس سے تاریخی فائدے حاصل کئے جا سکتے ہیں لیکن دین میں حجت کے طور پر وہ پیش نہیں کی جا سکتی۔" (مقام حدیث ص ۱۵۷)

اسی نظریے کے پیشِ نظر حدیث و سنت کو قانونِ اسلامی کا حصہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ پرویز کے ایک ہمنوا علی محمد چودھری اپنے مضمون "سپریم لا قرآن یا قرآن و سنت" میں لکھتے ہیں:

---

❶ بحوالہ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ اسماء الرجال ، سپرینگر

❷ بحوالہ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ ــ مقالہ اسماء الرجال

''کتاب اور سنّت کو جب ہم کتاب وسنت کی اصطلاح سے بریکٹ کرتے ہیں تو ہم حق کو ظن کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہیں۔ اس سے ہم نہ صرف حق کے فیوض سے محروم ہو جاتے ہیں بلکہ عرصے بعد اس کی پہچان بھی محال ہو جاتی ہے۔''❶

گویا موصوف کے خیال میں:

''اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ.'' (یٰسٓ)

''بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں اور سیدھی راہ پر ہیں۔''

کی سند دیے جانے والے نبیٔ اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ظن پر عمل اور حق کی پہچان محال کر دینے کے مترادف ہے۔ یہی صاحب آگے چل کر یوں رقمطراز ہیں:

'' ہم قرآن وسنت کی اصطلاح میں سنت یا حدیث کو قرآن کے ساتھ منسلک اس لئے کرتے ہیں کہ وہ بخاری، مسلم، فقہ کی کتب میں موجود ہے۔ لہٰذا غیر متبدل اور یقینی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی سند نہیں۔ یہ سراسر اسلاف پرستی اور اندھی تقلید کا مظاہرہ ہے۔''

گویا سنّت کو قانون سمجھنا...... اسلاف پرستی اور اندھی تقلید کا مظاہرہ قرار پایا۔ اہانتِ سنت کی اسی رو میں بہتے ہوئے پرویزی فکر نبیٔ اکرم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کو بلا دھڑک مذہبی پیشوائیت کی پیداوار قرار دے دیتا ہے۔ چنانچہ طلوعِ اسلام، جون ۱۹۹۳ء کے ص: ۱۵ پر مضمون ''تلاوت کا قرآنی مفہوم'' میں اس معروف حدیث کو مذہبی پیشوائیت کا پیدا کردہ تصور قرار دیا ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ کے بدلے قاری کو تیس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔''

واقعۂ معراج میں نبیٔ اکرم ﷺ کے سامنے شراب اور دودھ کے پیالے پیش کیے جانا اور آپ ﷺ کا دودھ کا پیالہ نوش فرمانا، شراب چھوڑ دینا، یہ واقعہ طلوعِ اسلام کے ایک مضمون نگار کے دل کو کچھ لگا نہیں تو انہوں نے اسے ایک مکروہ اور بیہودہ کہانی قرار دے دیا۔ اس شائستہ تبصرہ سے متصل ہی انہوں نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ روایات مسلم اور بخاری میں بھی موجود ہیں۔ اس مضمون میں احادیث سے ثابت شدہ واقعہ معراج کے آسمانی سفر ہونے کی تکذیب کی گئی ہے۔ اسریٰ (معراج) حضور ﷺ کا سفرِ شبانہ)❷

---

❶ (طلوعِ اسلام - مارچ ۱۹۹۳ء - ص ۳۰) ❷ (طلوعِ اسلام - ستمبر ص ۳۷)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ احادیث تو خیر مسلم اور بخاری ''صحیحین'' میں موجود ہونے کی بنا پر امتِ مسلمہ کے ہر فرد کے نزدیک نبیٔ اکرم ﷺ سے درست طور پر منسوب ہیں۔ لیکن بالفرض ان کی استنادی حیثیت اس قدر مضبوط نہ بھی ہوتی تو کیا کسی محبوب اور محترم ہستی سے منسوب چیز کے بارے میں یہ اندازِ بیان اپنایا جا سکتا ہے؟

یاد رہے کہ تاریخ میں خسرو پرویز اس بدبخت ایرانی بادشاہ کا نام ہے جس نے نبیٔ اکرم ﷺ کا نامۂ مبارک پھاڑ دیا اور اپنے دو آدمی (نعوذ باللہ) نبیٔ اکرم ﷺ کو گرفتار کرنے کو بھیجے۔ نبی اکرم ﷺ کو خط پھاڑ دینے کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے دعا کی یا اللہ اس کی سلطنت کو پارہ پارہ کر دے۔ چنانچہ ادھر فرستادے نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ پہنچے اور ادھر اس کا کام اپنے ہی بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں تمام ہو گیا۔ جب کہ عہدِ فاروقی میں مسلسل خانہ جنگیوں کے بعد یہ سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور بالآخر مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی۔

پرویز کے اس شرمناک اور رسوا کن کردار کی بنا پر ہی امتِ مسلمہ اس نام سے اجتناب کرتی رہی ہے مگر نہ جانے کیوں غلام احمد پرویز نے نہ صرف اپنے نام کا جزو بنایا ہے بلکہ اسے ہی زیادہ استعمال کرتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلّمہ عقائد کے مفہوم میں تحریف

انکارِ حدیث پر مبنی ''فکری اغوا'' نے دینی عقائد کا مفہوم ہی بدل دیا۔ مسلمانوں اور منکرینِ حدیث کی راہیں جدا جدا ہو گئیں۔ ذیل میں چند مسلّمہ اسلامی عقائد کے متعلق ان کے تصورات پیش کیے جا رہے ہیں۔

اللہ اور رسول ﷺ

اللہ اور رسول ﷺ سے مراد وہ مرکزِ نظامِ اسلامی (ENTRAL AUTHORITY) ہے جہاں سے قرآنی احکام نافذ ہوں۔'' ❶

رسالت پر ایمان

رسول ﷺ پر ایمان لانے سے مفہوم، اس کی ذات پر ایمان نہیں، کیونکہ اس کی ذات تو زمان و مکان کی حدود کی پابند ہوتی ہے اور ملتِ اسلامیہ ابدیت سے ہم کنار ہے۔ رسالتِ محمدیہ سے مقصود اس کتاب پر ایمان ہے جو دنیا کو ملی۔ ❷

فرشتے

'' ملائکہ کائنات کی غیر مرئی قوتیں ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق کہہ دیا گیا ہے کہ تم ان کے لشکروں کو نہیں دیکھ سکتے۔'' ❸

ملائکہ کا اطلاق ان '' قدرتی قویٰ'' پر ہے جن سے انتظامِ عالم مربوط ہے۔ اور ان

---

❶ معراجِ انسانیت: از پرویز۔ ص ۳۱۸ ❷ فردوس گم گشتہ: از پرویز۔ ص ۳۸۳

❸ لغات القرآن: از پرویز۔ ص ۲۴۴

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شیونِ قدرتِ کاملہ پروردگار پر جو اس کی ہر مخلوق میں بہ تفاوت ظاہر ہوتی ہیں، ملائکہ کا اطلاق ہوا ہے۔ "❶

جبرئیل

ہم مسلمانوں کو تو وحیٔ الٰہی کے مطابق یہ معلوم ہے کہ جبرئیل علیہ السّلام وہ افضل الملائکہ ہستی ہیں جنہیں انبیا کے قلوبِ مقدسہ پر وحیٔ الٰہی کے نزول کا شرف حاصل ہوا ہے لیکن منکرینِ حدیث کے خیال میں:

" اس ملکۂ نبوت کا جو خدا کے انبیا میں پیدا کیا گیا ہے۔ جبریل نام ہے۔ "❷

منکر نکیر اور عذابِ قبر

ایک عقیدہ عام ہے کہ قبر میں مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، ایک کا نام منکر ہے، دوسرے کا نام نکیر۔ یہ دونوں مردے سے سوال جواب کرتے ہیں اور جوابات کی روشنی میں مردے کو عذاب وثواب ہوتا ہے۔ یہ تصور سراسر غلط ہے اور مذہبی پیشواؤں کا من گھڑت ہے۔ جب قبر میں زندگی ہی نہیں تو سوال و جواب کیسے؟ "

قرآن کیا کہتا ہے؟ از قاسم نوری جو صاحب پرویز کے شاگردِ خاص ہیں، پرویزی فکر کے ابلاغ میں ان کے اہم کردار کے لئے دیکھئے "ماہنامہ طلوعِ اسلام میں مطبوعہ بزمِ طلوعِ اسلام کی رودادیں"

" ہمیں تو ڈھونڈے سے بھی قرآن کے سی پاروں میں ایسی کوئی آیت نہ مل سکی جس سے یہ معلوم ہو سکتا کہ منکر نکیر کا کوئی وجود ہے اس لئے منکر نکیر کا تصور سراسر غلط اور بعید از امکان ہے "۔

ان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی احادیث (صحیحین، مسند احمد، سنن ترمذی اور سنن ابوداؤد میں) ضرور موجود ہیں، بھلا ہم رسولِ نورِ ہدایت ﷺ کے واضح فرامین کی

---

❶ تفسیر القرآن: از سرسید۔ ج ۱ - ص ۴۳
❷ تفسیر القرآن از سرسید، ج ۱ - ص ۴۵

www.iqbalkalmati.blogspot.com

موجودگی میں قاسم نوری صاحب کی بات کیسے مان لیں؟

اللہ رب العالمین، رسول ﷺ اور فرشتوں کے متعلق مذکورہ نادر مفاہیم اپنی جگہ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان بھی ذہن میں تازہ کرتے چلیں تو کیا حرج ہے:

"مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ." (البقرہ : ۹۸)

"جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں اور جبرائیل و میکائیل کا دشمن ہو۔ ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے۔"

آخرت، حال اور مستقبل کی خوش گواریاں

" قرآن نے آخرت کی اصطلاح استعمال کی ہے جس کا مفہوم ہے حال اور مستقبل کی خوش گواریاں۔ " ❶

www.KitaboSunnat.com

جنت اور جہنم:

"جہاں انسانی ذات کی نشو ونما رک گئی وہی اس کے لئے جہنم (جحیم) ہے۔" ❷

"جنت کی زندگی سے مراد نوعِ انسانی کی زندگی کا وہ ابتدائی دور ہے جس میں رزق کی فراوانیاں تھیں ...... انسان ملکیت کے لفظ سے نا آشنا تھا جس کا جہاں سے جی چاہتا سامانِ زیست لے لیتا، جس کا پہلا دور قبائلی زندگی کا تھا۔" ❸

ابلیس:

" انفرادی عقل کا یہ تقاضا کہ دنیا میں سب کچھ میرے لئے ہونا چاہیے، ابلیس کہلاتا ہے۔" ❹

---

❶ نظام ربوبیت : از پرویز، ص ۹۱
❷ نظامِ ربوبیت : (ص ۲۷)
❸ ابلیس و آدم: از پرویز - (ص ۵۱)
❹ ابلیس و آدم: از پرویز - (ص ۵۱)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پرویزی مکتبِ فکر کے ایک قلم کار نے اس کی وضاحت یوں کی ہے:

"...... جو شخص ابلیسیّت اپنا کر انکار و تکبر کا پیکر بن جاتا ہے، وہی شیطان ہے۔ شیطان کا الگ سے کوئی وجود نہیں۔" ❶

جن

ان آیتوں میں جو "جن" کا لفظ آیا ہے، اس سے وہ پہاڑی اور جنگلی آدمی مراد ہیں جو حضرت سُلیمان علیہ السّلام کے ہاں بیت المقدس بنانے کا کام کرتے تھے۔ اور جو بسبب وحشی اور جنگلی ہونے کے جنگلوں میں چھپے رہتے ہیں۔ پس اس سے وہ جن مراد نہیں ہیں جن کو مشرکین نے اپنے خیال میں ایک مخلوق مع ان اوصاف کے جو ان کے ساتھ منسوب کئے ہیں، جانا ہے اور جن پر مسلمان بھی یقین کرتے ہیں۔" ❷

تمام علمائے اسلام نے جنوں کی جداگانہ ایسی ہی مخلوق قرار دی ہے جیسے کہ انسان کی۔ قرآن مجید سے جنوں کی ایسی مخلوق ہونے کا ثبوت نہیں۔ ❸

غلام احمد پرویز کا بھی جنات کے متعلق یہی خیال ہے، منکرین حدیث کو قرآن مجید سے جنّوں کی انسان سے جداگانہ مخلوق ہونے کا ثبوت نہ مل سکا۔ حالانکہ بہت سی قرآنی آیات میں جنّوں کا ذکر بحیثیت ایک الگ مخلوق موجود ہے۔ سر دست ایک آیت بطورِ ثبوت پیش کی جارہی ہے:

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝" (الحجر ۲۶، ۲۷)

"اور یقیناً ہم نے انسان کو کھنکھناتے ہوئے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے اور اس سے بھی پہلے ہم جنوں کو بے دھوئیں کی آگ سے پیدا کر چکے تھے۔"

---

❶ ابلیس کون ہے؟ ــــ مرزا فضل حسین : ماہنامہ طلوعِ اسلام : دسمبر ۱۹۹۲ء

❷ تفسیر القرآن از سرسید : (ج ۳، ص ۶۸)

❸ تفسیر القرآن از سرسید : (ج ۳، ص ۶۳)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ارکانِ اسلام

صلوٰۃ:

پرویز کے خیال میں موجودہ نماز ایک بے رُوح رسمِ پرستش اور بے نتیجہ ہے۔ ❶

موصوف کا کہنا ہے: الصّلوٰۃ :

یعنی نظامِ دین کی سمٹی ہوئی شکل جس سے مقصود اس نظامِ خداوندی کے خدوخال اور اغراض وغایات کو بار بار ذہن میں نمایاں اور دل میں منقوش کرنا تھا۔ اس کے برعکس نماز خدا کی پرستش کی رسم ہے جو ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ ❷

پرویز کی نظر میں صلوٰۃ یہ ہے:

'' قوانینِ خداوندی نے اس کا انتظام کر رکھا ہے کہ اس نظام (ربوبیت) کی بار بار یاد دہانی کرائی جائے تا کہ اس کے اصول ومبادی اجاگر ہوتے رہیں اور اس کی اہمیت نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے پائے۔ اس یاد دہانی کا نام صلوٰۃ کا فریضۂ موقت ہے یعنی خاص اوقات کا اجتماع۔ '' ❸

اب دیکھئے کہ ''مصلّی '' یعنی نمازی کسے کہتے ہیں؟

الصّلوٰۃ: صراطِ مستقیم پر چلنے کا نام ہے جس کے متعلق فرمایا:

'' اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیم . ''

میرے نشوونما دینے والے کا قانونِ ربوبیت خود متوازی راہ پر چل رہا ہے۔ اس (قانونِ ربوبیت) کے پیچھے پیچھے تم بھی چلتے جاؤ۔ '' مصلّی '' اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو گھوڑ دوڑ میں پہلے نمبر پر آنے والے گھوڑے کے بالکل پیچھے پیچھے ہو۔ جو ادھر اُدھر کی

---

❶ قرآنی فیصلے ازپرویز (ص ۳۲) ❷ (ص ۳۷ (نظام ربوبیت از پرویز

❸ ص ۱۹ قرآنی فیصلے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

راہوں پر نکل جائے وہ مصلّی نہیں۔'' ❶

اس مفہوم کے کشید کرنے میں پرویز کی ''کاریگری'' کی داد دیجئے اور اب اقام الصّلوۃ کا مفہوم معلوم کیجئے۔

''اقام الصّلوۃ ''معاشرہ کو ان بنیادوں پر قائم کرنا جن پر ربوبیت نوع انسانی (رب العالمین) کی عمارت استوار ہوتی ہے۔قلب ونظر کا وہ انقلاب جو اس معاشرہ کی روح ہے۔'' ❷

''صلوٰۃ'' کے انہی مفاہیم کی بنا پر پرویزی مکتبِ فکر ہماری ''بے روح اور بے نتیجہ'' نماز کی ادائیگی کے اہتمام کی چنداں ضرورت محسوس نہیں کرتا۔

زکوٰۃ

پرویز کے خیال میں زکوٰۃ کا نبیٔ اکرم ﷺ کا متعین کیا ہوا نصاب غیر متبدل نہیں بلکہ متبدل ہے اور اسے مرکزِ نظامِ اسلامی جب چاہے بدل سکتا ہے۔ ❸

حج

''حج سے مفہوم یہ ہے کہ تمام دنیا کے انسان بلاتفریق رنگ ونسل اور بلا امتیازِ وطن جو اس نصب العین پر ایمان رکھتے ہوں کہ دنیا میں کسی انسان کو دوسرے انسان پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے۔حکومت صرف خدائے قانون کی جائز ہے جو انسانی تقاضوں کا ترجمان ہے۔ اپنے اپنے ملکوں سے اپنے نمائندے چنیں۔ یہ نمائندے اپنے میں سے ایک منتخب کردہ امیر کی زیرِ قیادت مرکزِ وحدتِ انسانیت یعنی کعبۃ اللہ (یہاں کعبۃ اللہ کا پرویزی مفہوم ذہن میں رکھا جائے جو اگلی سطور میں پیش کیا جا رہا ہے) کی طرف روانہ ہوں۔ عرفات کے میدان میں ان تمام نمائندگان کا باہمی تعارف ہو، پھر امرائے ملت اپنے میں

---

❶ سلیم کے نام تیرھواں خط۔(ص :۲۰۹ از پرویز)۔ نظام ربوبیت (ص: ۱۶۰)

❷ (نظام ربوبیت (ص: ۸۷)

❸ دیکھئے ۔''نصاب زکوٰۃ میں تبدیلیاں'' طلوعِ اسلام جون ۱۹۹۲ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے ایک امیر الامرا کا انتخاب کرلیں اور مختلف ممالک کے احوال وظروف کو سامنے رکھ کر باہمی مشاورت سے ایک ایسا پروگرام مرتب کرلیں جو آئندہ سال کے لئے اصولی طور پر بطور مشترکہ پالیسی اختیار کیا جائے اور جو امن وسلامتی کا ضامن اور فلاح وسعادتِ آدمیت کا کفیل ہو۔ ان کا منتخب کردہ امام اپنے خطبۂ حج میں اس پروگرام کا اعلان کردے جو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ جائے، اس کے بعد یہ تمام نمائندگان مقام منیٰ میں جمع ہوکر اس اصولی پروگرام کی تفصیلات کی جزئیات پر غور کریں اور سوچیں کہ ایک دوسرے کے ملک پر اس کا عمل، اثر اور ردِ عمل کیا ہوگا۔ وہاں باہمی مذکرات بھی ہوں اور دعوتیں اور ضیافتیں بھی، جس کے لئے قربانی تجویز کی گئی ہے......

......اس حج پر نظر رکھیے اور پھر اس حج پر جو آج چند رسوم کا بے جان اور بے مقصد مجموعہ بن کر رہ گیا ہے۔" ❶

گویا نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں بیان کردہ طریقِ حج تو ٹھہرا "چند رسوم کا بے جان اور بے مقصد مجموعہ" اور پرویز کا متعین کردہ طریقِ حج، حج کی اصل صورت قرار پایا۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

پرویز کے حج میں غیر مسلم بھی شرکت کریں گے، لکھتے ہیں:

"ظاہر ہے کہ یہ اجتماعات اصلاً تو امت کی باہمی مشاورت کے لئے ہوں گے لیکن ان میں شرکت کے لئے تمام انسانوں (النّاس) کو دعوت دی گئی ہے۔ یہ بحیثیت مبصر شریک ہوں گے...... اسے مومنین (مسلمانوں) تک محدود نہیں رکھا گیا...... غیر مسلموں کو حج کے اجتماع میں مبصر کی حیثیت سے شریک ہونے کی دعوت دی جائے گی۔" ❷

اب سوال یہ ہے کہ غیر مسلموں کو حج میں بطور مبصر دعوتِ شرکت دینے کے لئے قرآنِ مجید کے ان فرامین کا کیا ہوگا جن میں غیر مسلموں کو ارضِ حرم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکال دینے کا حکم دیا گیا ہے:

---

❶ طلوعِ اسلام اپریل ۱۹۹۶ء ص ۱۵ تا ۱۷ - عالمِ اسلامی میں حج کی اہمیت، از پرویز

❷ طلوعِ اسلام - مارچ ۱۹۹۹ء - حج کا مقصد از پرویز

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا . " (التوبہ : ۲۸)

"اے ایمان والو! بے شک مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں۔ وہ اس سال کے بعد مسجدِ حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں۔"

حرم مکہ اور کعبہ

پرویز صاحب کہتے ہیں:

"واضح رہے کہ حرم کعبہ اور مکہ سے مراد سعودی عرب کا دارالسلطنت نہیں بلکہ دین کے نظام کا مرکز ہے۔ جہاں سے قرآنی قوانین نافذ ہوں گے۔" ❶

یاد رہے کہ مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ میں پرویز صاحب صرف اپنے آپ کو ہی قرآنی بصیرت کا حامل سمجھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ

"جہاں تک میرا مطالعہ رہنمائی کرتا ہے۔ قرنِ اول کے بعد (کہ جس میں نظام) اپنی عملی شکل میں قائم ہوا تھا۔ اسلام کی تاریخ میں یہ میری پہلی کوشش ہے جس میں اس نظام کو سامنے لایا گیا ہے۔" ❷

نہ جانے اس بیان کی روشنی میں کعبہ اور حرم مکہ کیسے سمجھا جائے گا ؟

بقرعید اور قربانی

"بقرعید اور اس موقع پر جانوروں کی قربانی دونوں ہی خود ساختہ بدعتیں ہیں اور غیر قرآنی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں روپے کا ضیاع ہے جس سے پرہیز لازم ہے۔" ❸

"جس طرح آج کل حج کی تقریب پر لاکھوں کی تعداد میں بھیڑ بکریاں ذبح کر کے زمین میں دبا دی جاتی ہیں، اور تمام دنیا میں عید الاضحیٰ کی تقریب پر جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔ قرآنِ کریم سے اس کی تائید بھی نہیں ہوتی۔" ❹

---

❶ پرویز ــــ طلوعِ اسلام دسمبر 1951ء
❷ مقدمہ نظام ربوبیت ص ۲۲
❸ قرآن کیا کہتا ہے ص ۶۶ از قاسم نوری
❹ تفسیر مطالب الفرقان از پرویز۔ ج ۳، ص ۲۵۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یاد رہے کہ قرآنِ مجید میں سورۂ حج میں قربانی کا حکم اور طریقہ دونوں موجود ہیں مگر غالباً پرویز صاحب کی چشمِ ضعیف قرآنی آیت سے چوک گئی۔

کیا موت اللہ کے ہاتھ میں نہیں؟

قرآنِ مجید اور احادیث کی رو سے تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ چنانچہ مثل مشہور ہے:

''جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔''

موت کا اللہ کی طرف سے متعیّن کردہ وقت نہ آیا ہو تو انسان موت کے منہ سے بھی بخیر و عافیت نکل آتا ہے، لیکن پرویز صاحب کو اس سے اختلاف ہے۔

انہی کے ایک شاگرد ڈاکٹر عبدالودود اپنے مضمون ''موت کا ایک دن متعیّن ہے'' میں لکھتے ہیں:

''وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا۔''

(آل عمران ۱۴۵)

''کسی شخص میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے اس نے موت کا وقت مقرر کر رکھا ہے۔''

استاذِ محترم پرویز مرحوم کے ساتھ قرآنی آیات پر میری گفتگو جاری رہتی تھی، اس میں یہ دلچسپ مسئلہ بھی زیرِ بحث آیا کرتا تھا کہ انسانی موت صرف Cause and Effect...... کا مسئلہ ہے یا اس کے علاوہ بھی اس پر اللہ تعالیٰ کا براہِ راست کنٹرول ہے۔ آیت زیرِ بحث ۱۴۵:۳ ہوتی تھی۔ پرویز مرحوم کا نظریہ یہ تھا کہ انسانی زندگی کا بڑھنا یا گھٹنا **Cause and effect** کا مسئلہ ہے۔ کون کتنی عمر جیتا ہے اور کس کی عمر میں کمی آجاتی ہے۔ اللہ کے مقرر کردہ قانونِ طبعی کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر قانونِ طبعی کے مطابق زندگی بسر کی جائے تو عمر بڑھ جاتی ہے اور اس کی خلاف ورزی کی جائے تو عمر گھٹ جاتی ہے۔[1]

---

[1] ماہنامہ طلوعِ اسلام - اگست ۱۹۹۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

معلوم نہیں پرویز صاحب کو اپنی زیرِ بحث آیت میں بھی اپنے نظریے کی تردید کیوں نظر نہ آسکی۔ حالانکہ اس میں یہ صراحت موجود ہے کہ موت صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کے مشاہدے اور تجربے میں بے شمار ایسے واقعات آتے ہیں جن میں قانونِ طبعی اور اسباب کے مطابق موت واقع ہو جانی چاہیے تھی مگر ایسا نہیں ہوا۔

تخلیقِ آدم، انسان حیوان کی صورتِ ارتقاء

منکرینِ حدیث کے خیال میں انسان حیوان کی صورتِ ارتقا ہے۔ چنانچہ پرویز کا کہنا ہے:

پہلے پہل انسان ارتقا کی منزلیں طے کر کے حیوانیت سے انسانیت کے درجہ پر آیا۔ پھر اس نے صنعت وحرفت کی مدد سے اپنے آپ کو آلات واسباب سے آراستہ کیا۔
ہمارے اس دور میں انسان نے صنعت وحرفت میں پورا کمال حاصل کر لیا ہے۔ اب اس کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اس منزل سے آگے بڑھے اور جس طرح طبیعی ارتقا نے اسے مجبور کر دیا تھا کہ وہ حیوان سے ترقی کر کے انسان کے درجے میں قدم رکھے۔ پھر اس کی جبلّی ضرورتوں نے اوزار و آلات بنوائے اور وہ مشین اور سٹیم کا خالق بنا۔ اسی طرح آج وہ مجبور ہے کہ اپنا قدم آگے بڑھائے اور اس کا یہ قدم مادی نہیں بلکہ ذہنی ونفسی ترقی کی طرف ہوگا۔'' ❶

حضرت آدم علیہ السّلام کے متعلق پرویز کا خیال یہ ہے کہ:

''جنت سے نکلنے والا آدم کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیلی نمائندہ تھا جس کی ذرّیت سے مراد تمام نوعِ انسانی ہے نہ کہ کسی فردِ واحد کی نسلی اولاد۔'' ❷

---

❶ قرآنی فیصلے - از پرویز ص ۳۴۰

❷ آدم وابلیس ص ۵۷

عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ تخلیق

منکرینِ حدیث یہود کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کے قائل نہیں چنانچہ سرسیّد اپنی تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں:

"قرآن مجید میں یہ کہیں نہیں بیان ہوا کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے تھے۔" ❶

جب کہ پرویز کا کہنا ہے:

" حضرت مسیح کے متعلق اناجیل میں مذکور ہے کہ وہ حضرت داؤد کی نسل سے تھا۔ اور یہ سلسلہ یوسف نجار کی وساطت سے حضرت داؤد تک پہنچتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان نسب ناموں کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے قرار پاتے ہیں۔" ❷

قرآن حضرت مسیح کے متعلق اس دعوے کی تردید کرتا ہے کہ جب حضرت مریم عیسیٰ کو لئے اپنی قوم کے پاس آئیں تو سب کہنے لگے کہ " مریم تو نے بہت برا کام کیا ہے۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ ایسا برا آدمی تھا نہ ہی تیری ماں بدفعل تھی۔" ❸

بات سیدھی سیدھی ہے کہ اگر مریم کا نکاح یوسف نجار سے ہو چکا ہوتا اور حضرت مسیح یوسف نجار کے بیٹے ہوتے تو قوم مریم کو بہت برے کام کا طعنہ نہ دیتی۔

قرآنِ مجید میں سورۃ مریم میں عیسیٰ علیہ السلام کی معجزاتی پیدائش کا واقعہ تفصیلاً مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کا انکار کرنے والوں کے سامنے آدم علیہ السلام کی تخلیق بطور مثال پیش کی ہے۔

" اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللّٰهِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ." (آل عمران:۵۹)

"بلاشبہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے ہاں آدم علیہ السلام کی سی ہے۔ انہیں اس نے مٹی سے (پتلا) بنا کر کہا بن جا اور وہ بن گئے۔"

مگر اس کا کیا کیا جائے کہ منکرینِ حدیث تو سرے سے آدم علیہ السلام کو فردِ واحد ماننے پر ہی تیار نہیں۔

---

❶ ایضاً ۲۔ ص ۵۲ ❷ معارف القرآن از پرویز ج ۲ - ص ۵۴۷

❸ سورۃ مریم: ۲۸،۲۷

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فیملی پلاننگ

منکرینِ حدیث کے ہاں فیملی پلاننگ کا طریقہ بھی انوکھا ہی ہے۔ملاحظہ ہو:

''یہ فیملی پلاننگ جس کا چرچا ساری دنیا میں اس وقت ہے اور قرآنی فیملی پلاننگ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔''

قرآن فیملی پلاننگ فطری طریقے سے کرتا ہے۔ وہ مرد اور عورت کی باہمی جنسی رفاقت پر پابندی لگاتا ہے......وہ کہتا ہے اگر اولاد کی تمنا نہیں ہے تو عورت اور مرد ایک دوسرے کے قریب ہی نہ جائیں۔حوالہ ہے:

''عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس جب کھیتی کرنا ہو تو جب چاہو قریب جاؤ'' زن و شوہر کے تعلقات کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ اگر اولاد کی نشوونما، ان کی فلاح و بہبود، بہترین تعلیم وتربیت اور صحت وخوش حالی کا سامان کر سکتے ہو تو باہمی جنسی رفاقت کرو، ورنہ قربت کے تعلقات قائم نہ کیے جائیں۔'' ❶

موصوف نے جس قرآنی آیت کا حوالہ دیا ہے وہ یوں ہے:

'' نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ. ''(بقرہ:۲۲۳)

''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔''

اس آیت میں تو بلاتحدید زن وشوہر کے تعلقات کا ذکر ہے۔نہ جانے موصوف نے ''جب کھیتی کرنا ہو'' کس قرآنی لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔'' حَرث'' تو اسم ہے نہ فعل۔

حلال وحرام

''مردار، بہتا ہوا خون، لحم خنزیر اور وما اھل کے علاوہ کوئی شے نہیں جسے خدا نے حرام کیا ہو۔'' ❷

معلوم نہیں منکرین حدیث کا بلی، کتے، چھپکلی، مینڈک، سانپ وغیرہ جانوروں کی

---

❶ بحوالہ قرآن کیا کہتا ہے' قاسم نوری

❷ تبویب القرآن ــــ از پرویز ۶۲۸/۳

حلت وحرمت کے بارے میں کیا خیال ہے۔ کیونکہ اوپر دی گئی فہرست میں تو یہ شامل نہیں۔ حدیث سے ان کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور حدیث کو یہ لوگ مانتے نہیں۔

تجہیز و تکفین

''تجہیز و تکفین کا کوئی بھی طریقہ نہ اسلامی ہے نہ غیر اسلامی۔ انسان کے مرجانے کے بعد لاش میں تعفّن پیدا ہو جاتا ہے اور اگر اسے سوسائٹی سے دور نہ کر دیا جائے تو یہ بہت سی بیماریوں اور مسائل کا سبب بن سکتی ہے۔ لہٰذا جن ملکوں میں زمین کی قلّت ہے وہ مردے کو یا تو جلا دیتے ہیں یا بہا دیتے ہیں۔ جہاں قلّت نہیں ہے وہاں گڑھا کھود کر دبا دیتے ہیں۔ لہٰذا دبانا، جلانا، بہانا یا کوئی اور طریقہ اپنانا معاشرتی ضرورت اور رویّہ ہے۔ اس کے ڈانڈے اسلام یا کسی بھی مذہب سے جوڑنا نامناسب ہے۔ آپ جس طرح چاہیں رویہ اختیار کر لیں۔ کفن بھی غیر ضروری رسم ہے، مردے کو کسی لباس یا کفن کی ضرورت نہیں۔'' ❶

بعینہٖ انہی خیالات کا اظہار پرویز نے بھی اپنی کتاب قرآنی فیصلے، ج اوّل، ص: ۲۱۹ پر کیا ہے۔ وہاں غیر ضروری فہرست میں نومولود کے کان میں اذان، عقیقہ، ختنہ اور غسلِ میت بھی شامل کیے گئے ہیں۔

منکرینِ حدیث کو تدفین کا کوئی طریقہ کسی بھی مذہب سے جوڑنا نامناسب لگتا ہو تو لگے ہو۔ اللہ نے اسے ہرگز نامناسب نہیں سمجھا۔ تبھی تو اس نے انسانوں کو نعش زمین میں چھپا دینے کی تعلیم خود دی۔

''مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ O'' (طٰہٰ: ۵۵)

''اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا، اسی میں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری بار اٹھائیں گے۔''

نیز قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مردوں کے حوالے سے قبور کا تذکرہ تو موجود ہے لیکن جلانے، غرق کرنے یا پارسیوں کی طرح گِدھوں کے حوالے کر دینے کا نہیں۔

---

❶ قرآن کیا کہتا ہے؟ ___ قاسم نوری ص ۶۳

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سورت مائدہ میں قتلِ ہابیل کے بعد لاش کوٹھکانے لگانے کے متعلق قابیل کی فکرمندی کے ضمن میں ارشاد ہے:

"فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَه' كَيْفَ يُوَارِئ سَوْءَ ةَ اَخِيْه" (المائدہ : ۳۱)

"پھر اللہ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کھود رہا تھا تا کہ اسے دکھائے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی نعش چھپائے۔"

اس سے یہ ثابت ہے کہ تدفین نعش چھپانے کا الہامی طریقہ ہے۔ آخر تاویل کس مرض کی دوا ہے۔ یقیناً منکرینِ حدیث کے پاس اس آیت کی بھی کوئی نہ کوئی تاویل ضرور موجود ہوگی۔ بقول اقبال ؎

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسّر تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پاژند

❀❀❀❀❀

www.iqbalkalmati.blogspot.com

”فکری اغوا“

کے تخریبی پہلو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

" اَلْمُنَافِقُوْنَ وَ الْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ط اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ o "(التوبہ : ٦٧)

"منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں، یعنی ایک ہی طرح کے ہیں کہ بُرے کام کرنے کو کہتے اور نیک کام کرنے سے منع کرتے ہیں اور (خرچ کرنے سے) ہاتھ بند کیے رکھتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں بھلا دیا۔ بے شک منافق نافرمان ہیں۔"

فکری اغوا کے مختلف طریقوں کے نام مختلف ہوں تو ہوں لیکن بلاشبہ یہ سب ایک ہی درخت سے پھوٹی ہوئی شاخیں ہیں۔ تمام فکری مغویان کے اسلام کے بارے میں تخریبی اہداف بھی ایک ہی ہیں۔ ان کے اس عملِ اشتراک کے مختلف پہلوؤں کی جھلک آئندہ صفحات میں پیش کی جا رہی ہے۔

اسلامی آئین کے نفاذ کی مخالفت

اسلام کسی بھی معاملے میں دین و دنیا کی تفریق کا قائل نہیں۔ وہ دنیا کو دین کا فریق نہیں رفیق، اور حریف نہیں حلیف بناتا ہے۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ شعوری طور پر اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی مسلمان اپنا حکومتی اور قانونی نظام اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ بنانے کی کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے واضح ارشادات کے مطابق اس کے احکام کا نفاذ نہ کرنے والے ظالم، فاسق اور کافر ہیں۔

علامہ اقبال نے اپنی نظم ابلیس کی مجلسِ شوریٰ میں ابلیس کی زبان سے کہلوایا ہے:

چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقین
الحذر! آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں

گویا ابلیس کو یہ ہرگز گوارا نہیں کہ حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں، آئین اسلام کا نفاذ مسلمانوں کی عظمتِ گم گشتہ کی بازیافت کا سبب بن جائے۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں میں سے ہی "محروم یقین" افراد کی فکر اغوا کر کے اسے ان تفکرات اور خدشات کا حامل بنا دیا کہ:

"مولوی کا شریعت بل مسلمانوں کے لئے تکلیف دہ ہے۔ یہ مولوی کو تقویت دے گا اور عام مسلمانوں کو تنگ کرے گا۔" ❶

"اس بل کے نافذ ہونے کی صورت میں حقوقِ انسانی کے احترام پر مبنی مہذب معاشرے کے آئینی نظام کی تمام اقدار تباہ ہو جائیں گی۔ خواتین اور اقلیتوں کے بنیادی

---

❶ احمد فراز _ روزنامہ جنگ _ یکم مارچ ۱۹۹۲ء

حقوق ختم ہو جائیں گے۔ تمام انسانوں کی آزادیاں اور حقوق مجروح ہوں گے۔''

(شریعت کے اس بل کے بارے میں مختلف سیاستدانوں کے بیان) (روزنامہ نوائے وقت۔ ۲۶ اپریل ۱۹۸۷ء)

''حدود آرڈیننس پاکستانی خواتین کو پس ماندہ رکھنے کے لئے ملاّ کی ایک گہری سازش ہے۔''❶

''سود کے خاتمے سے نہ صرف پاکستان کا معاشی نظام مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا بلکہ خارجہ تعلقات بھی بری طرح متاثر ہوں گے۔''❷

دیکھنا تو یہ چاہیے کہ کیا طویل عرصہ سے نافذ، غیر اسلامی آئین کسی بھی مسلمان کو تنگ نہیں کر رہا؟ کیا انسانی حقوق کو تحفظ حاصل ہے؟ کیا ہمارا معاشرہ واقعی اخلاق و کردار، عفت و عصمت، صدق و دیانت کی اعلیٰ قدروں پر مشتمل ایک مہذب معاشرہ ہے؟ کیا غیر اسلامی آئین کی چھتری تلے خواتین کی آبرو محفوظ ہے؟ کیا انسان واقعی درونِ خانہ اور بیرونِ خانہ ڈکیتی، قتل، اغوا برائے تاوان وغیرہ خطرات سے مامون ہے؟

اگر ایسا نہیں تو پھر لامحالہ یہ اس بات کی اپنی دلیل آپ ہے کہ فلاح و بہبود صرف اسلامی آئین میں مضمر ہے۔ سعودی عرب کی مثال ہمارے سامنے ہے جہاں اسلامی آئین کی برکت سے ایک پُر امن معاشرہ قائم ہے۔

ایک غیر مسلم پاکستانی جج کارنیلس نے سڈنی میں منعقدہ ماہرینِ قوانین کی بین الاقوامی کانفرنس میں اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا

''جو پاکستانی بھی سعودی عرب گیا ہے وہ اس ملک میں امن و سلامتی کے اعلیٰ معیار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہر جانے والا اس ذکر سے نہیں تھکتا کہ چوری کے لئے قطعِ ید کی سزا جو فوری طور پر سرِ عام نافذ کر دی جاتی ہے جرم کے سدِّ باب کا باعث ہوئی

---

❶ پہلی پاکستانی مسلمان خاتون رکن برطانوی پارلیمنٹ ___ روزنامہ جنگ ۱۶ فروری ۱۹۹۲ء

❷ سردار آصف علی، سابقہ وزیر مملکت برائے اقتصادی امور _ روزنامہ جنگ ۱۵ جنوری ۱۹۹۲ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے۔ حالانکہ اس کا نفاذ بہت کم مقامات میں کیا گیا ہے۔'' ❶

شکاگو کی رہنے والی ایک امریکی خاتون ''ایلا شرائز'' لکھتی ہیں:

''اسلام کے عدل وانصاف کے نام پر یہی میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی اس قسم کی سزا کو رائج کرنا چاہیے جو فوری طور پر مجرموں کی گوشمالی کر سکے۔ اگر یہاں اس قسم کا نظام رائج ہو تو ہم بھی آبروریزی، لوٹ مار اور قتل وغارت گری کے خوف سے بے نیاز ہو کر کوچہ و بازار میں چل پھر سکیں، جتنے آج کل بھرے ہوتے ہیں۔ ❷

دور کیوں جائیں...... پاکستان کے متعلق ہی معروف ہندوستانی عالمِ دین مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری اپنے مضمون ''اسلام اور عدمِ تشدد'' میں رقم طراز ہیں کہ ''جنرل ضیاء الحق نے پہلی بار اعلان کیا کہ اب پاکستان میں اسلامی سزا نافذ ہوگی اور چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا تو اس کے ایک مہینے کے بعد ''قومی آواز لکھنؤ'' میں میں نے ایک چھوٹی سی خبر پڑھی کہ پہلے شہر کراچی میں ہر رات ۲۷ چوریاں ہوتی تھیں، جن میں سے اکثر چوریاں بہت بڑی ہوا کرتی تھیں مگر جنرل ضیاء الحق کے مذکورہ اعلان کے بعد ۲۷ روز میں صرف ۷ چوریاں ہوئیں، وہ بھی بہت معمولی قسم کی۔'' ❸

''اسلامی قوانین کی اسی افادیت کے پیشِ نظر چند سال قبل برازیل کی حکومت نے مسلمان علماء کو دعوت دی تھی کہ ان کے ملک میں جرائم بہت بڑھ گئے ہیں۔ لہٰذا وہ اسلام کا طریقۂ قانون بتائیں۔'' ❹

ایک طرف تو غیر مسلم اسلامی آئین کی تعریف میں رطب اللسان اور اُسے اپنانے کے خواہاں نظر آتے ہیں، دوسری طرف ہم میں سے محرومِ یقیں افراد کا طرزِ عمل بھی ملاحظہ ہو:

''انسانی حقوق کے نوتشکیل شدہ انسانی حقوق کمشن آف پاکستان کی جنرل باڈی

---

❶ ماہنامہ ترجمان القرآن۔ مئی ۱۹۹۵ء، ص ۴۷
❷ بحوالہ سیاست جدید، کانپور، دسمبر ۱۹۷۹ء
❸ بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام ۔ ۲۳ محرم ۱۴۰۵ھ
❹ ماہنامہ مجلۃ الدعوۃ ۔ جون ۱۹۹۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے اجلاس میں مختلف قراردادوں پر مشتمل جو ڈیکلریشن تیار کیا گیا ہے اس میں درج ایک قرارداد میں تعزیراتِ پاکستان اور حدود آرڈیننس کے تحت بعض سزاؤں کو ظالمانہ اور غیر انسانی قرار دیا گیا ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ کوڑے لگانے، ہاتھ کاٹنے اور قید تنہائی میں رکھنے کی سزاؤں میں کمی نہیں ہو سکتی۔ انسانی حقوق کمیشن کا متذکرہ ڈیکلریشن، کمیشن کی سیکرٹری جنرل عاصمہ جہانگیر نے جاری کیا..... قرارداد میں اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ انسانی حقوق کا کمیشن متذکرہ شریعت بل کو رکوانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔" ❶

نہ جانے یہ "انسانی حقوق" کے کیسے کمیشن ہیں جو پُر امن مظلوم انسانوں کی بجائے ظالموں، دہشت گردوں، غنڈوں، لُٹیروں اور قاتلوں کے حق میں رحم کی صدا بلند کرتے ہیں۔ ایسے مخالفین کو اسلامی نظام میں خواتین کے حقوق بھی خطرے میں نظر آتے ہیں لیکن ایک آئینی اسلامی ملک سعودی عرب کی صورتِ حال اس واہمہ کی بھی تردید کرتی ہے۔

سعودی عرب میں "ذاتی دولت" کا چالیس فی صد خواتین کی ملکیت ہے۔ ریاض میں کل جائداد کا ۲۵ فی صد اور جدّہ میں ۵۰ فی صد خواتین کی ملکیت میں ہے۔ ریاض کے چیمبر آف کامرس میں دو ہزار سے زیادہ خواتین نے اپنے کاروبار رجسٹرڈ کروائے ہیں۔ جدّہ میں بڑی تعمیراتی کمپنی ایک عورت ہی کی ملکیت ہے۔ مملکتِ سعودیہ میں لڑکیوں کے اداروں میں کام کرنے کے لئے خواتین اساتذہ اب دُور دراز علاقوں میں بھی جانے لگی ہیں۔ اس پر انہیں بہت بھاری معاوضہ ملتا ہے اور پُرکشش سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ لیکن خواتین کی یہ ترقی اسلامی قانونِ حجاب کے ساتھ مشروط ہے۔ چنانچہ جدّہ کے ایک بند بازار کی بیس دکانوں میں آٹھ دکانیں خواتین کی ملکیت ہیں۔ ان دکانوں پر بیچنے والی بھی خواتین اور خریدار بھی خواتین۔ ان دکانوں کے باہر ایک اعلان آویزاں ہے

"یہاں مَردوں کا داخلہ ممنوع ہے۔" ❷

سودی نظام کے خاتمہ کو پاکستان کی معیشت کی مکمل تباہی قرار دینا بھی ایک خام خیالی

---

❶ روزنامہ نوائے وقت، ۶ اپریل ۱۹۸۷ء

❷ [illegible] خواتین میگزین، اگست 1995ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور شیطانی وسوسہ ہے۔ کیا سود کے حامی بتا سکتے ہیں کہ سودی نظام پر چلنے والی آج کی معاشی دنیا میں کون سا ایسا ترقی یافتہ ملک ہے جہاں غربت اور بھیک کا مکمل خاتمہ ہو۔ امریکہ و برطانیہ جیسے دولت منداور ترقی یافتہ ممالک میں بھی کروڑوں افراد کھلے آسمان تلے شب و روز زندگی گزارنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔

تاریخ عالم میں نبی اکرم ﷺ کی قیام میں لائی گئی مملکت واضح ایسی مثالی مملکت ہے جہاں سود سے پاک معاشی نظام نے غربت کا خاتمہ اس شان سے کیا کہ عمرؓ فاروق کے دور میں صدقات دینے والوں کو مستحق افراد ڈھونڈے سے بھی نہ ملتے تھے۔

رہ گئی اقلیتوں کے حقوق کی بات، تو مسلمان ملکوں میں ان کی حفاظت کا ضامن بھی اسلام سے بڑھ کر اور کون سا نظام ہوسکتا ہے جس میں جزیہ کے عوض ان کی جان و مال، عزّت اور مذہب کے مکمل تحفظ کی ذمہ داری لی جاتی ہے اور اسے پورا نہ کر سکنے کی صورت میں وصول کیا ہوا سارا جزیہ واپس کر دیا جاتا ہے۔

عمرؓ فاروق کے عہد میں جب مسلمان حمص چھوڑ کر وہاں سے روانہ ہوئے تو حمص کے باشندوں سے وصول کیا ہوا سارا جزیہ انہیں واپس کر دیا گیا کہ یہاں سے چلے جانے کی صورت میں ہم تمہارا تحفظ نہ کر سکیں گے۔ ❶

یہ ایک مشہور بات ہے کہ حکومت کے خزانے میں جانے والا عوام کا مال انہیں فرداً فرداً واپس نہیں ہوسکتا لیکن اسلامی نظام نے اس کی مثال بھی قائم کر دی۔ ٹیکس تو آج دنیا بھر میں لئے جاتے ہیں لیکن کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ حکومت نے عوام سے کیے ہوئے وعدے پورے نہ کر سکنے کی صورت میں انہیں ٹیکس واپس کر دیا ہو۔

افسوس کہ شیطان کا فکری اغوا اسلام کی ان برکات سے انسانوں کو محروم رکھنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ چنانچہ دین اور سیاست میں خلیج حائل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پاکستان کے ایک معروف سیاست دان کے درج ذیل خیالات ہمارے سیاست دانوں کی اکثریّت کے خیالات کے غماز ہیں:

---

❶ بحوالہ الفاروق)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''ریاست کا تعلق دینادی امور سے ہوتا ہے اس لئے ریاست کو اپنی تمام تر توجہ دنیاوی امور کو طے کرنے پر رکھنی چاہیے۔ اسے مذہب میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ قرآن میں صرف پانچ فیصد احکام حقوق العباد سے متعلق ہیں جس کا مطلب یہی ہے کہ حقوق العباد ادا کئے جائیں۔ عوام کے مسائل حل کئے جائیں اور ریاست کو ہی کام کرنا چاہیے...... صدر جنرل ضیاء الحق جس طرح ملک میں اسلام لا رہے ہیں اس سے ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ روس اور بھارت (گویا بھارت کو بھی اصل خطرہ پاکستان میں اسلام کے نفاذ سے ہے) بپھر جائیں گے اور دونوں ہی پاکستان کی استقامت کو ختم کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ روس کی جنوبی ریاستیں مسلمان ہیں، پھر یہ فطری بات ہے کہ وہ ضرور سوچیں گے کہ یہ (اسلام کے نفاذ کا) بہاؤ ہماری طرف نہ ہو۔ ہمیں اس معاملے میں ذرا احتیاط برتنی چاہیے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اپنے دین کو خیر باد کہہ دو۔ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان ہی رہیں گے لیکن اتنے بھی جارحانہ نہ ہوں کہ ساری دنیا کو اپنے جیسا بنانا چاہیں۔ ❶

ایک اور صاحب کا کہنا ہے:

''علما کے بھی دو طبقے ہیں، ایک تو ملاّ اور دوسرے علمائے حق۔ علمائے حق کا ہم بڑا احترام کرتے ہیں اور وہ علما سیاست میں حصہ نہیں لیتے۔ ہندوستان کو دیکھ لیجئے وہاں بڑے بڑے علمائے حق موجود ہیں مگر وہ علما سیاست نہیں کرتے۔'' ❷

گویا اصل خدشہ یہ ہے کہ کہیں سیاست کو بھی مسلمان نہ کر دیا جائے۔ لہٰذا صرف ایسے علما پسندیدہ ہیں جو تصوّف کی وادی میں کھوئے، قوم کو اس کے ''حال'' اور ''قال'' میں چھوڑ دیں۔

ہے وہی شعر و تصوّف اس کے حق میں خوب تر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات

پاکستان میں دین کو سیاست سے الگ رکھنے ہی کی ایک کڑی ''آپریشن خلافت

---

❶ اصغر خان ، ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۵ء، روزنامہ نوائے وقت

❷ حبیب جالب، روزنامہ جنگ، ۱۴ جنوری ۱۹۹۳ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کیس" تھا جس میں چند سال قبل فوج کے کچھ افراد کا اس "جرم" میں کورٹ مارشل کیا گیا تھا کہ وہ اسلامی نظام لانے کی "سازش" کر رہے تھے۔

دیگر اسلامی ممالک کی صورتِ حال بھی اس سے مختلف نہیں۔ مصر میں "اخوان المسلمون" اور اسلامی نظام کے علم بردار دیگر افراد پر تعذیب کے تازیانے اسی جرم میں برسائے گئے کہ یہ دین اور سیاست کو جمع کرنے کی "سازش" کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ فردِ جرم عدالتوں میں واضح الفاظ میں ان پر عائد کی گئی۔

ملائشیا کے عوام اسلامی نظام کے خواہاں ہیں۔ وہ کئی بار اس کے لئے کوشش کر چکے ہیں مگر ہر بار یہ کوشش ناکام بنا دی جاتی ہے۔ وہاں کے ایک سابق نائب وزیرِ اعظم "موسیٰ حقام" کے خیال میں "اسلامی نظام" کا مفہوم صرف اتنا ہی ہے۔

"نفاذِ اسلام کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اسلامی عناصر مل جل کر ملکی ترقی میں حصہ لیں۔" ❶

انڈونیشی عوام بھی اسلامی نظام کے حق میں ہیں مگر حکمران طبقہ اس پر راضی نہیں۔ وہاں کے سابق حکمرانوں نے تمام ملکی تنظیموں کے لئے اپنا منشور صرف "پنج شیلہ" (انڈونیشی حکومت کی جانب سے پیش کئے جانے والے پانچ نکات) ہی کو اپنا منشور بنانے پر اس لئے مجبور کیا تھا کہ کوئی تنظیم اسلام کے نفاذ کے لئے کوشش نہ کر سکے۔

سخت سنسر کے باوجود لیبیا سے بھی کبھی کبھار ایسی خبریں باہر نکل آتی ہیں کہ مسلمان تنظیموں کے افراد کو اس جرم میں پھانسی دے دی گئی کہ وہ ملک کا سیاسی ڈھانچہ تبدیل کرنا چاہتے تھے۔

ترکی میں اسلامی نظام کی علم بردار رفاہ پارٹی اور ترکی افواج کے درمیان کشمکش بھی اپنے عروج پر ہے۔ ترکی عوام بار بار رفاہ پارٹی کے اسلامی منشور کی حمایت کرتے ہوئے اسے منتخب کرتے ہیں مگر "جمہوریہ ترکی" کی فوجی قیادت ان عوامی نمائندوں کو ہر بار مسترد کر دیتی ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ابلیس کے فکری اغوا نے جمہوریّت بھی صرف وہی قابلِ قبول بنا دی ہے جو اسلامی نظام کے لئے سدِّ راہ ثابت ہو۔ یاد رہے کہ ترکی افواج اور

---

❶ ہفت روزہ ایشیا: اکتوبر ۱۹۸۷ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صدر کے نام ان کے مسلمان ہونے کے دعوے کے ہی آئینہ دار ہیں۔

کیا یہ امر اس حقیقت کا غماز نہیں کہ بد قسمتی سے اس وقت دنیا کے بیشتر مسلمان ممالک پر ایسے افراد کی حکمرانی ہے جو اسلامی فکر سے محروم ہیں۔

جلالِ پادشاہی ہو یا جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

قرآن مجید میں ایسے طرزِ عمل کے متعلق ارشاد ہے:

"اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ○ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ○" (النساء: ۶۰-۶۱)

"کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے طاغوت (غیر اللہ) کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کا انکار کریں۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر (ہدایت سے) دور لے جائے۔ ان سے جب کبھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام اور رسول ﷺ کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے یہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رک جاتے ہیں۔"

شیطان کے ہاتھوں اس "فکری اغوا" کا شکار ہو کر ہدایت سے بہک جانے کا انجام یہ بتایا گیا:

"فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○" (النور: ۶۳)

"جو لوگ اللہ کے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈر جانا چاہیے کہ مبادا ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا دردناک عذاب نازل ہو۔"

"اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ."

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بنیاد پرستی اور رجعت پسندی جیسے طعنے

شعوری طور پر اسلام پر عمل پیرا افراد کو مختلف القابات سے نوازنا بھی فکری اغوا کے تخریبی پہلوؤں کا ایک حصہ ہے۔ چنانچہ عہدِ نبوی میں مسلمانوں کو جنونی، ساحر اور صابی کے الزامات سے متّہم کیا جاتا رہا۔ موجودہ دور میں رجعت پسندی، انتہا پسندی، بنیاد پرستی اور مذہبی جنون ایسے ہی الزامات ہیں۔

بنیاد پرستی، انگریزی اصطلاح میں ''فنڈامینٹلزم'' کا اردو ترجمہ ہے لیکن اس کا پسِ منظر بتاتا ہے کہ یہ نہ تو تاریخی حوالے سے مسلمانوں پر الزاماً منطبق ہو سکتی ہے اور نہ ہی لغت کی روشنی میں۔

یہ اصطلاح سب سے پہلے ۱۹۲۲ء یورپ میں عیسائیوں کے مابین مذہبی بنیادوں پر چپقلش کے دوران کٹّر مذہبی عیسائیوں کے لئے استعمال کی گئی۔ اس مخصوص پسِ منظر کا تعلق عیسائیوں کے ساتھ تو ہے لیکن مسلمانوں کے ساتھ نہیں۔ ❶

لغت میں فنڈامینٹلزم کے معنی ہیں، معاملے کی جڑوں تک پہنچ جانا۔ اساس یا بنیاد کا مقصد پورا کرنا، لازمی ہونا، مبادیاتی ہونا اور ایسے ابتدائی مصدر کی حیثیت رکھنا ہے جس سے دوسرے متضمنات اخذ کئے جا سکیں۔ مولانا نعیم صدیقی اس ضمن میں اپنے ایک مضمون ''فنڈامنٹلزم پر ایک گفتگو'' میں رقمطراز ہیں کہ:

''ہر علم کو، ہر فن کو، ہر تنظیم کو، ہر تحریک کو، ہر فلسفے کو، ہر دین اور مذہب کو ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے کچھ ''فنڈامنٹلز'' کچھ اساسی حقائق، کچھ ابتدائی ماخذ، کچھ اٹل رہنما عقیدے اور اصول، کچھ زندہ و پائدار اخلاقی قدریں ہوں۔ یہ چیزیں نہ ہوں تو تصویرِ حالات یہ ہو گی کہ چھت کے نیچے سے ستون نکال دیے جائیں تو چھت دھڑام سے نیچے آ رہے گی۔

---

❶ بحوالہ ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور، ج ۱۱۱، عدد ۵۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فنڈا منٹلز کو کسی بھی نظام سے نکال دیجئے کُل کا کُل کھیل ختم ہو جائے گا۔ جمہوریت سے اس کی اصولی سیاست کو نکال دیجئے تو کھیل ختم۔ حتیٰ کہ ریاضی سے اگر جمع، تفریق، ضرب، تقسیم کے طے شدہ بنیادی فارمولوں کو الگ کر دیا جائے تو سمجھنے کی ساری ریاضی ختم، پس فنڈا منٹلز کا حق ہے کہ ان کی حفاظت کی جائے۔'' ❶

گویا اپنے ان معانی کے لحاظ سے یہ کسی بھی قوم کے لئے الزام نہیں، اعزاز ہے۔

لیکن دوسری طرف متبادل اردو اصطلاح ''بنیاد پرستی'' کا مسلمانوں پر اطلاق اس لئے نہیں ہوسکتا کہ پرستی کا لفظ پرستش کی ایک مخصوص ہیئت ذہن میں لاتا ہے جس میں کسی محسوس چیز کی پوجا پاٹ تو کی جاتی ہے، اس کے سامنے ماتھا ٹیکا جاتا ہے، لیکن اس کی اطاعت کا کوئی تصور اس میں شامل نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس متبادل اسلامی اصطلاح عبادت مکمل اسلامی تصورِ عبدیت کی آئینہ دار ہے۔ جس کے مطابق عبادت صرف چند انفرادی عبادات، نماز، روزہ، دعا، اذکار ہی نہیں زندگی کے ہر میدان میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کی اطاعت کا نام ہے۔

بالفرض ''پرستش'' کے معنی کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو بھی اس کا اطلاق مسلمانوں پر اس لئے نہیں ہوسکتا کہ اسلام میں اللہ کے سوا کسی کی پرستش جائز ہی نہیں جب کہ بنیاد پرستی کا مطلب اپنی بنیادوں کی پرستش ہے۔

اصل حقیقت

مسلمانوں پر چسپاں کئے جانے والے القابات کے پیچھے طاغوتی ذہنوں میں اسلام کی خطرناکی کا کیا تصور کارفرما ہوتا ہے اس کا اندازہ امریکی وائٹ ہاؤس کی ترجمان ''مارگریٹ وائلز'' کے درج ذیل بیان سے بخوبی ہوسکتا ہے:

''اسلامی بنیاد پرستی کو سطحی نظر سے نہیں دیکھا جاسکتا، امریکہ کے نزدیک اسلامی بنیاد پرستی کا نظریہ اسلام کے مختلف پہلوؤں کے ساتھ ساتھ سیاسی اور سماجی نظریات کے مجموعہ کا

---

❶ اشارات ماہنامہ ترجمان القرآن، ج ۱۱۱، عدد ۵۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نام ہے۔"❶

گویا عالمِ کفر کے لئے خطرناک مسلمان وہ ہیں جو اسلامی احکام کو اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط سمجھتے ہوں۔ ایک بھارتی مصنف "دلیپ ہیرو" اپنی کتاب "مارکس اور محمد ﷺ" میں نو آزاد شدہ وسط ایشیائی مسلمان ریاستوں کے متعلق لکھتا ہے:

"بورس یلسن کو یہ غم بری طرح کھائے جا رہا ہے کہ ان اسلامی بنیاد پرست جماعتوں کو خاطر خواہ کامیابی ہو رہی ہے جو روس کے مستقبل کے لئے زہرِ قاتل ہو سکتی ہیں...... مغربی ممالک اور روسی سربراہ بورس یلسن اس بات سے سخت پریشان ہیں کہ ان آزاد ریاستوں میں "آئیڈیالوجی" کی نسبت مذہب کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے اور پھر یہ بات سخت حیران کن ہے کہ ان ریاستوں کے نوجوان صدقِ دل سے اسلامی تعلیمات کو زندگی کے ہر شعبے پر حاوی کرنے کے خواہش مند ہیں۔ اب ان ممالک کو یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں میں کمیونزم کی جگہ اسلامیات کو لازمی مضمون قرار دیا جا چکا ہے۔ فی الحال سابق کمیونسٹوں کا ایک مضبوط گروہ ان اسلامی ممالک کی حکومت کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہے۔ جو یہاں "جمہوریت" کی آڑ میں اسلام کو تو ایک ذیلی اور شخصی حیثیت قرار دینے کی کوشش کر رہا ہے لیکن وہاں کے نوجوانوں کے جوش، جذبے اور اسلامی عقائد پر جان نچھاور کرنے کی دھن سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ پانچ سال بعد صورتِ حال بالکل تبدیل ہو جائے گی اور اگر ان ریاستوں نے او۔آئی۔سی (O.I.C.) سے مضبوط تعلقات قائم کر لئے تو پھر اس خطۂ زمین پر ہر جگہ اسلام کے جھنڈے لہراتے نظر آئیں گے۔"❷

مسلمان ملکوں میں کسی جماعت کے بھولے سے بھی اسلام کا نام لے بیٹھنے سے طاغوت کو فوراً یہ فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ کہیں یہ جماعت انتہا پسند ہی نہ ثابت ہو اور اسلام کو اوّل تا آخر تمام شعبہ ہائے حیات میں نافذ کرنے کی کوشش ہی نہ کرنے لگے۔ چنانچہ درج ذیل خبر ملاحظہ ہو:

---

❶ روزنامہ جنگ، ۱۵ جنوری ۱۹۹۲ء

❷ بحوالہ روزنامہ جنگ لاہور، ۲۷ جون ۱۹۹۲ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''عمران خاں نے تحریکِ انصاف کی پہلی کانفرنس میں بڑی شدّ و مدّ کے ساتھ پاکستانی معاشرے کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنانے پر زور دیا جس پر ان کے سُسر ''سر جیمز گولڈ سمتھ'' اور دیگر دوستوں نے یہ مشورہ دیا کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ مغربی لابی کی انہیں حمایت حاصل ہو تو وہ مذہبی ''انتہا پسند'' کا رول ادا کرنے سے گریز کریں۔'' ❶

مصر کے بارے میں مشہور فرانسیسی روزنامے ''لی مانڈ'' کے نمائندے کی درج ذیل رپورٹ بھی ایسی ہی ہے:

''اسلامی بنیاد پرستی کے بارے میں سب سے خوفناک حقیقت یہ ہے کہ یہ بڑی تیزی سے مصر میں پھیل رہی ہے، اس کے مظاہر بھرپور اجتماعاتِ جمعہ اور مطالبۂ نفاذِ شریعت ہیں، مصر میں ۳۰ ہزار مساجد بیان کی جاتی ہیں۔ جمعہ کے روز شاید ہی کوئی مسجد ہو جس کے نمازی باہر تک نہ پھیلے ہوں۔ لوگوں میں دین کی طرف رجوع کا یہ ذوق وشوق حیرت انگیز ہے۔ قاہرہ میں اب حجاب کا زیادہ رواج ہو گیا ہے۔ اسی طرح نوجوانوں کے چہروں پر ڈاڑھی بھی زیادہ دکھائی دینے لگی ہے۔ ایک طرف یہ مظاہر ہیں دوسری طرف سیاست میں بھی مسلم بنیاد پرستی کا حیرت انگیز نفوذ ہے۔ اپریل ۱۹۸۷ء میں جو انتخاب ہوئے ہیں ان میں سوشلسٹ پارٹی اور اخوان کا جو اتحاد ہوا تھا، اس نے 10% ووٹ لئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مصر میں پانچ کروڑ کی آبادی میں سے ۵۰ لاکھ افراد نفاذِ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن اسلامی بنیاد پرستی کے حامی صرف وہ ۵۰ لاکھ ووٹر ہی نہیں جنہوں نے پچھلے انتخابات میں اپنے ووٹ اسے دیے تھے بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ ❷

سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

عالمِ کفر اس وقت مسلمانوں کی راسخ الاعتقادی اور اسلام سے والہانہ محبت واطاعت کے خاتمے کے لئے متحد ہو چکا ہے۔ ایک خبر کے مطابق

---

❶ بحوالہ ٹیلیگراف لندن، روزنامہ نوائے وقت ۲۸ اپریل ۱۹۹۶ء

❷ بحوالہ ہفت روزہ ایشیا _ لاہور ۸ نومبر ۱۹۸۷ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"امریکہ اور مغرب نے اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف جو مہم شروع کر رکھی ہے، اس کے اگلے قدم کے طور پر شمالی اوقیانوس کی دفاعی تنظیم ناٹو (جس میں مغربی یورپ کے ممالک اور امریکہ بھی شامل ہیں) نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ شمالی افریقہ کے مسلمان ممالک، مصر، تیونس، مراکش اور ماری طانیہ سے بنیاد پرستی کے خطرات سے نپٹنے کے لئے مذکرات کرے گی، ناٹو نے اس کے ساتھ ہی اسرائیل سے بھی اسی ضمن میں مذاکرات کا فیصلہ کیا ہے۔ ناٹو کے ممالک کو بنیاد پرستی کی وجہ سے ان علاقوں میں مسلح تصادم کا خطرہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی مشرقِ وسطیٰ کا امن خطرے میں ہے۔ امریکی وزیرِ دفاع "ولیم پیری" نے بھی بیان دیا ہے۔ کہ شمالی افریقہ کے مسلمان ممالک کی بنیاد پرستی کی وجہ سے مشرقِ وسطیٰ میں امن کو خطرہ ہے۔" ❶

کفّار سے کیا شکایت کہ ان کا تو کام ہی "اللہ کے نور" کو بجھانے کی کوششیں کرنا ہے، افسوس تو ان مسلمانوں پر ہے جو کفار کی چیرہ دستیوں سے بچنے کی بجائے ان کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں۔ شیطان ان کے "فکری اغوا" کے بعد ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب کر چکا ہے اور ان کی حیثیت اب کٹھ پتلیوں کی سی ہو چکی ہے۔

چنانچہ جنوری ۱۹۹۵ء میں "بنیاد پرستی" کے خلاف مسلمان ممالک کا بھی ایک اجلاس ہوا۔ اخبار لکھتا ہے:

"جنوری کے پہلے ہفتے میں تمام عرب ممالک کا جن میں شمالی افریقہ اور خلیج سے تعلق رکھنے والے تقریباً تمام ممالک شامل ہیں، ایک وزارتی اجلاس تیونس میں ہوا۔ ۱۸ ممالک کے وزرائے داخلہ کی اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد عرب میں بڑھتی ہوئی مسلمان بنیاد پرست تحریک اور اس کے تشدد کے خلاف مشترکہ کاروائی کرنا ہے۔

کانفرنس نے اتفاقِ رائے سے قرار دیا کہ دہشت گردی ہم سب کے لئے عظیم خطرہ ہے۔ اس لئے اس قسم کی تحریکوں کے خلاف جدّ وجہد کی جائے گی۔ اس سلسلے میں کانفرنس

---

❶ ہفت روزہ ایشاء _ ۳۰ مارچ ۱۹۹۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نے ایک ضابطہ منظور کیا ہے جس کا مسودہ مصر نے تیار کیا ہے۔ کانفرنس کی رائے تھی کہ اس سال کے شروع میں بنیاد پرستی کی لہر مزید کئی عرب ممالک میں پھیل جائے گی۔ مذکورہ ضابطہ کے مطابق بنیاد پرستوں کے بین المملکتی نیٹ ورک کے خاتمے کے لئے تمام ممالک مربوط اقدام کریں گے اور ان کے خلاف جاسوسی کی اطلاعات کا تبادلہ کریں گے۔ ''بنیاد پرستوں'' کے ''اڈوں'' کا سراغ لگایا جائے گا۔ اور ان کو رقوم فراہم کرنے والوں پر بھی نظر رکھی جائے گی۔ ائیر پورٹس، بندرگاہوں، ریلوے سٹیشنوں اور دوسرے اہم مقامات کے حفاظتی انتظامات میں اضافہ کیا جائے گا۔ اور ایک دوسرے کے بنیاد پرستوں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔ ❶

ترکی:

اس سلسلہ میں مسلمان ملکوں کے حکمران صرف زبانی دعووں تک ہی محدود نہیں بلکہ عملی طور پر بھی بنیاد پرست مسلمانوں کے خلاف بھرپور کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ اس ضمن میں ترکی سب سے پیش پیش ہے۔ یہاں سیکولرازم کی آڑ میں ترکی کے اسلام پسند عوام کا استحصال کیا جا رہا ہے۔

جدید ترکی کے بانی مصطفیٰ کمال نے اسلامی سول قانون ختم کیا۔ عربی زبان میں اذان اور خطبہ ممنوع قرار دیا۔ مساجد میں حکومتی ائمہ مقرر کیے گئے۔ عربی رسم الخط بدلا گیا تاکہ مسلمانوں کا رسم الخط کے ذریعے اسلام کے ساتھ کوئی رشتہ باقی نہ رہ سکے۔ مصطفیٰ کمال کے بعد آنے والے حکمران بھی اس رجحان کو مزید آگے بڑھاتے رہے، مگر عوام کے دلوں میں جلتی ہوئی دینی مشعل کو بجھا نہ سکے۔ باعمل مسلمانوں کو اعلیٰ عہدوں سے محروم کیا گیا، ۱۹۸۷ء کے لگ بھگ فوجی کیڈٹ اکیڈمی میں تعلیم پانے والے طلبہ کی چھان بین کے بعد مذہبی رجحان رکھنے والے ۱۰۰ کیڈٹوں کو خارج کر دیا گیا۔

امریکی حکومت کے ایک نمائندے ''پال ہنزے'' نے اس اقدام کو ان الفاظ میں

---

❶ ہفت روزہ ایشیاء، ۱۴ جنوری ۱۹۹۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سراہا کہ:

"امریکہ حکومتِ ترکی کی مذہبی رو کو دبانے کی کوششوں کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔" ❶

سابق ترکی صدر ایورن نے استنبول یونیورسٹی میں نئے تعلیمی سال کے آغاز میں اکتوبر ۱۹۸۵ء میں تقریر کرتے ہوئے یہ وضاحت کی کہ:

"ہم غافل نہیں بلکہ حالات پر ہماری کڑی نگاہ ہے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ رجعت پسند اور مذہبی تنظیموں نے مختلف لبادوں میں اپنی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں۔ میں طلبہ سے کہوں گا وہ بھی چوکس رہیں۔ ہماری یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کو قدامت پرستی کے خلاف ایک مضبوط قلعہ ہونا چاہیے۔"

اس تقریر کے چند روز بعد ہی صدر نے صوبہ اناطولیہ کے ایک مقام "کیسری" میں ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے ان خطرات کی نشان دہی کی جو ترکی کو گھیرے ہوئے ہیں۔ "یعنی کمیونزم، فاشزم اور رجعت پسندی"۔ ترکی پریس کے مطابق صدر نے جب مذہبی رجعت پسندی کا ذکر کیا تو ان کے لب ولہجہ میں تیزی سی آگئی۔ صدر نے یہ بھی کہا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ قوم کے قائد کی حیثیت سے مجھے نمازِ جمعہ کی امامت کرانی چاہیے۔ ایسی تجویزیں پیش کرنے والوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ سب فضول، واہیات اور غیر قانونی ہے۔" ❷

ترکی صحافت بھی اس ڈگر پر چل رہی ہے۔ ترکی جرائد میں ارتقا کا لفظ رجعت پسندی، پس ماندگی اور جہالت کے ہم معنی استعمال کیا جانے لگا ہے۔ وہاں کے ترقی پسند جرائد نے حکومت کو احساس دلایا ہے کہ اس پر خصوصی نظر رکھنی چاہیے۔ نیز یہ کہ مذہبی رجعت پسندی کو روکنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ترکی کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی نے اپنے ایک بیان میں کہا:

"جہالت پھر ابھر رہی ہے ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حکومت اور ذرائع ابلاغ نے

---

❶ بحوالہ ہفت روزہ ایشیاء ۲۹ مارچ ۱۹۸۷ء

❷ بحوالہ ہفت روزہ ایشیا فروری ۱۹۸۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسے اُبھرنے میں مدد دی ہے۔ اگر اتاترک کے دیے ہوئے سیکولرازم کے اصولوں کی پابندی کی جاتی تو یہ خطرہ کبھی نہ ہوتا۔'' ❶

ترکی حکومت کے کارپردازوں کے لئے اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ ''جمہوریہ'' ترکی کے عوام جمہوری آئین ہی کے مطابق انتخابات میں ''بنیاد پرستوں'' کو منتخب کر کے اسمبلی میں بھیج دیتے ہیں۔ حکومتی اہل کار نہ تو بنیاد پرستوں کے حوالے حکومت کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی بہ آسانی انہیں حکومت سے بے دخل کر سکتے ہیں۔ گویا ''نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن'' والا معاملہ ہے۔ بنیاد پرست اب لوہے کے چنے ثابت ہو رہے ہیں جو حکومت کو ناکوں چنے چبوانے پر مصر نظر آتے ہیں۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دو گے

مصر:

مصر کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں، فرانسیسی روزنامے ''لی مانڈ'' کے نمائندے نے مصر کی اسلامی تنظیموں کو کچل دینے کی حکومتی کارروائیوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

وہ لکھتا ہے:

''حکومت کی سیکورٹی کے لئے اصل مسئلہ وہ تنظیمیں ہیں جو کھلم کھلا دہشت گردی (یاد رہے کہ ''چور مچائے شور، چور چور چور'' کے مصداق دہشت گردی کا سرغنہ ''مغرب'' مسلمانوں کی جہادی تنظیموں کو جن کا مقصد صرف گمراہیوں کی بیخ کنی ہے، دہشت گردی قرار دیتا ہے) کی تبلیغ کرتی ہیں۔ حکومت نے ان تنظیموں کو توڑنے کے لئے اپنے ایجنٹ ان میں داخل کیے لیکن تنظیموں نے جب دیکھا کہ ان کی صفوں میں انتشار پیدا ہو رہا ہے تو انہوں نے اپنے سیل قائم کر لئے۔ مثلاً ''الجھاد'' تنظیم کے اندر ایک اور تنظیم پیدا ہو گئی ہے، اس کا نام ''الناجون من النار'' (آگ سے رہائی پانے والے) ہے۔ یہ تیس حواریوں پر مشتمل ہے۔ اس طرح ایک اور انتہا پسند تنظیم وجود میں آئی ہے جس کا نام ''جماعت

---

❶ ایشیا، ۲ فروری ۱۹۸۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

القصاص'' ہے۔اس کا ہیڈ کوارٹر ایک غریب بستی کی چھوٹی سی مسجد ہے۔اس کا قائد ایک ٹیچر ''علی عبدالرحمان'' ہے۔اس تنظیم کا پتا اس وقت چلا جب اس کے ارکان نے ۲۳ اگست ۱۹۸۷ء کو ویڈیو بیچنے والی ایک دکان پر حملہ آور ہو کر اسے تہس نہس کر دیا۔اس تنظیم کا دوسرا نشانہ ''ملیحہ'' کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہونے والی ایک کشتی تھی۔ یہ کشتی سیاحوں سے بھری ہوئی تھی ۔جو اس بندرگاہ پر عیاشی کے لئے آنا چاہتے تھے۔کشتی لنگر انداز ہونے کے لئے جیسے ہی ساحل کے قریب آئی ''جماعت القصاص'' کے ارکان نے اسے تھپڑ مارنا شروع کر دیے جس سے کشتی واپس چلی گئی۔اس تنظیم کا نشانہ ایک سرکاری ٹرک بھی بنا جو شراب سے بھرا ہوا تھا۔مصر میں شراب کا سارا کاروبار حکومت کے ہاتھ میں ہے۔اس تنظیم کے ارکان نے ٹرک ڈرائیور کو نیچے اُتار کر مارا۔پھر لدی ہوئی شراب کی تمام بوتلیں توڑ دیں۔اس تنظیم کے خلاف زیادہ ہنگامہ اس وقت بپا ہوا جب اس نے شادی کی ایک تقریب کو درہم برہم کر دیا جس میں شراب اور رقص و سرود والی گاڑی پر حملہ کرنے کے الزام میں اس تنظیم کے ۲۶ ارکان گرفتار کر لئے ، ان ارکان کی گرفتاری کے بعد جماعت نے عوام میں ہینڈ بل تقسیم کئے جن میں یہ انکشاف بھی کیا گیا تھا کہ ''ملیحہ'' کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہونے والی کشتی پر اکثر لوگ عریاں اور نیم عریاں تھے''۔ ❶

قارئین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ انتہا پسند قرار دیے جانے والی ''جماعت القصاص'' کا فحاشی کی روک تھام اور شراب کے خلاف کارروائی کا طرزِ عمل اسلامی نقطۂ نظر سے صحیح تھا یا شراب اور فحاشی کی سرپرستی کرنے والی حکومتِ مصر؟

لیبیا:

قذافی نے ۳ مئی ۱۹۹۳ء کو طرابلس سے ۵۰ کلومیٹر دور افقان زا کی یونیورسٹی میں تقریر کی جو ٹی وی پر بھی نشر ہوئی۔اس نے اس میں کہا:۔

''اسلامی بنیاد پرستوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو تم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کرے گا، بنیاد پرست قتل کے مستحق ہیں''۔ ❷

---

❶ ہفت روزہ ایشیا : ۱۸ نومبر ۱۹۹۷ء

❷ ایشیا ہفت روزہ۔۲ مئی ۱۹۹۳ء پاکستان

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پاکستان میں بھی روزِ اوّل ہی سے بنیاد پرستی کے خلاف کارروائی شروع ہو گئی تھی۔ اس کا آغاز تو اس دن سے ہو گیا تھا جس دن یومِ نزولِ قرآن ۲۷ رمضان کی بجائے ۱۴ اگست کو پاکستان کا یوم تاسیس قرار دیا گیا۔ اس کے بعد اسلامی نظام کا مطالبہ کرنے والوں کی ۱۹۴۸ء میں ''سیفٹی ایکٹ'' کے تحت گرفتاریاں اور ختم نبوت کے علمبرداروں کے لئے پھانسی کی سزائیں اسی سلسلہ کی کڑیاں تھیں۔

سیاست دانوں کا بنیاد پرستی کے خلاف بغض کا اظہار جاری رہتا ہے، ایک صاحب فرماتے ہیں:

''جماعت اسلامی جیسی بنیاد پرستی تباہی کا راستہ ہے۔ یہ ملک کے لئے اچھی چیز نہیں۔ اگر ہمیں ''کوریا'' بننا ہے تو پھر بنیاد پرستی کے ذریعے کبھی نہیں بنا جائے گا۔ ترکی والے مسلمان نہیں ہیں۔ وہ ترقی یافتہ ہیں۔'' ❶

ایک اور صاحب کا ارشاد ہے:

''ہم اسلام کے حق میں ہیں لیکن مولویوں نے پاکستان اور اسلام کو اتنا بدنام کیا ہے کہ کوئی بیرونی سرمایہ کار پاکستان میں اپنی صنعت لگانے کو تیار نہیں۔ ہم دنیا میں اکیلے رہ گئے ہیں اور کٹتے جا رہے ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہو کیونکہ ہمیں حکم بھی یہی ہے:

''وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا.''

''اپنا رخ یکسو ہو کر اس دین کے لئے کر لو۔'' (یونس:۱۰۵)

یاد رہے کہ حنیف کا مطلب سب ''باطل راہیں'' چھوڑ کر یکسو ہو کر راہِ حق کو اپنا لینا ہے۔ ❷

وطنِ عزیز اسلام کے لئے بنا تھا نہ کہ فنڈامنٹلزم کے لئے۔ آج دنیا بھر میں اسلام اور پاکستان کو بدنام کیا جا رہا ہے۔'' ❸

---

❶ روزنامہ جنگ جمعہ میگزین ۲۲ مئی ۱۹۹۲ء

❷ بحوالہ لغات القرآن ج ۲، ص ۲۹۵

❸ روزنامہ جنگ، ستمبر ۱۹۹۲ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہ جانے ان کے خیال میں پاکستان کون سے ایسے بے روح اسلام کے لئے بنا تھا جس کے فنڈا منٹلز ہی نہیں تھے۔ اگر بنیاد نہ ہوگی تو اس پر یہ حضرات عمارت کیسے کھڑی کریں گے۔ اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا کہ مسلمانوں کے سیاسی قائدین اسلام کو اپنے لئے باعثِ فخر نہیں باعثِ عار سمجھنے لگے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے امریکہ میں تعینات ایک سفیر کا یہ معذرت خواہانہ بیان ملاحظہ ہو:

''نواز شریف کی حکومت ماڈریٹس (جدّت پسند گروپ) کی حکومت ہے اور اسلام میں ''ماڈرنائزیشن'' (جدّت طرازی) کے حصول کے لئے کوشاں ہے۔ نیز یہ کہ اسلام میں بنیاد پرستی قطعاً کوئی چیز نہیں۔'' ❶

غالباً مغرب کے حضور بنیاد پرستی سے اظہارِ برأت میں سچائی ہی کا ثبوت دینے کے لئے حکمران طبقہ اسلامی حدود کی خلاف ورزی پر کمربستہ ہے اور اسے جدیدیّت کا نام دیا جاتا ہے۔ ثقافتی طائفے، عالمی موسیقی کانفرنسیں، فلمی اداکاروں اور کھلاڑیوں پر نوازشات، جوئے کی سرپرستی، شراب کے پرمٹ، ذرائع ابلاغ سے مخربِ اخلاق پروگرام، بے حجابی کا فروغ...... خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک سب اسی کا سلسلہ تو نہیں؟

اور اگر...... کبھی کوئی غیور مسلمان یا تنظیم صدائے احساس بلند کر بیٹھے تو پورا سرکردہ طبقہ اس کے خلاف متحد ہو جاتا ہے۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ آج سے قریباً تیس سال قبل جب ڈاکٹر اسرار احمد نے ٹی وی پر خواتین کو ایک درس پردے کے موضوع پر دیا تو ایک مخصوص طبقہ فوراً حرکت میں آ گیا اور انہیں ہمیشہ کے لئے ٹی وی پروگراموں سے باہر نکال کر دم لیا۔

ایسے لوگوں کا چہرہ درج ذیل آیت میں صاف نظر آتا ہے:

''وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ٥ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ ٥ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ٥'' (البروج : ٨ تا ١٠)

---

❶ روزنامہ نوائے وقت عابدہ حسین، ۲۲ فروری ۱۹۹۲ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اور انہوں نے مومنوں سے صرف اسی بات کا انتقام لیا کہ وہ اس اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب اور قابلِ ستائش ہے، جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں کو تکلیفیں دیں اور توبہ نہ کی ان کو دوزخ کا عذاب بھی ہوگا اور جلنے کا عذاب بھی۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ذرائعِ تبلیغِ دین

سے نفرت انگیزی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

- علما کا استحصال
- علمی استحصال
- نفسیاتی استحصال
- کردار کشی
- علماء کی آڑ میں دین کی مخالفت
- دینی مدارس کے خلاف محاذ
- دینی مدارس کے خلاف الزامات
- دینی مدارس اور مسلمان حکومتیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

علماء کی فضیلت اور مقام

قرآن و حدیث کے احکامات کی روشنی میں علماء عام انسانوں میں سے سب سے زیادہ فضیلت کے مستحق ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

﴿هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

کیا (فضیلت و مرتبہ کے لحاظ سے) علماء اور بے علم لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟

نیز فرمایا:۔

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾

''اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں یعنی ڈرنے کا حق ادا کرتے ہیں''۔ رحمت للعالمین ﷺ نے دین کے علم سے آراستہ لوگوں کو شرف امتیاز عطا کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ﴾

''تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن حکیم سیکھے اور سکھائے''

عالم دین درحقیقت عالم دین ہی نہیں اسلامی معاشرے اور اس کی حکومت کا بنیادی ستون ہوتے تھے خاص و عام ان کی طرف رجوع کرتے، اگر کوئی عالم دین کسی بات کے غیر اسلامی ہونے کا فتویٰ جاری کر دیتا تو وہ حکم آناً فاناً ملک کے اس کونے سے اس کونے تک پھیل جاتا اور جو شخص بھی اس کام کا ارتکاب کرتا اسے انتہائی ذلیل اور برا سمجھا جاتا چاہے وہ خلیفہ وقت ہی کیوں نہ ہوتا؟ وقت کا خلیفہ، سلطان یا بادشاہ بھی علماء دین کی خدمت میں حاضر ہونے، ان کی آمد پر تخت سے اٹھ کر ان کا استقبال کرنے، ان کے معمولی سے جھونپڑے میں بیٹھ کر ان کی گفتگو سننے کو نہ صرف اپنی آخرت کے لئے بہتر تصور کرتا بلکہ اپنی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دنیاوی بادشاہت کے استقلال اور استحکام کی ضمانت بھی گردانتا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام کا منصب اس دور میں بھی جب کار پردازانِ حکومت دنیوی حرص و جاہ کا شکار ہو چکے تھے۔ اپنی خاص اہمیت رکھتا تھا اور کسی سلطان کو یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اس منصب کی تحقیر کرے یا اسے ختم کرنے کا تصور کرے۔

شیخ الاسلام کے بعد اسے مولویت کے مقام پر لایا گیا جیسے جیسے مقام بدلتا گیا نام میں بھی تبدیلی آتی گئی اور بالآخر ملا جیسا تحقیر آمیز نام علمائے دین کے ساتھ منسلک کر دیا گیا۔

جب علماء کی قدر و قیمت اور وقار کمین لوگوں کی صف میں قرار پایا تو پھر ایسے لوگ امام مسجد کا باوقار عہدہ سنبھالنے لگے جو صرف اللہ اکبر کہہ کر جانور ذبح کرنا جانتے تھے یا مردے کو نہلا دھلا کر اسے قبر میں اتارنے کی رسم ادا کرتے۔ مسجد میں جھاڑو دیتے اور پانچ وقت اذان کے الفاظ دہرا لیتے۔

قدرت اللہ شہاب اپنی خودنوشت ''شہاب نامہ'' میں لکھتے ہیں:

''برہام پور سنگلاخ پہاڑیوں اور خاردار جنگل میں گھرا ہوا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا، جس میں مسلمانوں کے بیس پچیس گھر آباد تھے۔ ان کی معاشرت ہندوانہ اثرات میں اس درجہ ڈوبی ہوتی تھی کہ رومیش علی، صفدر پانڈے، محمود مہلتی، کلثوم دیوی اور پرباوتی جیسے نام رکھنے کا رواج عام تھا۔ گاؤں میں ایک نہایت مختصر سی کچی مسجد تھی، جس کے دروازے پر اکثر تالا پڑا رہتا تھا۔ جمعرات کی شام کو دروازے کے باہر ایک مٹی کا دیا جلایا جاتا، کچھ لوگ نہا دھو کر آتے تھے اور مسجد کے تالے کو عقیدت سے چوم کر ہفتہ بھر کے لئے دینی فرائض سے سبک دوش ہو جاتے تھے۔

ہر دوسرے تیسرے مہینے ایک مولوی صاحب اس گاؤں میں دو روز کے لئے مسجد کو آباد کر جاتے تھے۔ اس دوران میں اگر کوئی شخص وفات پا گیا ہوتا تو مولوی صاحب اس کی قبر پر جا کر فاتحہ پڑھتے تھے، نوزائیدہ بچوں کے کان میں اذان دیتے تھے، کوئی شادی طے ہوگئی ہوتی تو نکاح پڑھوا دیتے تھے، بیماروں کو تعویذ لکھ دیتے تھے اور اپنے اگلے دورے تک جانور ذبح کرنے کے لئے چند چھریوں پر تکبیر پڑھ جاتے تھے۔ اس طرح مولوی صاحب کی برکت سے گاؤں والوں کا دینِ اسلام کے ساتھ کچا سا رشتہ بڑے مضبوط دھاگے کے ساتھ بندھا تھا۔'' [1]

---

[1] شہاب نامہ : ص ۲۴۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اس نے (یعنی مولوی نے) کہیں دین کی شمع، کہیں دین کا شعلہ، کہیں دین کی چنگاری روشن رکھی۔ برھام پور گنجم کے گاؤں کی طرح جہاں کہیں دین کی چنگاری بھی گل ہو چکی تھی۔ ملّا نے اس کی راکھ ہی کو سمیٹ سمیٹ کر بادِ مخالف کے جھونکوں میں اڑ جانے سے محفوظ رکھا۔" ❶

مولوی کا یہی وہ کردار تھا جو فکری اغوا کے راستے کا پتھر سمجھا جاتا رہا۔ اس رکاوٹ کو ہٹانے کے لئے بڑا منظم طریق کار اختیار کیا گیا۔

علمی استحصال

ایک وہ دور تھا کہ علما کسی بھی مسلمان حکمران کے لئے انتظامِ سلطنت کے سلسلے میں ناگزیر ضرورت سمجھے جاتے تھے۔ علما کا حکم حکمرانوں پر بھی ویسے ہی چلتا تھا جیسے ایک عام آدمی پر۔ لیکن مسلمانوں کو زوال سے دوچار کرنے کی خاطر ان کی فکر کو علما کے تسلط سے آزاد کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ ابلیس سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ علما کا مقام ان کے علمی معیار پر ہے۔ لہٰذا سب سے پہلا وار ان کے علمی معیار ہی پر کیا گیا۔

دور کیوں جائیں، برصغیر کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ یہاں انگریز نے اپنے پنجے گاڑتے ہی اعلان کر دیا کہ دینی مدارس کے تعلیم یافتہ افراد کو نوکری نہیں ملے گی۔ یہ علما کے معاشی حقوق غصب کرنے اور لوگوں کو اسلامی مدارس اور اسلامی تعلیم سے بیزار کرنے کی تدبیر تھی جو بلاشبہ کارگر رہی۔ علما کا علمی معیار گر گیا، انگریز دور میں اصل علما کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر رہ گئی۔ قحط الرجال نے علما کی ذمہ داریاں کئی ایسے افراد کو سونپ دیں جو دین کے بنیادی ارکان سے بھی ناواقف تھے جس کی ایک مثال مذکورہ بالا اقتباس ہے۔

جب دینی پیشواؤں کے علم کا یہ معیار ہو تو پھر عوام کے علم کا کیا حال ہوگا؟

معاشی استحصال

علما کے معاشی استحصال کے لئے جہاں ان پر ملازمتوں کا دروازہ بند کر دیا گیا وہاں

---

❶ شہاب نامہ : ص ۲۴۱

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مجبوری کے تحت اپنی محدود تعداد میں دی جانے والی ملازمتوں میں تنخواہوں کی مقدار بھی بہت کم رکھی گئی۔

''۱۹۴۰ء میں آرمی ریگولیشن میں پادری کا ذکر تو بڑی تفصیل سے ہے، آرٹیکل ۱۶۰۹ سے لے کر ۱۶۱۵ تک پادری کے متعلق تفصیلات میں امام مسجد کا کہیں ذکر نہیں...... آزادی کے بعد بھی یہی صورت رہی کہ کلاس فور سرونٹس کے طور پر امام مسجد سویلین بھرتی ہوتے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں انہیں پنشن کا حق دیا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں تنخواہ پر نظر ثانی کی گئی اور ایک تقابلی لسٹ تیار ہوئی جس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے:

Category	Pay 1949	Pay:	1963
Father	Rs.	100	Fixed
	Rs.	125	Fixed
Chaplain			
Teacher	(i)	35 - 5 / 10 - 45	
	(i)	75 - 1 - 90	
Religious Master		115 - 15 / 2 - 175	
	170 - 10 - 270 - 15 -315		
Band		EB - 10 - 255	

اس تقابل سے ۱۹۶۳ء تک امام مسجد کا مقام واضح ہو جاتا ہے۔ ۱۹۶۸ء میں سٹیٹس بلند کیا گیا۔ Non Gazetted Class کی تنخواہ 170- EB - 5 - 120 - 4 - 100

۱۹۷۴ء میں درجہ اور بلند کیا گیا۔ یعنی اسکیل ۵ دیا گیا۔ U n Qualified امام کو سقہ لانگری وغیرہ بھرتی کرتے تھے اور کام امام مسجد کا لیتے تھے۔

یہ صورتِ حال ۱۹۷۷ء میں بدلی جب غالباً اس وقت کے چیف آف آرمی سٹاف جنرل ضیا الحق نے امام مسجد کو کمیشنڈ آفسر اور جونیئر کمیشنڈ آفیسر کا رینک دیا اور صوبیدار اور نائب صوبیدار کے برابر کیا گیا۔ جسے انگریز کے دور میں .V.C.O یعنی وائسرائے کمیشنڈ آفیسر کہتے تھے۔ ❶

---

❶ بحوالہ کیا امام مسجد کمیں ہے - پروفیسر عبدالرزاق

آج بھی قاریوں، عربی ٹیچرز اور سکول ٹیچرز کی تنخواہوں میں نمایاں تفاوت نظر آئے گا۔ تنخواہوں میں بھی دنیاوی تعلیم کے مدرسوں کو دینی مدرسین پر فوقیت دی جاتی ہے۔

نفسیاتی استحصال اور تحقیر:

علما کی نفسیاتی تحقیر کے لئے کئی طریقے اپنائے گئے۔ ہر ڈاڑھی والے شخص کو (قطع نظر اس سے کہ اس کا ذاتی کردار کیسا ہے یا دین سے واقف بھی ہے یا نہیں؟) اوئے مولوی کہہ کر پھبتی کسی جانے لگی۔ مولانا علامہ کے الفاظ کثرت سے استعمال ہونے لگے۔ علما کا امتیاز ختم کر دیا گیا۔ علما کے لئے مولوی کی اصطلاح عام کی گئی۔ بعد میں اس نے ملاّ، ملا نٹے، ملانے، حلوہ خور جیسے القابات کی شکل اختیار کر لی۔

برصغیر کے انگریز حکمرانوں نے ہوٹل کے بیروں اور دربانوں کے لئے پگڑی، کلاہ، اور اچکن کا لباس مقرر کیا، جو آزادی کے دور میں علما کا لباس تھا۔

۱۸۶۰ء میں کاغذات میں امام مسجد کو کمیں کی حیثیت دی گئی۔ جہاں دین کے پیشوا کی حیثیت کمیں کی ہوگی وہاں دین کی عظمت دلوں میں کہاں باقی رہ جائے گی۔

ایک گاؤں کے ۱۸۶۰ء کے کاغذات مال کے ایک ضروری حصے کی نقل حاضر ہے:

o قسم چاکردیہی ...... حقوق چاکردیہی...... خدماتِ چاکراں دیہی

اس دیہہ میں ۳ سیر فی چھایا ٹوپہ ہوتا ہے

گڈی اسیر ...... جھولی ۳ سیر تا ۵ سیر

فصل ربیع ...... فصل خریف

لوہار

غلہ فی ہل ۴ چھاہ ۵ گڈی فی ہل ایک گڈی بتہ سٹہ ھاری یک

آلات کشاورزی کی تیاری اور کہنہ کی مرمت اس کے ذمے ہے۔ لوہار زمیندار اپنی گرہ سے دیتا ہے، سوائے چنڈ وانے کے اور سب کے لئے کوئلہ زمیندار کا ہوتا ہے۔ شادی غمی پر کوئلہ لوہار کا ہوتا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

موچی

غلّہ بشرح لوہار- جانور جو بوقتِ شادی وغمی ذبح ہوں ان کا چمڑہ لیتا ہے اور جو مر جائے اس کا چمڑہ نصف موچی اور نصف مسلی لیتا ہے۔

حجام:

غلّہ بشرح لوہار- اور شادی پر ایک روپیہ نقد بھی دیا جاتا ہے۔

مسلی:

۴ چھاغلّہ ...... ایک چھاغلّہ

امام مسجد:

فی گھر ایک چھانی فصل، اس کے علاوہ ایک روپیہ نقد بوقتِ نکاح اور ایک روپیہ میت پر دیا جاتا ہے۔

○ امامت نمازِ پنجگانہ، نکاح خوانی، غسلِ میت، تعلیم مذہبی۔

پنھارہ:

غلہ ایک چھانی گھر فی فصل اور ایک گڈی جھول سٹہ، ایک شادی پر ۴ آنے نقدی، ۴ آنے غمی پر دیے جاتے ہیں۔

○ صفائی مسجد اور وضو کے واسطے پانی گرم کرنا، مسجد کی حفاظت اور مسافران کی خبر گیری اس کے ذمہ ہے۔

یہ آزادی سے قبل کی دستاویز ہے اور آیئے اب ۱۹۹۴ء میں ایک گاؤں کے کاغذات دیکھیں جن کی فہرست میں امام مسجد کا چوتھا نمبر ہے۔ تیسرا نمبر حجام کا ہے اس میں لکھا ہے۔

قسم چاکر دیہی- مد نمبر ۴

○ حقوق امام مسجد ___ فی ڈھیر یک چھا ___ فی گھر یک گڈی ___ فی گھر ایک چھا غسل مردہ ۱، فی نکاح ۱

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خدمات: بوقت تیاری فصل۔ بسم اللہ لکھ کر دینا_ جنازہ پڑھانا__ نماز پڑھانا__ غسلِ مردہ__ نکاح خوانی__ حفاظت مسجد و خدمتِ مسافران اور لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھانا۔

یاد رہے کہ کمیں سے مراد نیچ ذات کے وہ لوگ لئے جاتے ہیں، جن کا کام وڈیروں، چوہدریوں، خانوں، ملکوں اور سرداروں کی خدمت کرنا ہے۔ اور اس خدمت کے عوض جو **قُوتِ لا یموت** ان کی طرف سے عطا ہو اس کے ذریعے جسم اور روح کا تعلق باقی رکھنا۔ ❶

پاکستان کے کسی بھی دیہات میں چلے جایئے، کاغذاتِ مال میں کہیں ''میانے'' اور کہیں ''کمیں'' کے نام سے درج چوہدریوں کی چاکری کرتا ہوا نظر آئے گا۔ عید، شادی، غمی اور فصل کی کٹائی کے موقع پر دوسرے کمیوں کی طرح اس کے گھر میں بھی اس کا مقرر حصہ پہنچ جائے گا۔

مولوی کی اس نفسیاتی تحقیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذاتوں کے اعتبار سے اعلیٰ سمجھے جانے والوں نے مسجد کی امامت سے گریز کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مسجدوں کی امامت نیچ ذات سمجھے جانے والوں کے ہاتھ آ گئی۔ آج بھی اکثر دیہاتوں میں جولاہے، موچی، ترکھان، لوہار اور بعض جگہ مراثی بھی (جن کا کام ڈھول باجے بجانا ہوتا ہے) امام مسجد نظر آئیں گے۔ دیہاتوں میں کوئی چوہدری امام مسجد ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ حالانکہ اسلام میں امامتِ صلوٰۃ کی ذمہ داری وقت کے حکمرانوں کی ہوتی ہے۔

کردار کشی

معاشرے میں علما کا مقام گرا دینے کے لئے ہی ان کی کردار کشی کی منظم مہم شروع کر دی گئی۔ یہ تصور عام کر دیا گیا کہ مولوی مسلمانوں کے تنزل کا باعث اور قوم کا دشمن ہے۔ اسلامی ثقافت کے مظاہر ڈاڑھی، اونچی شلوار اور ٹوپی پہننے والے ہر شخص کو متعصّب، تنگ ذہن اور متشدّد سمجھا جانے لگا۔ مولویوں کے ظلم کی داستانیں عام کی گئیں۔ اس کی مثال ایک محترمہ کا درج ذیل بیان ہے:

---

❶ ملخص از: کیا امام مسجد کمیں ہے؟ ...... ص ۳ تا ص ۶ ...... پروفیسر حافظ عبدالرزاق صدیقی ٹرسٹ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"پاکستان میں عورت، ملّا، شوہر، ساس اور سُسر کے ظلم کا شکار ہے۔ خواتین کو ایک سازش کے تحت پس ماندہ رکھا گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں ان خواتین کی قابلیت اور ذہانت گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے سے ختم ہو جاتی ہے۔" ❶

ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ "ملّا" بے چارہ چار دیواریوں میں گھس کر عورت پر شوہر، ساس اور سسر سے بھی زیادہ مظالم ڈھا رہا ہے۔ گھر سے باہر نکلنے والی ایسی خواتین کی اپنی قابلیت کا عالم یہ ہے کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ چار دیواری میں رہنے کا حکم ملّا نے نہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ:

"وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ." (احزاب : ۳۳)

"اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔"

آگے سنیے! لندن کے ایک نائٹ کلب میں دو پاکستانی خواتین کے برہنہ رقص کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں انہی محترمہ کا کہنا ہے کہ "وہ دونوں باغی عورتیں ہیں ان کے باغی ہونے کی وجہ بھی ملّا اور ساس سسر ہیں۔" ❷

گویا ہر کردہ ناکردہ جرم کا مجرم بے چارہ ملّا ہی ہے۔ اس نہج پر مولوی کے خلاف پروپیگنڈہ مہم منظم طور پر چلائی گئی۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے علماء کے متعلق ذہن سازی کی جانے لگی، ٹی وی ڈراموں میں ڈاڑھی والے کردار بدمعاشوں اور غنڈوں کو دیے گئے، جب کہ شریف، اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے سنجیدہ اور اچھے کردار "کلین شیو" افراد کو دیے گئے۔ مزاحیہ خاکوں میں علما کا مذاق اڑایا گیا۔ ڈراموں میں ترکی ٹوپی جو کسی دور میں خلافت اور مرکزیّت کا شعار تھی، مزاحیہ کرداروں کو پہنا دی گئی۔ اس کی تائید پی ٹی وی کے بانی ڈائریکٹر ذوالفقار بخاری کی درج ذیل ہدایت سے ہوتی ہے جو انہوں نے ٹی وی سٹیشن کے قیام کے موقع پر اس کے کارپردازوں کو دی۔

"منافقت اور متضاد کردار کے لئے منفی ڈرامہ کرداروں کو ڈاڑھی لگائیے، مضحکہ خیز

---

❶ روزنامہ جنگ ۱۶ جنوری ۱۹۹۲ء

❷ روزنامہ جنگ ۱۶ فروری ۱۹۹۲ء

کرداروں اور یتیم العقل کرداروں کو مشرقی لباس پہنایئے۔ یہ یاد رکھیے کہ آپ کو اپنے تمام کرداروں اور اناؤنسروں کو وہ لباس پہنانا ہے جو ہمارے ترقی یافتہ معاشرے میں سو سال بعد رائج ہونا چاہیے جو ایک فیصد اوپر کے طبقہ میں رائج ہے۔" ❶

اپنی اس تقریر میں ذوالفقار بخاری نے ٹی وی کا مقصد بتاتے ہوئے کہا ہے:

"آپ کو معلوم ہے پاکستان کی ترقی کا سب سے بڑا دشمن ہمارا مذہبی طبقہ ہے جو سیاسی، دینی اور معاشرتی سطح پر ہر حکومت کے لئے راہ کا روڑا بن کر اُبھرا ہے۔ ہماری ہر حکومت کے لئے یہی عناصر ہمیشہ خطرہ کا باعث ہوا ہے۔ ٹیلی ویژن کا سب سے بڑا مقصد ان ملاؤں اور مذہبی جنونیوں کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ قوم اور پہلے متوسط طبقہ کو فرسودہ مذہبی تصورات سے آزاد کرائیں اور اس مقصد کو اس خوبی سے انجام دیں کہ لوگوں کو شعوری طور پر اس کا پتہ نہ چلے کہ آپ جدید نسلوں کو مذہبی جنونیوں اور ملاؤں سے اپنی معاشرت اور سیاست کو پاک کر دیں گے جو ہر حکومت کے لئے زوال کا باعث بن جاتے ہیں اور قومی آزاد خیالی کو چیلنج کرتے ہیں۔"

معاشرے کو مذہبی جنونیوں اور ملاؤں سے پاک کرنے کے اس مقصد کے لئے انتہائی شرمناک ہتھکنڈے اختیار کئے جاتے ہیں۔ انہیں قول و عمل میں تضاد کا شکار پیش کیا جاتا ہے۔ ان کے کردار پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے۔ امریکی خارجہ پالیسی ترتیب دینے والی ایک تنظیم "رانڈ کارپوریشن" نے اسلامی تحریکوں کے خلاف ایک منصوبہ میں درج ذیل نکتے پر خاص زور دیا ہے کہ:

"اسلامی تحریکوں کے قائد علما کے کردار ہر سطح پر مسخ کرنے کی کوشش کی جائے اور ان تحریکوں اور ان کے نظریات سے مخلص رہنماؤں اور علما کو پیچھے کر کے ان کی جگہ روشن خیال اور لبرل علما کو سامنے لایا جائے۔" ❷

قارئین کو یاد ہوگا کہ قومی اتحاد کے دور میں یہ غلط تصور غیر محسوس طور پر پھیلا دیا گیا کہ

---

❶ بحوالہ وڈیو جنریشن ص ۳۱

❷ ہفت روزہ چٹان - ۳۱ اگست ۱۹۹۴ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''پردہ'' جیسی اہم اور مستند دینی کتاب کے مصنف اور دینی جماعت کے سربراہ کی اپنی گھریلو خواتین پردہ نہیں کرتیں اور خوب فیشن کرتی ہیں۔''

۱۹۸۰ء کے عشرے میں اسمبلی میں نفاذِ شریعت کے علم بردار سرحد کے ایک عالمِ دین پر ایک فاحشہ عورت کو پیسے دے کر بہتان لگوایا گیا۔ اس نے اس لپیٹ میں نام لئے بغیر اور بھی کئی علما کو لیا لیکن اللہ کی شان کہ کچھ ہی عرصے بعد زنانِ مصر اور یوسف علیہ السّلام کے قصے کی طرح اس بہتان پرداز عورت ہی کے ذریعے اللہ نے موصوف کی برأت کروادی اور سازش منظرِ عام پر آ گئی۔

اس دور میں شاہی مسجد کے خطیب کا برطانوی شہزادی کے ساتھ سکینڈل بنا دیا گیا۔ اس گھناؤنی مہم کا ایک اور پہلو اس وقت سامنے آیا جب ایک معروف دینی گھرانے کی لڑکی کی فکر اغوا کر کے اسے والدین کے خلاف بغاوت پر اکسایا گیا۔ اس مقدمے کو ملکی ذرائع ابلاغ نے خوب اچھالا۔ لڑکی کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ یہ خبریں بھی آئیں کہ مذکورہ لڑکی کے گھر کی عورتیں جینز پہنتی ہیں اور یہ خود آکسفورڈ کی تعلیم یافتہ ہے۔ اس جھوٹے پروپیگنڈے کا مقصد یقیناً اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ لوگوں میں یہ تصور عام کیا جائے کہ مولوی دوسروں کو تو منع کرتے ہیں اور خود سب کچھ کرتے ہیں، نیز یہ کہ مولوی انتہائی ظالم اور سنگ دل ہیں جو اپنی لڑکیوں پر متشددانہ پابندیاں عائد کرتے ہیں۔

علما کے مخالف مہم کا ایک اور پہلو بناوٹی علما تیار کرنا ہے۔ برطانیہ کے مشہور جریدے ''گارڈین'' کے مطابق برطانیہ کے کسی جنگل میں ایک دینی درس گاہ قائم کی گئی ہے، جسے دیکھنے کی ہر کسی کو اجازت نہیں۔ یہاں عیسائی اور یہودی مبلّغین کو قرآن پاک کی قرأت، تفسیر، احادیث، مسلمان ممالک کی زبانیں، غرض دینی علوم سکھائے جاتے ہیں۔ تعلیم مکمل ہونے کے بعد انہیں مسلمان ممالک میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جہاں یہ بغیر تنخواہ کے مساجد میں بطور مؤذن یا امام کا کام کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اسلامی مسائل کا جواب ایسے شافی انداز میں دیتے ہیں کہ کسی کو ان کے بہروپیے ہونے کا شک بھی نہیں ہوتا۔ ان کا دعویٰ ہوتا ہے کہ یہ جامعہ ازہر یا کسی اور معروف دینی ادارے کے فارغ التحصیل ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور برطانیہ میں اسلامی ادارے نہ ہونے کی وجہ سے یہاں آگئے ہیں۔ جس ملک میں انہیں بھیجنا مقصود ہو وہاں کی ثقافت اور رہن سہن کی خاص تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ اپنے علاقے میں اثر ورسوخ حاصل کرنے کے بعد کئی اختلافی مسائل کو اچھال کر مسلمانوں میں خون خرابہ کروادیتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

اخبار نے مشرقِ وسطیٰ میں پادریوں کے سالانہ اجلاس میں ZAVYAR نامی ایک پادری کی تقریر کا حوالہ دیا ہے، جس کا کہنا ہے کہ "ہم مسلمانوں سے مناظرے میں نہیں جیت سکتے۔ لہٰذا ہم نے اب مناظرہ چھوڑ کر مسلمانوں کو آپس میں لڑانا شروع کیا ہے۔" ❶

پاکستان میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کا بڑھتا ہوا رجحان اس کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہے۔ یاد رہے کہ امریکہ کی قومی سلامتی کونسل N.S.O میں مسلمانوں کے متعلق جو خفیہ سکیم بنائی اس کا بھی ایک عام پہلو یہی تھا کہ علماء کو روئے عامر پر اثر انداز ہونے کے لئے ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے کے مواقع نہ دیئے جائیں۔ ❷

یہی بناوٹی مولوی اسلام کے متعلق شکوک وشبہات پھیلا کر مسلمانوں کا اسلام پر اعتماد ختم کر دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ پی ٹی وی کے پہلے ڈائریکٹر ذوالفقار علی بخاری کا منصوبہ بھی یہی تھا۔ ملاحظہ ہو:

"میں آپ میں سے ہر لکھنے والے کو اپنے پروگراموں کے معاوضے کے علاوہ دو سو روپے ماہوار الگ دوں گا جو عربی پڑھے گا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ٹی وی اور ریڈیو سے ایسے افراد کو بحیثیت عالمِ دین اور جدید مفکر پیش کر سکیں اور ان تمام ملاؤں کے اثرات دور کر سکیں۔ جو مذہب کے ٹھیکے دار بنے ہوئے ہیں اور جنہیں ہم طوعاً وکرہاً پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ آپ کو مذہب کی خرافات سے معاشرہ کو نجات دلانے کا کام کرنا ہے، اور اسی لئے ہم اس ادارے کے ذریعے بالکل جدید ذہنوں کو آگے لانا چاہتے ہیں۔ میڈیا کے ساتھ نئے

---

❶ بحوالہ روزنامہ خبریں - اپریل ۱۹۹۵ء

❷ بحوالہ ہفت روزہ تکبیر ۲۰۱۶ نومبر ۱۹۹۴ء (ص:۱۶)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ذہنوں کو نہ صرف فرسودہ اور مردہ تصوارات سے نجات دلانے کے لئے استعمال کیا جائے گا بلکہ ان کو پوری قوم کے محسوسات اور طرزِ فکر کو بدلنا ہوگا۔" ❶

دیکھا گیا ہے کہ ٹی وی کے اپنے چند خاص "مولوی ذوالفقار بخاری" کی اس "دور اندیشی اور منصوبہ بندی" کا شاہکار ہوتے ہیں۔ جن کا مقصد اسلامی قانونِ دیت، قانونِ شہادت وغیرہ پر اعتراض، رقص و موسیقی جیسے منکرات کو تفریح کے نام پر مباح قرار دینا، مساواتِ مرد و زن کے مغربی تصور، خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام سے متصادم دیگر جدید نظریات کو اسلامی نصوص میں کتر بیونت کرکے اسلام کے مطابق قرار دینا ہوتا ہے۔

یوں بقول ذوالفقار علی بخاری وہ اسلام کے مردہ اور فرسودہ تصورات میں (نعوذ باللہ) طاغوتی جدیدیت کی روح پھونکنے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ان مولویوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ عوام کا ان سے اوّلین تعارف ٹی وی کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔

❶ بحوالہ ویڈیو جنریشن ص ۳۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com

علما کی آڑ میں دین کی مخالفت

شیطان کے لئے مسلمانوں سے اسلام کی بلا واسطہ مخالفت کروانا ایک ناممکن امر تھا، اسے ممکن بنانے کے لئے "ملائیت" "ملّا ازم" اور "ملائے اسلام" کی اصطلاحیں وضع کر ی گئیں۔ اسلام کے مسلّمہ اصولوں کو "ملّا کا اسلام" قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف ہرزہ سرائی آسان ہوگئی۔

درج ذیل بیانات ملاحظہ ہوں:

"توہینِ رسالت کی سزا سے متعلق تعزیراتِ پاکستان میں ترمیم کا مقصد ملک کو تھیوکریسی کی طرف لے جانے کی ایک کوشش ہے۔" (بے نظیر)

یاد رہے کہ توہینِ رسالت پر سزا "اسلامی قانون" کا ایک اہم رکن ہے۔

"جس میں جمہوریت شامل ہے ہم اس اسلام کے پیروکار ہیں، ملّا کے اسلام میں جمہوریت نہیں۔" ❶

گویا اسلام کی بھی کئی قسمیں ہوگئیں۔ جمہوری اسلام، ملّا کا اسلام، سوشلسٹ اسلام، لبرل اسلام، حالانکہ اسلام انسانوں کے وضع کردہ نظریات کا معجونِ مرکب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دین خالص ہے جس میں جمہوریت یا کسی اور نظریہ کی ملاوٹ کی گنجائش نہیں، اس کا اعلان ہے کہ:

"اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ." (زمر : ۳)

"خبردار اللہ ہی کے لئے خالص دین ہے۔"

---

❶ ایک معروف صحافی "نوائے وقت" ۱۹ دسمبر ۱۹۹۱ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھر مولوی کا اسلام کیا ہوا؟

''حدود آرڈی ننس خواتین کو پس ماندہ رکھنے کے لئے ملاّ کی ایک گہری سازش ہے۔'' ❶

یاد رہے کہ حدود آرڈی ننس کی دفعات قرآن پاک کی سورۂ نور اور کتب احادیث کی نصوص ہی پر مشتمل ہیں۔ حدِّ قذف، حدِّ رجم کسی ملاّ نے نہیں، اللہ نے عورتوں کی عصمت کے تحفظ کے لئے مقرر کی ہے۔

پی پی کلچرل ونگ کے زیرِ اہتمام ''پاکستان میں تعلیمی انحطاط کے اسباب'' پر مذاکرہ میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے ایک (بزعمِ خود) دانشور نے کہا:

''ہم ملاں کی وکٹ پر نہیں بلکہ ذوالفقار علی بھٹو کی وکٹ پر کھیلیں گے کیونکہ ہم سیکولر ہیں۔'' ❷

سیکولرازم نام ہی تمام مذہبی حد بندیوں سے آزادی کا ہے۔ جس میں اسلام بھی شامل ہے۔ گویا یہاں بھی ''ملاّ'' کو اسلام کے ہم معنیٰ استعمال کیا گیا۔

ٹی وی کی ایک معروف شخصیت سے مولوی کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب ملا: ''ڈش انٹینا ہماری گردنوں پر آ گیا ہے۔ ۸۴۰۰ روپے کا ہو گیا ہے۔ گھروں میں عام ہو رہا ہے لیکن ہمارے مولوی ابھی تک بکھیڑوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ کہاں رہ رہے ہیں، تاریخ کی گھڑی مڑتی نہیں، چاہے موڑے جائیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم اچھے مسلمان تھے مگر آج ہم سب سے گئے گزرے ہیں۔ مولوی فتویٰ دے دیتا ہے کہ ''تو کافر ہے اور تو مسلمان'' اسلام کا نام لے کر بعض مولوی اور سیاست دان عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ گمراہ کرتے ہیں، ہمیں صبر کی تلقین کی جاتی ہے کہ یہاں دکھ سکھ سہہ لو، دوسرے جہاں میں تمہیں حور ملے گی۔ نہریں بھی اور جنت بھی۔ ہمیں آج تک وعدۂ حور سے بہلایا جاتا ہے اور ہم بہل

---

❶ روزنامہ جنگ ۱۶ فروری ۱۹۹۲ء

❷ روزنامہ جنگ ۱۹ مئی ۱۹۹۲

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جاتے ہیں۔'' ❶

بیان کی بے ربطگی مولویوں کے خلاف ذہن میں اُبلنے والے جوش وخروش کی غماز ہے۔ اس رَو میں بہتے ہوئے جنت اور حور وقصور پر بھی طنز کر دی گئی۔ حالانکہ یہ وعدہ مولوی کا نہیں، اللہ تعالیٰ کا ہے اور پورا قرآن پاک اس پر گواہ ہے۔ اس بیان سے ترکی کے مصطفیٰ کمال کا یہ بیان ذہن میں تازہ ہو گیا کہ:

''مذہبی لوگوں کا کہنا ہے کہ ''خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں''۔ کیا ان مذہبی لوگوں کو ابھی تک برقی طاقت کی اطلاع نہیں جو بہت تیزی سے کام کرتی ہے۔'' ❷

گویا شیطان کی طرف سے ''فکری اغوا'' کے لئے بچھایا گیا جال مشرق ومغرب میں ایک ہی طرز کا ہے۔

ایک اداکارہ کا کہنا ہے:-

''ٹیلی ویژن پر عریانی اور فحاشی کا الزام سراسر غلط ہے۔ محض سر سے دوپٹہ اتار دینا عریانی نہیں...... مارشل لا کے دور میں جو کلچر ہم پر مسلط کیا گیا تھا، وہ ہمارا کلچر نہیں ہے۔ کچھ مولوی حضرات اس چیز کو مسئلہ بنائے ہوئے ہیں۔ انہیں معاشرے کو درپیش دوسرے مسائل نظر نہیں آرہے۔ رقص وموسیقی ہمارے کلچر کا حصہ ہیں۔ میں ٹیلی ویژن کو ورلڈ کپ کے موقع پر کلچرل پروگرام کروانے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ محض چند داڑھی والے آکر بدتمیزی کرتے ہیں، اسمبلیوں میں ٹھڈے مارے جاتے ہیں۔ الیکشن میں عوام انہیں رد کرتے ہیں۔ محض غیر ملکیوں کی پُشت پناہی کی وجہ سے یہ لوگ اس قدر طاقت ور ہو گئے ہیں۔'' ❸

عہدِ نبوی ﷺ میں اسلام کے خلاف ایسے پر جوش غیظ وغضب کے کافرانہ مظاہرے پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا:

---

❶ نعیم بخاری، جنگ ۲۶ جون ۱۹۹۲ء

❷ اتاترک عرفان اور گا، ص ۳۳۷، بحوالہ مسلم ممالک میں کشمکش، ابوالحسن ندوی ص ۳۷

❸ مدیحہ گوہر۔ روزنامہ جنگ ۲۲ مارچ ۱۹۹۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيَاتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

نیز فرمایا: عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۔ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔" (آل عمران : ۱۱۸ تا ۱۱۹)

"ان کی عداوت تو ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ (خطرناک) ہے، اگر تم عقل مند ہو تو ہم نے تمہارے لئے آیات بیان کر دیں۔

وہ تم پر مارے غصے کے انگلیاں چباتے ہیں۔ کہہ دو کہ اپنے غصے ہی میں مر جاؤ! اللہ تعالیٰ دلوں کے راز بخوبی جانتا ہے۔"

یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ آج کے دور میں صرف مسلمانوں ہی کی غیرت اتنی گہری نیند سوئی ہوئی ہے کہ اپنے مذہبی رہنماؤں کے خلاف ہرزہ سرائی پر بھی جاگتی نہیں۔ ورنہ کسی عیسائی، ہندو، پارسی، سکھ یا یہودی رہنما کے خلاف کوئی بات کر کے تو دیکھے۔ ان مذاہب کے عوام تو عوام حکمران تک آسمان سر پر اٹھا لیں گے اور اسے اس کے انجام سے ہم کنار کر کے دم لیں گے۔

حد تو یہ ہے کہ لندن کے مشہور ہائیڈ پارک میں بھی جہاں آزادیِ اظہارِ رائے کا ہر کسی کو پورا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ ملکہ اور پوپ کے خلاف کچھ کہنے کی قطعاً اجازت نہیں۔

علما پر مظالم:

معاملہ علماء کے خلاف عناد اور غیظ و غضب تک ہی محدود نہیں بلکہ بیشتر مسلمان ممالک میں انہیں لرزہ خیز مظالم کا بھی نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مشتے از خروارے کے مصداق چند مثالیں پیش ہیں:

"صومال جو بظاہر مسلمانوں ہی کا ملک ہے وہاں علماء کی ایک جماعت صرف اس لئے زندہ جلا دی گئی کہ انہوں نے بعض ایسے سرکاری احکام کی مخالفت کی تھی جو قرآنی نصوص

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور اسلامی مسلمات سے ٹکراتے تھے، جیسے ترکی میں مرد وزن کی مساوات اور عورتوں کا حقِ طلاق وغیرہ۔'' ❶

''سینی گال 98% مسلم اکثریت کا افریقی ملک ہے۔ اس کی حکومت نے اسلامی تحریک ''المسترشدین والمسترشدات'' پر پابندی لگادی اور اس کے قائد، فلسفہ کے پروفیسر مصطفیٰ اسمائی کو ۱۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو امنِ عامہ کے لئے خطرہ بننے کے جرم میں ایک سال قید کی سزادی گئی۔'' ❷

ملائشیا میں ۱۹۸۵ء کے اواخر میں ایک شعلہ بیان خطیب کو گرفتار کر کے پولیس نے ان کی قیام گاہ کو محاصرے میں لے کر گولی چلادی۔ جس سے خطیب سمیت متعدد افراد شہید ہو گئے۔

اسلامی پارٹی کے ایک لیڈر ''عبدالرحمٰن حسن'' کا اس لئے چالان کیا گیا کہ انہوں نے ایک مقام پر حکومت کی اجازت کے بغیر نماز پڑھائی تھی۔ ❸

یاد رہے کہ ملائشیا میں صرف حکومت کے نامزد کردہ علما ہی کو نماز اور جمعہ پڑھانے کی اجازت ہے۔ وہاں ہی کی ایک اسلامی پارٹی کے معروف عالمِ دین ''ہادی ادانگ'' کی تقاریر عوام میں دینی جذبوں کی بیداری کا سبب بن رہی تھیں۔ وہ پہلے اسلام کی صحیح دعوت قرآن وحدیث سے بیان کرتے ہیں اور پھر بتاتے ہیں کہ حکمران پارٹی کہاں کہاں اسلامی تعلیمات سے روگرداں ہے۔ ان کی تقاریر کا اثر زائل کرنے کے لئے حکمران پارٹی نے ایک سرکلر جاری کیا کہ ملک کے تمام اچھے مقرروں کی فہرست ارسال کی جائے تاکہ پارٹی ان کی تقاریر کی کیسٹیں تیار کرے، لیکن جو بات اسلامی پارٹی کی کیسٹوں میں تھی وہ ان میں پیدا نہ ہو سکی۔ چنانچہ یہ پروگرام ناکام ہو گیا۔

---

❶ بحوالہ مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش، (ص : ۲۱۷)

❷ ہفت روزہ ایشیا: اپریل ۱۹۹۴ء

❸ بحوالہ سابق ۲۵ مئی ۱۹۸۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس واقعے سے ذہن میں بے اختیار موسیٰ علیہ السّلام کا واقعہ آجاتا ہے کہ ان کے الٰہی معجزے کا اثر زائل کرنے کے لئے فرعون نے بھی اسی طرح جادوگروں کو اکٹھا کیا تھا، لیکن:

''وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ۔ ''(المؤمن : ۲۵)

''کافروں کی چال اکارت ہی جاتی ہے۔''

ترکی میں سیکولرسٹوں نے علماء پر جو لرزہ خیز مظالم کیے ان کے متعلق مصطفیٰ کمال کا سوانح نگار عرفان اورگا لکھتا ہے:

''مذہبی حلقہ کے افراد جنہوں نے لوگوں میں جوش پیدا کیا یا تو پھانسی چڑھا دیے گئے یا روپوش ہونے پر مجبور ہوگئے، کہیں رحم و رعایت سے کام نہیں لیا گیا۔'' ❶

مارچ ۱۹۲۵ء کو کردوں نے اس کے خلاف بغاوت کی۔ ان کے لیڈر شیخ سعید نے علی الاعلان کہا:

''انقرہ کی کافر جمہوریہ مردہ باد، سلطان ترکی زندہ باد، خلیفۃ المسلمین زندہ باد۔ مصطفیٰ کمال نے سب کو پھانسی دے دی شیخ سعید نے سزا دینے والے ٹریبونل کے صدر سے کہا۔ مجھے تم سے کوئی نفرت نہیں۔ تم اور تمہارے آقا اللہ کے مغضوب ہو، ہم لوگ فیصلہ کے دن (قیامت کے روز) سب سے بڑے جج (اللہ تعالیٰ) کے سامنے ایک دوسرے کا حساب چکائیں گے۔ ٹریبونل کا صدر مسکرایا، وہ گنجا علی کے نام سے مشہور تھا۔ یہ شخص بدعقیدہ، بد کردار اور کٹر قسم کا مادہ پرست تھا۔ پھانسی پر لٹکے ہوئے شیخ کی زندگی جب ختم ہونے والی تھی تو علی نے حقارت آمیز لہجے میں کہا ''فیصلہ کے دن؟'' اس کے بعد اس نے مصطفیٰ کمال کو تار دیا کہ ''شیخ مرگیا، بغاوت کچل دی گئی۔'' ❷

مصطفیٰ کمال کے بعد بھی علماء کے ساتھ معاندانہ سلوک میں کمی نہیں آئی۔ ترکی کی سیکورٹی پولیس کے سربراہ نے ترکی جریدے ''ملت'' کو انٹرویو میں واشگاف انداز میں کہا:

---

❶ بحوالہ مسلم ممالک میں اسلام اور شریعت کی کشمکش ص ۷۹

❷ ص ۲۲۴، گرے وولف از آر۔ ایچ۔ سی آرسٹرانگ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''کہ ہم مذہبی تنظیموں پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟ اور کہاں جاتے ہیں؟ وہ ہمارے قابو سے باہر نہیں ہیں۔ ہمیں جب بھی ضرورت پڑی انہیں پکڑ سکتے ہیں۔'' ❶

انڈونیشا میں بھی علماء کا استحصال جاری ہے۔ سابق صدر سوہارتو نے پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا جس کی رو سے کوئی انجمن یا ادارہ ''پنج شیلا'' کے بغیر کسی اور مقصد کو اپنا نصب العین نہیں قرار دے سکتا۔ اس کی زد اسلام پر بھی پڑتی ہے۔ تمام مسلم دینی جماعتوں نے احتجاج کیا کہ وہ اسلام کو پنج شیلا سے نہیں بدل سکتے۔ ایک مسلم پارٹی نے صدر کے نام خط میں لکھا کہ ''اگر مسلمانوں کو اسلام کی بنیاد پر ادارے بنانے سے روک دیا گیا تو اسلام اجتماعی زندگی سے نکل کر محدود انفرادی اور نجی زندگی تک محدود رہ جائے گا لیکن اسلام انفرادی زندگی تک محدود رہنے نہیں آیا۔''

حکومتی رویئے کے خلاف ایک مولوی صاحب مسجد میں تقریر کر رہے تھے۔ دو فوجیوں نے وہاں سے گزرتے ہوئے سنا تو بوٹوں سمیت مسجد میں گھس آئے۔ نمازیوں نے فوجیوں کو دھکے دے کر مسجد سے باہر نکالا اور مطالبہ کیا کہ اپنی اس گستاخی پر معافی مانگیں۔ لیکن فوجیوں نے معافی مانگنے کی بجائے قریبی چھاؤنی میں اطلاع دے دی۔ فوراً ہی فوج کا ایک دستہ آ گیا۔ جس نے نمازیوں پر فائر کھول دیا۔ ۲۰ افراد شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ اس واقعے پر عوام میں غم و غصہ پھیل گیا۔ پچاس ممتاز افراد نے حکومت کو احتجاجی خط لکھا تو حکومت نے ان سب افراد کی گرفتاری کا حکم دے دیا، جن کے اس پر دستخط تھے۔ گرفتار شدگان سے بدتمیزی اور ان پر تشدد کیا گیا۔ حالانکہ یہ تمام چوٹی کے شہری تھے جن میں جرنیل، جج، پروفیسر، ڈاکٹر، انجینئر اور جنرل ڈارسونو بھی شامل تھے جو فوج میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، خط لکھنے کے جرم میں انہیں دس برس قید کی سزا سنائی گئی۔ حاجی فتوای (ایک معروف انڈونیشی عالم) کو گرفتاری کے بعد مارا پیٹا گیا۔ جمعے کے

---

❶ ایشیا ۲۰ فروری ۱۹۸۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دن نماز ادا کرنے کی اجازت نہ دی گئی اور انہیں ۱۸ سال قید کی سزا سنائی گئی۔'' ❶

۱۹۸۷ء میں ۱۵۰ اسلامی کارکن گرفتار کیے گئے۔ پھر ان کا کچھ پتہ نہ چلا کہ انہیں زمین کھا گئی یا آسمان؟ ان کا جرم حسبِ ذیل تھا:

''حکومت کی غیر اسلامی روش پر تنقید، تبلیغِ دین اور حکومت کی مخالفت کے باوجود جلسے کرنا۔ انڈونیشی پولیس اسلامی نظام کا نفاذ چاہنے والے تمام کارکنوں کی تلاش میں ہے۔'' ❷

''ادھر لیبیا میں الاخوان المسلمون سے تعلق رکھنے والے دو طالب علموں کو یونیورسٹی کیمپس میں اس جرم میں پھانسی دے دی گئی کہ وہ برسرِ عام اسلامی احکام پر عمل کرتے اور دوسروں کو دین کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یونیورسٹی کے دروازے بند کر کے طالب علموں کو مجبور کیا گیا کہ وہ یہ منظر بچشم خود دیکھیں۔ اس واقعے کی چشم دید رپورٹ فرانس کے روزنامے ''لی مانڈ'' نے دی'' ❸

مصر میں الاخوان المسلمون پر ڈھائے گئے لرزہ خیز مظالم تو اب ایک عبرت ناک مثال بن چکے ہیں۔ اس ضمن میں عورتوں کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ ہزاروں افراد مصری جیلوں میں اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کرنے کی جرم کے پاداش میں تعذیب کا نشانہ بنائے گئے۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد سرحد کے عالمِ دین مولانا شائستہ گل کو اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کرنے پر جلاوطن کر دیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں اسی جرم کی بنا پر جماعتِ اسلامی کے بانی مولانا مودودیؒ اور دیگر کئی علما سیفٹی ایکٹ کے تحت پابندِ سلاسل کر دیے گئے۔ ختمِ نبوت کے مسئلے پر بھی قادیانیوں کی تکفیر کا فتویٰ دینے والے علما کو سزائے موت سنا دی گئی۔

''تیونس، مراکش، مصر، شام، کسی جگہ بھی علماء حکومت کے خلاف دم نہیں مار سکتے۔ محکمہ اوقاف نے سب کو باندھ رکھا ہے ایک پاکستان ایسا ملک ہے کہ حکومت کچھ کرتی ہے تو

---

❶ بحوالہ ہفت روزہ ایشیاء ۱۴ ستمبر ۱۹۸۶ء

❷ بحوالہ سابق ۔ نومبر ۱۹۸۷ء

❸ ایشیا : ۱۵ مارچ ۱۹۸۷ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کراچی سے پشاور تک علماء اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر دیتے ہیں اور ملک میں ایک ہل چل پیدا ہو جاتی ہے۔ تم "مصر جاؤ اور وہاں جا کر جائزہ لو کہ حکومت مصر نے کس ترکیب سے علماء کو باندھ رکھا ہے۔" پاکستان میں بھی علماء کو پابند کرنے کے لئے ایک خاص منصوبہ بنا کر ایوب خان نے نور الحق سابق ڈین اسلامیہ کالج پشاور کو کہا۔ ❶

عالمِ اسلام میں علماء کی یہ حالت زار قابلِ ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عدالتِ عالیہ نے علماء کا استحصال کرنے والوں کے لئے یہ سزا سنائی ہے۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ O اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ O" (آل عمران:۲۱،۲۲)

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات سے کفر کرتے ہیں اور نبیوں کو اور جو لوگ عدل و انصاف کی بات کہیں انہیں بھی ناحق قتل کر ڈالتے ہیں تو (اے نبی ﷺ) انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے۔ ان کے اعمال دنیا و آخرت میں غارت ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔"

❀❀❀❀❀

---

❶ بحوالہ الاعتصام۔ ۱۰ مئی ۱۹۸۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دینی مدارس کے خلاف محاذ

علما کی طرح ان کے زیرِ انتظام دینی مدارس بھی فکری اغواگروں کی راہ میں سنگِ گراں کی طرح حائل ہیں۔ مسلمانوں میں دینی شعور بیدار رکھنے والی یہ شمعیں ان کے سیاہ ارادوں کی تکمیل میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ انہی مدارس نے عالمِ اسلام میں فارابی، بوعلی سینا، خوارزمی، جابر بن حیان جیسے ہزاروں ایسے نامور اہلِ علم پیدا کیے جنہوں نے دنیا کی تاریخ کا دھارا بدل دیا۔ انہوں نے دین کی حفاظت کا فریضہ ایسے حالات میں انجام دیا۔ جب حکومتیں دین کے چراغ کو اپنی مذموم سیاستوں سے بجھانے میں مصروف تھیں۔ مسلمانوں کے تعلیمی نظام میں کبھی بھی دین و دنیا کی دوئی کا کوئی تصور نہیں رہا۔

بقول اقبال

دوئی ملک و دیں کے لئے نامرادی
دوئی چشمِ تہذیب کی نابصیری

مغلیہ دور کے اواخر تک کچھ تبدیلیاں آجانے کے باوجود یہ ایسا اعلیٰ معیار کا تعلیمی نظام تھا کہ انگریز بھی اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے کہ:

''دنیا میں ایسی قومیں بہت کم ہوں گی جن میں تعلیم اس قدر عام ہے جس قدر ہندوستان کے مسلمانوں میں تھی۔ ان میں جو کوئی بیس (20) روپے ماہوار کا ملازم ہوتا ہے وہ اپنے لڑکوں کو اسی طرح کی تعلیم دیتا ہے جس طرح ایک وزیرِ اعظم اپنی اولاد کو، اور جو علوم ہمارے بچے لاطینی اور یونانی زبانوں میں اپنے کالجوں میں حاصل کرتے ہیں وہی یہ لوگ عربی اور فارسی زبانوں میں سیکھتے ہیں۔ اور سات سال بعد طالبِ علم اپنے سر پر جو آکسفورڈ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے فارغ التحصیل طالب علم کی طرح علم سے بھرا ہوا ہوتا ہے دستارِ فضلیت باندھتا ہے اور اس طرح روانی سے سقراط، ارسطو، افلاطون اور بوعلی سینا پر گفتگو کر سکتا ہے جس طرح آکسفورڈ کا ایک طالب علم''۔ ❶

اس نظامِ تعلیم نے مسلمانوں کو جہاں بانی اور جہاں گیری کے گُر سکھائے۔ بقول ڈاکٹر ہنٹر (جو ایک انتہائی متعصب انگریز ہے)

''مسلمان اس طریقۂ تعلیم سے اعلیٰ قابلیت اور دنیاوی برتری حاصل کرتے تھے'' ❷

ہندوستان پر قبضہ کرنے کے بعد اسے برقرار رکھنے کے لئے دنیاوی برتری اور اعلیٰ قابلیت کے ضامن تعلیمی نظام پر ضربِ کاری لگانا ایک ضروری امر سمجھا گیا۔ دینی مدارس کی زبان فارسی کی حیثیت ختم کر دی گئی۔ ان مدارس کے فارغ التحصیل افراد پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گئے۔

دینی مدارس کا خوف فکری اغواگروں کے رگ وپے میں سرایت کر چکا ہے۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ ان کی شوکت وسطوتِ پارینہ سے خوفزدہ ہیں۔

چار پانچ سال قبل امریکہ کی قومی سلامتی کونسل نے ایک خفیہ مسلمان مخالف منصوبے میں اس عزم کا اظہار کیا ہے:

''تعلیم اور ابلاغ کے ذریعوں سے اسلام پسند عناصر کو عوام پر اثر انداز ہونے کی اجازت ہرگز نہیں دی جانی چاہیے، صرف یہی وہ راستہ ہے جس کے ذریعے اسلام پسند عناصر کو عامۃ الناس پر اثر انداز ہونے سے روکا جا سکتا ہے'' ❸

ایک جرمن ہفت روزہ ڈیٹ سائٹ نے پاکستانی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''یوں لگتا ہے کہ محض لوگوں پر اسلام پسندوں کا جادو چلنے لگا ہے اور یہ احساس عام ہے کہ کمیونزم کے زوال کے بعد مغرب نے اپنی نفرتوں کا رخ اسلام کی طرف موڑ دیا ہے اور

---

❶ بحوالہ تاریخ التعلیم اکرم قریشی

❷ ہمارے ہندستانی مسلمان

❸ بحوالہ ہفت روزہ تکبیر ۱۰ نومبر ۱۹۹۴

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس نے لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو اپنے مذہب کا دفاع کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس کا نتیجہ مختصر عرصہ میں زمین سے اُگنے والی کھمبیوں کی طرح عربی مدارس کا وجود ہے حکومتی حلقوں نے اپنی بیخ کنی کا سامان خود ہی ان مدرسوں کو فراہم کر دیا ہے۔'' ❶

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم

فکری اغواگروں نے دینی مدارس کے اثرات سے مسلمانوں کو ''محفوظ'' رکھنے کے لئے ایک متبادل تعلیمی نظام کا جال پھیلا دیا۔

انگریزوں کے دور میں مدراس کے گورنر ''سر چارلس ٹریولین'' نے ایک بیان میں کہا:

''مسلمانوں کا نظامِ تعلیم طاقت، فخر و مباہات اور جوشِ عزائم پر مبنی ہے۔ ان کا یقین ہے کہ یہ کرۂ ارض مومنین کی میراث ہے۔ ان کے علاوہ سب کافر اور غاصب ہیں۔ تمام ملک باختیارِ الٰہی مسلمانوں کے ملک ہیں۔ یورپی تعلیمی مراکز کے ذریعے صرف یورپی تصورات سے ان کو گرما کر ہی یہ ممکن ہے کہ ان کے قومی نظریات کو ایک نیا رُخ دیا جا سکے۔ باوجودیکہ اسلام ایک سخت مذہب ہے پھر بھی وہ نوجوان جس نے انگریزی تعلیم پائی ہے بہت ہی مختلف طرز کا انسان ہے جس میں اشتعال پذیر مذہبی جذباتِ جہاد و شہادت عنقا ہو جاتے ہیں۔'' ❷

غالباً اقبال نے اسی پر کہا ہوگا۔

سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہتر
ہوتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر
تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اسے پھیر

---

❶ روزنامہ نوائے وقت، ۳۱ مارچ ۱۹۹۶ء

❷ نوائے وقت ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

فکری اغواگروں کا تعلیمی منصوبہ یہ تھا کہ ''ہمیں اس وقت ایک ایسا طبقہ پیدا کرنے کی سعی کرنی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی ہو مگر ذوق، طرزِ فکر، اخلاق اور فہم وفراست کے نقطۂ نظر سے انگریز'' ❶

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ منصوبہ بڑی حد تک کامیاب رہا۔ تعلیمی تیزاب نے مسلمانوں کی اسلامی روح پگھلا دی۔ اور ان کی فکر کو غیر اسلامی تہذیب کا بپتسمہ دے دیا۔ چنانچہ اب ان کے اعمال وکردار دین بیزار اور مغربی تہذیب کے علم بردار ہیں۔ اپنی اس کامیابی کا اظہار کرتے ہوئے معروف مستشرق آر بی گب کہتا ہے:

''اب اسلام کا اثر ونفوذ چند ایک مذہبی رسوم وتقریبات تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس قدر ہوشیاری، حکمت اور تدبیر سے تدریجی طور پر ہوا کہ مسلمانوں کو اس کی کانوں کان خبر تک نہیں ہوئی۔ یہ سب نتیجہ ہے ہماری تعلیمی پالیسی یا جدّ وجہد کا جو ہم نے عالمِ اسلام کے اندر لادینی نظامِ تعلیم اور لادین تہذیب وثقافت کو رواج دینے کے لئے مسلسل برپا کر رکھی ہے''۔ ❷

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ہے فقط ایک سازش دین ومروت کے خلاف

ایسے ہی خیالات کا اظہار ''کرومر'' نے مصر کے متعلق کیا ہے:

''مصری معاشرہ تیزی کے ساتھ تغیر پذیر ہے جس کا فطری نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے افراد کی ایک جماعت پیدا ہو گئی ہے جو مسلمان ہیں تو اسلامی تہذیب سے عاری، یورپین ہیں تو شکستہ (کمزور اور یورپی صفات سے بھی معرا) یورپ کا اثر یافتہ مصری بسا اوقات برائے نام تو

---

❶ میکالے، برصغیر میں انگریزی نظامِ تعلیم کا منصوبہ ساز) (میکالے کا نظامِ تعلیم ص ۷۷

❷ بحوالہ رواداری اور مغرب: ص ۲۹۳

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلمان رہتا ہے لیکن فی الحقیقت وہ منکرِ الٰہیات ہوتا ہے۔ اس کے اور الازہر کے ایک عالم کے درمیان اتنی ہی بڑی خلیج حائل ہوتی ہے جتنی کہ ایک عالم اور یورپین کے درمیان۔"

"سچ تو یہ ہے کہ تعلیمی چکی سے گزر کر نوجوان مصری اپنی اسلامیت یا کم از کم اس کا بہترین جزو ہی کھو بیٹھتا ہے، وہ اپنے مذہب کے بنیادی عقائد کھو بیٹھتا ہے۔ اس کو یہ یقین نہیں رہتا کہ میں ہمہ وقت اپنے خالق کے سامنے ہوں۔ جس کے سامنے کبھی نہ کبھی اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ لیکن وہ اب بھی اسلامی زندگی کے ان حصوں سے مستفید ہوتا رہتا ہے جو اس کی اخلاقی کمزوریوں کو برداشت کر سکتے ہیں۔ اور جو معاملاتِ زندگی میں اس کے مفاد اور سہولتوں سے مطابقت رکھتے ہیں۔ لیکن اسلامیت سے دور ہو کر تعلیم یافتہ مصری بہ مشکل ہی عیسائیت کی طرف مائل ہوتا ہے۔"

گویا ایسے مسلمان نہ تو پورے مسلمان ہوتے ہیں اور نہ ہی پورے کافر۔ اس مرض کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں کیا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ج فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ج وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ج خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ (الحج: ۱۱)

"لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کی بندگی (کفر و اسلام کے) کنارے پر کرتے ہیں۔ اگر اسے کوئی دنیاوی فائدہ پہنچے تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی آزمائش آجائے تو منہ کے بل پلٹ جاتا ہے (یعنی کافر ہو جاتا ہے) اس نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی تو نقصانِ صریح ہے۔"

فکری اغواگر یہ حقیقت بخوبی جانتے ہیں کہ ان کے تعلیمی نظام کا سو فیصد کامیاب نتیجہ صرف اسی صورت میں نکل سکتا ہے کہ دینی مدارس کا خاتمہ کر دیا جائے یا پھر کم از کم انہیں غیر مؤثر بنایا جا سکے۔

اس مقصد کے لئے اوّلین مرحلے پر ان کے خلاف پروپیگنڈہ محاذ قائم کیا گیا جس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے نمایاں پہلو یہ ہیں:

دینی مدارس فرقہ واریت پھیلاتے ہیں

درس گاہِ صفہ سے لے کر انگریزوں کے دور تک کی تاریخ گواہ ہے کہ دینی مدارس فرقہ واریت سے ہر طرح پاک رہے۔ انہیں اس زہر سے آلودہ کرنے کا ''کارنامہ'' بھی فکری اغواگروں نے ہی انجام دیا۔

سابقہ سطور میں اس کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے کہ برطانیہ میں ایک یونیورسٹی قائم ہے جہاں یہودی اور عیسائی مبلّغین کو جملہ اسلامی علوم کی تعلیم دے کر مسلمان ملکوں میں اس مقصد کے لئے بھیجا جاتا ہے کہ وہ وہاں کے دینی مدارس میں فرقہ واریّت پھیلائیں۔ ❶

دہشت گردی

۲۔ دینی مدارس پر دوسرا بڑا الزام دہشت گردی کا ہے۔ دہشت گردی کا مفہوم آج تک متعین نہیں ہو سکا۔ مغرب کے نزدیک اپنے حقِ خودارادیت کی خاطر ۵۲ سال سے جدّ و جہد میں مصروف کشمیری تو دہشت گرد ہیں جب کہ انڈونیشیا کے مشرقی تیمور میں اس حقِ خودارادیت کے لئے لڑنے والے عیسائی حریّت پسند ہیں۔ لہٰذا عالمی سطح پر ان کی پرزور حمایت کے نتیجے میں انہیں محدود عرصے کی جدّ و جہد کے بعد آزادی مل چکی ہے۔

اسی طرح فلسطین، اراکان، فلپائن، بوسنیا وغیرہ کے مظلوم مسلمان ان کے خیال میں دہشت گرد، ان کی جدّ وجہد ناجائز جبکہ ان پر لرزہ خیز ظلم کرنے والے اسرائیلی، برمی، فلپائن حکومت اور سرب وغیرہ اپنے سفاک کارناموں کے باوجود نہ تو دہشت گرد ہیں اور نہ ہی ان کی سرگرمیاں ناجائز ہیں۔

---

❶ دیکھئے عنوان۔ علما کا استحصال

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جہاد:

اسلام کا ایک اہم رکن اور اس کی تربیت حاصل کرنا ہر حال میں فرض ہے۔ خصوصاً موجودہ حالات کے تناظر میں تو ہر مسلمان کے لئے ذاتی دفاع کی تربیت حاصل کرنا ایک ناگزیر ضرورت بن چکا ہے۔ ایسے میں اگر ذاتی دفاع کی تربیت اسکول اور کالج دیتے ہیں تو اسے .N.C.C کہا جاتا ہے، لیکن اگر یہی تربیت دینی مدارس دیں تو اسے دہشت گردی کی تربیت قرار دے دیا جاتا ہے۔ کیا یہ دوہرا معیار نہیں؟

ہمارے ایک سابق وزیر داخلہ یہ گوہر افشانی کر چکے ہیں کہ ''اسلامی یونیورسٹی اور دینی مدارس'' دہشت گردی کے مراکز ہیں۔ میرے بس میں ہو تو میں ان سب کو بند کرا دوں'' ❶

یاد رہے کہ اسلام آباد کی اسلامی یونیورسٹی کا نصاب اور نظام مروّجہ دینی مدارس سے بہت مختلف ہیں۔ اس کے قیام کے مقاصد یہ ہیں:

① نصاب دینی و دنیاوی علوم کا بہترین امتزاج ہو۔

② اس میں تمام مسلم ممالک کی نمائندگی ہو، لہٰذا ۵۹ ممالک کے طلبہ اس میں زیر تعلیم ہیں۔

③ ہر شعبۂ زندگی سے متعلق ایسے مسلم ماہرین تیار کئے جائیں جو اسلامی نظام قائم کر سکیں۔

ان مقاصد کی ہمہ گیری ہی فکری اغوا گروں کی فکرمندی اور جھلاہٹ کا سبب ہے، لہٰذا وہ اس کے بارے میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔

اب ذرا درج ذیل جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

❀ ...... امریکہ کے ۲۷۰۰۰ طالب علم روزانہ اپنے ساتھ سکول جاتے ہوئے پستول اور دوسری قسم کا اسلحہ رکھتے ہیں۔ (نوائے وقت، ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

---

❶ نصیر اللہ بابر - روزنامہ جنگ ۲۱ نومبر ۱۹۹۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

❀......امریکہ میں ۴۸ % جرائم ٹین ایجر کرتے ہیں۔ ❶

❀......۱۹۷۹ء سے ۱۹۹۱ء تک امریکی بچوں نے ۴۰ ہزار قتل کیے۔ ❷

❀......لندن کے اخبار ڈیلی ایکسپریس کے مطابق برطانوی سکولوں میں طلبہ تشدد، غنڈہ گردی اور شراب سمیت ہر نشہ کرتے ہیں۔ ہر تیسرا اُستاد اپنے شاگردوں کے تشدد کا نشانہ بنتا ہے۔ سکولوں میں بڑھتے ہوئے تشدد اور بے راہ روی سے برطانوی شہریوں کو ہر سال پانچ کروڑ تیس لاکھ پونڈ زائد ٹیکس ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ❸

❀......برمنگھم کی عدالت میں مبینہ طور پر ۲۰۰ سے زائد جرائم کا ذمہ دار ۱۳ سالہ لڑکا پیش کیا گیا۔ (جنگ لندن ۱۹، ستمبر ۱۹۹۳ء)

❀......سکاٹ لینڈ میں ایک چوتھائی اساتذہ طلبہ کے تشدد کا نشانہ بنتے ہیں، ایک سروے میں پتہ چلا کہ ایسے کچھ اساتذہ ایک سال گزرنے کے بعد بھی زیرِ علاج ہیں۔ ❹

❀......جرمنی میں ایک تہائی طلبہ مسلح ہو کر تعلیم گاہوں میں آتے ہیں۔ برلن پولیس کے مطابق شہر میں ہونے والے ۴۵% جرائم ۱۳ سال سے بھی کم عمر کے بچے کرتے ہیں۔ ❺

سوال یہ ہے کہ ایسے ہولناک جرائم کرنے والے یہ بچے تو کسی دینی مدرسے کے تربیت یافتہ نہیں۔ پھر انہیں کہاں سے دہشت گردی آ گئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی مسلمان ملک کے دینی مدارس کے طلبہ میں ایسے جرائم کی ایک بھی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا دہشت گردی کے مراکز دینی مدارس نہیں انگریزی سکول و کالج ہیں۔

دور کیوں جائیے، ؟اپنے پاکستان ہی میں انگریزی نظام کے مطابق چلنے والے

---

❶ خبریں ۱۱ جولائی ۱۹۹۵ء

❷ پاکستان ۲۳ اگست ۱۹۹۱

❸ خبریں ۴ اپریل ۱۹۹۳ء

❹ خبریں ۴ اپریل ۱۹۹۳ء

❺ ترجمان القرآن، مارچ ۱۹۹۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کالجوں، یونیورسٹیوں اور دینی مدارس کے طلبہ میں دہشت گردی کے رجحانات کا جائزہ لیا جائے تو نمایاں تفاوت نظر آئے گا۔ اگر دہشت گردی دینی مدارس ہی کا خاصہ ہے تو پھر کالجوں، یونیورسٹیوں میں طلبہ تنظیموں کے جھگڑے، قتل، اساتذہ پر تشدد اور دیگر وارداتوں کا ذمہ دار کون ہے؟

جامعہ کراچی میں امن امان کی صورتِ حال ایسی کشیدہ ہو چکی ہے کہ ہر شخص کو پوری تلاشی دینے کے بعد داخلے کی اجازت ملتی ہے اسی دہشت گردی کے طفیل تعلیمی ادارے کئی کئی مہینے بند بھی رہتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

❁❁❁❁❁

دینی مدارس کے خلاف الزامات

پسماندگی

ایک اور بڑا الزام پسماندگی کا ہے۔ معترضین کا کہنا ہے کہ ان مدارس میں پڑھنے والے ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت سابق گورنر پنجاب میاں اظہر کے درج ذیل بیان سے ہوتی ہے:

”آپ لوگ مدرسوں میں مُلّا پیدا کر رہے ہیں جو چندے کی پیداوار ہیں۔ ان کی زندگی مسجد اور حجرے تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ انہیں کیمپ جیل بھیج دیں۔ آپ معصوم بچے کے ہاتھ میں لوٹا پکڑا دیتے ہیں اور اس کی شلوار ٹخنوں سے اوپر کر کے اس کے دروازے دیگر علوم کے لئے بند کر دیتے ہیں۔ یہ انصاف نہیں ظلم ہے۔ گورنر نے انہیں تلقین کی کہ آپ انہیں جدید علوم پڑھائیں، کمپیوٹر کی تعلیم دیں۔ آپ نے مدرسوں کو جیل خانہ بنا دیا ہے۔ جب کہ عیسائی ایک بچے کو جھونپڑی سے اٹھا کر سکالر بنا دیتے ہیں۔ آپ بھی انہیں جدید تعلیم دیں تا کہ ستر ہویں، اٹھارویں گریڈ کے آفیسر پیدا ہوں۔ دینی تعلیم کے حصول سے گورنر صاحب نے مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ پتہ نہیں آگے جنت بھی ملتی ہے یا نہیں ...... ❶

یہ پروپیگنڈا بھی دوعملی کا شاہکار ہے۔ فکری اغواگروں نے پہلے خود ہی دینی مدارس اور علما کا استحصال کیا تعلیمی نظام کی وحدت پارہ پارہ کی۔ دینی طلبہ پر ملازمتوں کے دروازے بند کیے گئے۔ انہیں فنڈز سے محروم کیا۔ نتیجتاً جب وہ کئی آزمائشوں کا شکار ہو گئے تو ان پر طلبہ

---

❶ روزنامہ جنگ ۲۸ اگست ۱۹۹۲ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو پسماندہ رکھنے کا الزام عائد کر دیا گیا۔

یقیناً دینی مدارس کی ایک محدود تعداد میں تہذیب و آداب کا فقدان ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ ورنہ سطور بالا میں دینی مدارس کے اعلیٰ معیار کے متعلق ہمارے دشمنوں ہی کی آرا گزر چکی ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ انہیں کمتر حیثیت دینے میں ''فکری اغوا'' کی سازشیں ہی کارفرما ہیں۔

رہی بات دینی مدارس میں جدید علوم پڑھانے کی جس کا اکثر غلغلہ بلند ہوتا رہتا ہے تو اس کے بارے میں حکیم الامت علامہ اقبال کی درجِ ذیل رائے حقیقت حال کی جامع، مختصر اور بہترین آئینہ دار ہے۔

''حکیم احمد شجاع مرحوم کا خیال یہ تھا کہ مدارس میں علوم عصریہ بھی پڑھائے جائیں۔ یہ تجویز انہوں نے علامہ اقبال کو لکھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے مدارس کو اسی حالت میں رہنے دو۔ اگر یہ ''ملاّ'' نہ رہے تو ہندوستانی مسلمانوں کا وہی حال ہوگا جو اندلس میں آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود وہاں کے مسلمانوں کا ہوا۔ (1)

اس کے باوجود اگر کوئی دینی ادارہ طلبہ کو علومِ دینی و دنیاوی کے امتزاج سے آراستہ کرنا چاہے تو یہ بھی فکری اغواگروں سے برداشت نہیں ہو پاتا۔ اس کی ایک مثال اسلامی یونیورسٹی ہے۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ملک بھر کی جامعات کو ترقیاتی فنڈ دیتا ہے۔ لیکن اسلامی یونیورسٹی وہ واحد ادارہ ہے جسے یہ امداد نہیں دیتا، تاہم نواز شریف کے دورِ اوّل میں اس کے لیے ۴ کروڑ کے فنڈز منظور ہوئے لیکن جلد ہی حکومت بدل گئی۔ بے نظیر کی حکومت آتے ہی یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے معتبر ذرائع کے مطابق چیئر مین یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کو گھر پر ایک اعلیٰ شخصیت کا ذاتی فون آیا کہ یہ چار کروڑ کا چیک روک لیا جائے۔ اگلے روز یونیورسٹی کو چیک دیا جانا تھا۔ اعلیٰ شخصیت نے دوبارہ ذاتی طور پر فون کیا کہ یہ گرانٹ روک

---

(1) الفرقان لکھنؤ، نومبر دسمبر ۱۹۹۴ء ص ۲۳

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لی جائے اور کسی اور یونیورسٹی کو دی جائے۔ ❶

اس سے معلوم ہوا کہ دینی مدارس پر طلبہ کو ترقی کی دوڑ میں پیچھے رکھنے کا الزام بھی الزام برائے الزام سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ فکری اغواگروں کا اصل مطمحِ نظر ہر طرح دینی مدارس کی مخالفت ہے۔

چندہ لینے کا الزام

کوئی بھی ادارہ افراد کے باہمی تعاون کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا۔ دنیا بھر کے تمام تعلیمی ادارے مختلف انداز میں مالی تعاون حاصل کرتے ہیں۔ حیرت یہ ہے کہ اگر سرکاری سکول، انگریزی سکول اور مشنری ادارے امداد حاصل کریں تو وہ فنڈ کے نام سے جائز ہے۔ لیکن اگر دینی مدارس امداد حاصل کریں تو اس کا نام چندہ کہلائے اور ناجائز ہو اور لینے والے چندہ خور کہلائیں۔ دینی مدارس کو بیرونی ممالک سے امداد لینے کا مجرم بھی ٹھہرایا جاتا ہے حالانکہ پاکستان کے ہر شہر میں قائم مشنری ادارے پاکستان کی نظریاتی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے لیے مغربی ممالک سے اربوں کی رقوم لیتے ہیں لیکن کبھی ان پر اعتراض نہیں کیا گیا، اس معاملے میں دینی مدارس ہی کو کیوں بار بار مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی سے نیکی پر تعاون لینا اور دینا شریعت کی نگاہ میں جرم، نہ قانون کی نگاہ میں۔

❀❀❀❀❀

---

❶ بحوالہ فرائیڈے سپیشل یکم دسمبر ۱۹۹۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دینی مدارس اور مسلمان حکومتیں

معاملہ دینی مدارس کے خلاف زبانی پروپیگنڈے تک ہی محدود نہیں اس سے آگے بڑھ کر انہیں قوت کے ساتھ کچلنے کا کام بھی کیا جا رہا ہے۔ جہاں بھی اسلام کے خاتمہ کی مذموم کوششیں شروع ہوئیں۔ آغاز دینی مدارس ہی سے کیا گیا۔ روسی انقلاب سے قبل ۱۹۱۱ء میں وسطی ایشیا کی ریاستوں میں ۲۵۰۰۰ اسلامی مدارس تھے۔ صرف بخارا میں دینی مدارس کی تعداد ۳۸۰ تھی۔ جنہیں سوویت حکومت نے چوپایوں، سرخ گوشوں اور مویشیوں کے احاطوں میں بدل دیا۔ جس جگہ کا کوئی متبادل نظر نہ آیا اس پر پاگل خانے کا بورڈ آویزاں کر دیا گیا۔ پچیس سالوں کے اندر اندر یہاں سے دینی مدارس کا نام ونشان تک مٹ گیا۔ ❶

۱۹۲۳ء میں بحرِ ابیض کھودنے کے لئے جن قیدیوں سے کام لیا گیا ان میں سے بیشتر دینی مدارس کے اساتذہ اور طلبہ تھے۔ سوویت فوجداری قانون کی دفعہ ۵۸ کے تحت علما، مؤذنوں، خطیبوں، واعظوں اور ائمہ مساجد کے شہری حقوق ختم کر دیے گئے۔ انہیں غیر عامل طبقہ قرار دے کر بھاری ٹیکس عائد کر دیے گئے جن کی ادائیگی ان کی حدِ استطاعت سے باہر تھی۔ ❷

ایسے فکری اغواگروں کی کامیاب حکمتِ عملی قابلِ داد ہے کہ ان کے دام میں آجانے والے مسلمانوں نے بھی اپنی حکومتوں میں دینی مدارس کو کم وبیش ایسے ہی المیے سے دوچار کیا۔

ترکی میں مصطفیٰ کمال نے بیشتر دینی مدارس ختم کر دیے جو باقی رہ گئے ان کا نصاب مغربی اصولوں پر تشکیل دے دیا۔ مدارس میں مذہبی تعلیم ممنوع ہو گئی۔ صرف عقیدۂ توحید کی

---

❶ نوائے وقت ملتان ۱۸ اپریل، ۱۹۹۶ء

❷ بحوالہ سابق

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تعلیم کی اجازت دی گئی اور وہ بھی صرف حکومت کے طے کردہ نصاب کے مطابق۔ علما کا مخصوص لباس پہننا جرم قرار پایا۔ اذان، نماز، دعا وغیرہ عربی کی بجائے ترکی میں پڑھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ❶

دینی مدارس کی اساس مساجد میں سے بیشتر کی حیثیت بدل دی گئی۔ کئی مساجد پر تالے پڑ گئے۔ مشہور مسجد ایا صوفیا کو عجائب گھر میں بدل دیا گیا۔

مصر میں ترقی کی دعوے دار حکومتوں نے بھی ایسے ہی اقدام کیے۔ مصر کے سرکاری اخبار الجمھوریہ میں ۱۵ جولائی ۱۹۶۶ء کے شمارہ کے مذہبی ضمیمہ "الملحق الدینی" میں وزارتِ اوقاف کے ترجمان کا حسبِ ذیل بیان شائع ہوا:

"جدید انقلاب کا مقصد یہ ہے کہ مساجد کو ایسا کر دیا جائے کہ وہ سوشلسٹ سماج میں اپنا کردار ادا کر سکیں اور ایسا "فردِ صالح" تیار کر سکیں جو جدید ترقی پسندانہ اور اشتراکی سماج میں حصہ لے سکے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے تو صالحیت کا معیار "ایمان" بتایا تھا مگر مصر کی جدید شریعت میں صالحیت کا معیار ترقی پسندی اور اشتراکی سماج میں حصہ لینا قرار پایا۔ اس مضمون میں لکھتے ہیں:

"وزارتِ اوقاف قدرتی طور پر ایک ایسی یونیورسٹی میں تبدیل ہوگئی ہے جس کا مقصد اور جس کا مشن عرب سماج میں سوشلسٹ اصولوں کا نفاذ ہے۔"

ڈاکٹر احمد کمال مصر کے سرکاری مذہبی رسالے "منبر اسلام" میں مساجد کے متعلق لکھتے ہیں:

"ہر مسجد ایک ادارہ کے ماتحت ہوگی اور اس ادارہ کی نگرانی عرب سوشلسٹ یونین کی مقامی شاخ کے سپرد ہوگی اور یہ شاخیں ایک عمومی تنظیم کے ساتھ مربوط ہوں گی۔ جن کا کام یہ ہوگا کہ وہ اپنے حلقوں میں سوشلسٹ ثقافت کے پروگراموں اور منصوبوں کو روشناس کرا سکیں۔" ❷

اس طرح مدارس اور مساجد پابند کر دیے گئے کہ وہ صرف حکومتی پالیسی ہی کا ابلاغ

---

❶ بحوالہ اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، مقالہ اتاترک

❷ بحوالہ عالم عربی کا المیہ ص ۱۵۵، ابوالحسن علی ندوی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کر سکتے ہیں جو اسلام کی بجائے سوشلسٹ طرزِ فکر پر مبنی تھی۔

مصر میں صدر سادات کے قتل کے بعد بھی ۴۰ ہزار مساجد قبضے میں لے لی گئیں۔

ملائشیا میں حکومت کا مسلمان تحریکوں پر عتاب ہوا تو ہر ضلع میں اعلان کر دیا گیا کہ حکومتی اجازت کے بغیر اسلامی پارٹی کوئی جلسہ نہیں کر سکتی۔ نہ ہی کوئی دینی مدرسہ یا تعلیم گاہ حکومتی اجازت کے بغیر قائم ہو سکتی ہے۔" ❶

لیبیا میں کرنل قذافی نے بھی ۴۸ دینی مدارس بند کر دیے۔ مساجد کا انتظام انقلابی کمیٹیوں کے سپرد کر دیا۔ جن کا کام مساجد کی کڑی نگرانی کے علاوہ یہ نوٹ کرنا ہے کہ مساجد میں کون سے نمازی باقاعدہ اور مستقل ہیں اور کون سے عارضی اور بے قاعدہ۔ (۱۵ مارچ ۱۹۸۷ء)

یاد رہے کہ انقلابی کمیٹیوں کے ذمہ باجماعت نماز نہ پڑھنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے یہ کام نہیں لگایا گیا کیونکہ کرنل قذافی کے خیال میں نماز عبادت نہیں ورزش ہے۔ ان کا کہنا ہے "جسمانی ورزش یا تو نجی طور پر ہوتی ہے۔ نماز کی طرح جسے انسان بذات خود تنہائی میں حتیٰ کہ بند کمرہ کے اندر انجام دیتا ہے یا اجتماعی طور پر اور نماز کی طرح عبادت گاہوں میں باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ پہلی قسم کی ریاضیت کا تعلق فرد سے ہے۔ دوسری قسم کا تعلق پوری قوم سے ہے۔" ❷

پاکستانی حکمران بھی دینی مدارس کے خلاف مختلف اقدامات کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ کبھی ان کی عرب ممالک سے آنے والی امداد بند کی جاتی ہے، کبھی ان کے مالی گوشوارے چیک کرنے کا اعلان ہوتا ہے حالانکہ غیر ملکی تعلیمی اداروں کے گوشوارے کبھی چیک نہیں کیے گئے، کبھی انہیں دہشت گردی اور فرقہ واریت کے مراکز قرار دیا جاتا ہے، کبھی انڈونیشیا کی طرح حکومت کی طرف سے دیا جانے والا نصاب اختیار کرنے کو کہا جاتا ہے۔ مگر بحمد للہ عوامی حلقے ایسے اقدامات کا بھرپور نوٹس لیتے رہے ہیں۔ لہٰذا یہ

---

❶ بحوالہ ہفت روزہ ایشیا ۲۵ مئی ۱۹۸۶ء

❷ سبز کتاب، ص ۱۲۴

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ریشہ دوانیاں کم ہی کامیاب ہوتی ہیں۔

دینی مدارس کے خلاف کی جانے والی سازشوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے:

" وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِي خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ط لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ o "(البقرہ : ۱۱۴)

"اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کا ذکر کیے جانے سے روکے اور ان کے ویران (معطل) ہونے (کے بارے) میں کوشش کرے۔ ان لوگوں کو تو کبھی بے ڈر ہو کر ان میں قدم نہ رکھنا چاہیے تھا (بلکہ جب بھی جاتے ہیبت اور ادب سے جاتے) ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی سزائے عظیم ہوگی۔" ❶

---

❶ جب مصنف نے یہ جائزہ پیش کیا تو حالات آج کے حالات سے بہت مختلف تھے۔ پاکستان کے حکمران دینی مدارس میں دوررس تبدیلیاں کرنے سے گھبراتے تھے یا شاید ان کے دلوں میں اسلام کی کوئی رمق باقی تھی لیکن اب 2004ء کے اواخر تک مدارس اور مساجد کے نظام ونصاب میں ایسی تبدیلیاں لائی گئی اور تبدیلیاں لائی جارہی ہیں کہ عملاً حکومت ہی کے کٹھ پتلی بن کر رہ جائیں گے۔ چنانچہ 2005ء کے شروع مدارس کو مشرف حکومت نے اپنا نصاب منتخب کرکے بھیج دیا ہے۔ گویا ترکی کے کمال اتاترک کی ریت نبھانے کا عزم کرلیا گیا ہے۔ نیز امریکی نیو ورلڈ آرڈر کا مقصد ہی یہ ہے کہ عملاً دینی مدارس، مساجد اور علماء کے کردار کو اس قدر غیر موثر کردیا جائے کہ ان کا وجود اگر ہو بھی تو سیکولر یا مغربی معاشرے پر کاربند لوگوں کو ان سے کسی قسم کا کوئی "خطرہ" نہ رہے۔ ادھر حکومتی تدریسی اداروں کا نصاب ونظام آغا خان فاؤنڈیشن کے حوالے کردیا گیا ہے۔ جنھوں نے تمام اسلامی اصطلاحات کو ملحدانہ ومشرکانہ عقائد وخیالات سے وابستہ کر رکھا ہے۔ اور جن کا ابتدائی دور ہی خالص مسلمانوں کے لیے ظلم و بربریت کا جیتا جاگتا ثبوت رہا ہے۔ آغا خان فاؤنڈیشن نوجوان نسل کو بگاڑنے کے لیے نصاب میں کیا کچھ شامل کررہی ہے اس کا اندازہ اس سوال نامے سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے میٹرک کے طلبہ وطالبات سے کیا ہے اور بہت سے اخبارات وجرائد میں چھپ چکا ہے۔

گویا یہ فکری اغوا کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے دام تزویر سے بچنے کی کسی بھی طالب علم کے لیے بہ ظاہر کوئی راہ نہیں ...... الا من رحم ربی۔ سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم کرے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.KitaboSunnat.com

تقسیم قومیت اور عصبیت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسلامی نظریۂ قومیت

کسی بھی قوم میں اتحاد اس کی سلامتی اور استحکام کی ضمانت ہے۔ اسلام دینِ توحید ہے۔ ایک اللہ، ایک رسول اور ایک شریعت پر مبنی یہ دین اپنے ماننے والوں کو ایک ہی سلسلۂ قومیت، اُمتِ مسلمہ سے منسلک کر دیتا ہے۔ وحدت کی اس لڑی میں پروئے جانے والے مسلمان دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں ان کا دل ایک ہی نام پر دھڑکتا ہے۔ زبان، نسل اور علاقائی حدود سے ماورا، تمام مسلمان بھائیوں کے ایک دوسرے پر یکساں حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں۔ یعنی:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ."

(مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں) (الحجرات)

یہ فرمانِ الٰہی ان کے درمیان حائل اجنبیت کی دیواریں گرا دیتا ہے۔

فکرِ مسلم اغوا کرنے والے بھی اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں، للہذا ہر دور میں وہ مختلف انداز سے مسلمانوں کی اس قومی وحدت میں نقب لگانے کی کوشش کرتے رہے۔ انہوں نے نسلی، علاقائی اور لسانی تفاخر کے ان بتوں کو دیدہ زیب شکلوں میں تراش کر دوبارہ مسلمانوں کے سامنے لا کھڑا کیا جنہیں حجۃ الوداع کے روز نبی اکرم ﷺ نے یہ فرما کر پاش پاش کر دیا تھا کہ:

"کسی عرب کو کسی غیر عرب پر کوئی فوقیت حاصل ہے اور نہ کسی غیر عرب کو عرب پر، نہ کالے کو گورے پر نہ گورے کو کالے پر۔ ہاں فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔ اے انسانو! تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے پیدا کیا گیا تھا۔"

عصبیت کے ان جاہلی بتوں کے ٹوٹنے سے آپس میں نفرت اور حقارت کی دیواریں گر گئیں۔ ادنیٰ و اعلیٰ ذاتوں کا تصور مٹ گیا۔ غلام اور آقا کی تمیز اٹھ گئی۔ امیر اور غریب کا تفاوت ختم ہو گیا۔ معیارِ فضیلت اگر کوئی باقی رہ گیا تو صرف تقویٰ تھا۔ جو کسی مخصوص نسل، رنگ یا زبان سے خاص نہیں بلکہ ہر فرد اپنے احسن فکری اور عملی اخلاق و کردار کے بل بوتے پر حاصل کر سکتا ہے اور پھر...... اس معیار فضیلت...... کا فیصلہ بھی کسی انسان کے پاس نہیں، اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اسلامی تصورِ قومیت کے مطابق دنیا میں دو ہی قومیں بستی ہیں۔ "اَوْلِيَاءَ اللّٰه" اور "اَوْلِيَاءَ الطَّاغُوْت" اللہ کے ساتھی اور شیطان کے ساتھی۔ اس عالمگیر قومیت کے تصور کی بجائے متفرق قومیتوں کے تصور اور ان کی بنیاد پر وجود میں آنے والی عصبیتوں نے اسلامی رشتہ پر قومیت کے مواخاتی تقاضے ذہنوں سے محو کر دیے۔ اسلام کے نام لیوا نسلی، علاقائی اور لسانی عصبیت کے ہتھیار لیے ایک دوسرے سے نبرد آزما ہو گئے۔ جو چیز دوسروں کے لئے ناخوب تھی۔ وہ اپنے لئے خوب ہو گئی۔ بقول برٹرینڈ رسل:

"ہر فرد اس بات سے متفق ہے کہ دوسرے ممالک میں قوم پرستی ایک نہایت ناپسندیدہ اور نفرت انگیز جذبہ ہے۔ مگر یہی جذبہ جب ان کی قوم کے اندر پرورش پاتا ہے تو یہ سراسر خیر نظر آنے لگتا ہے اور جو اسے قبول نہیں کرتا وہ قوم کے اندر ذلیل و حقیر ہو جاتا ہے"۔ (بحوالہ انسانیت کی تعمیرِ نو اور اسلام، عبدالحمید صدیقی ص ۴۷)

اسلام تو دینِ عدل ہے، وہ بھلا ناانصافی کہاں برداشت کر سکتا ہے کہ ایک مسلمان ظلم کا ساتھ دے اور عدل کے تقاضے پامال کرے۔ اس کا قانون تو یہ ہے کہ:

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔" (المائدہ : ۸)

"کسی قوم کی عداوت تمہیں ناانصافی پر آمادہ نہ کر دے"

جب کہ تعصب تو نام ہی ناانصافی کا ہے۔ اندھا دھند مخالفت اور اندھا دھند حمایت،

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نبی اکرم ﷺ سے ایک صحابی نے استفسار کیا کہ کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا عصبیت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا! :

"نہیں عصبیت یہ ہے کہ آدمی ظلم میں اپنی قوم کا ساتھ دے۔" (ابنِ ماجہ)

اس غیر منصفانہ ذہنیت کے خلاف نبی اکرم ﷺ نے اپنی شدید ناپسندیدگی کا اظہار یوں بھی کیا کہ:

"جس شخص نے عصبیت پر جان دی وہ ہم میں سے نہیں۔ جس شخص نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم سے نہیں۔ جس شخص نے عصبیت کی جنگ لڑی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" (ابنِ ماجہ)

قوم پرستی کی تاریخی روداد

قوم پرستانہ رجحانات جس قوم میں بھی پیدا ہوئے اسے زوال کے انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ کچھ عرصہ قبل تک یورپ قوم پرستی کا نہایت پر جوش علمبردار تھا، نسلی، اور رنگ کی بنیاد پر تفاخر کی عصبیت کا انجام کیا ہوا اس کے متعلق پروفیسر عبدالحمید صدیقی لکھتے ہیں:

"قرونِ وسطیٰ میں مسیحیت اگرچہ ایک زندہ اور متحرک قوم کی حیثیت سے مر چکی تھی۔ مگر اس کا مزار اب بھی یورپ کی اجتماعی زندگی کا مرکز و محور تھا...... مگر جب لوتھر نے اپنی مشہور اصلاحی تحریک شروع کی اور رومن کلیسا کی مخالفت میں جرمن قوم کو ابھارا، اور بالآخر کلیسا کو اس کے مقابلہ میں شکست کھانا پڑی تو قومیں جس شیرازہ میں بندھی ہوئی تھیں وہ شیرازہ منتشر ہو گیا۔ اب ان میں سے ہر ایک نے اپنی خود مختاری کا علَم بلند کر دیا۔ اس کے بعد یورپ کے سامنے یہ سوال پیدا ہو گیا کہ اس اجتماعی تخیّل کے ختم ہو جانے کے بعد انسانوں کے سامنے ایسا کون سا نصب العین پیش کیا جائے جس کی محبت لوگوں کے اندر سعی و طلب کا ولولہ پیدا کرے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے تہذیبِ الحاد قوم پرستی کی روح کو سامنے لائی...... اہلِ مغرب نے اس نئے بُت کے تراشے جانے کے بعد کسی قدر اطمینان محسوس کیا۔ ایک اَن دیکھے اللہ کی عبادت کی جگہ پیشانیاں ایک پیکرِ محسوس کے سامنے جھکنے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لگیں اور انسان اپنی زندگی میں جو خلا محسوس کر رہا تھا، وہ اس طرح پورا ہو گیا۔ ہر فرد کے اندر یہ احساس اُبھرنے لگا کہ اس کی ساری سرگرمیوں کا محور قوم کا بُت ہے۔ اس نئے استھان پر کچھ بھینٹ چڑھانے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ سادہ لوح عوام پر جادو چل گیا، چنانچہ یورپ کی ساری قومیں قوم پرستی کے نشہ میں بدمست ہو کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں۔ مشہور انگریز لارڈ لوتھین نے مسلم یونیورسٹی کے خطبۂ اسناد میں اس تاریخی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''جب لوتھر کی تحریک نے (جس کو دینی وحدت کی تحریک ہی کہا جاتا ہے) یورپ کی ثقافتی اور دینی وحدت کا خاتمہ کر دیا تو یہ برِ اعظم مختلف فوجی حکومتوں میں بٹ گیا، جن کے جھگڑے اور مقابلے دنیا کے لئے دائمی اور مستقل خطرہ بن گئے۔'' ❶

قوم پرستی کے زہریلے رجحان نے جنگِ عظیم اول و دوم میں خون کی ندیاں بہا دیں۔ سفاکی اور بربریت کے لرزہ خیز مظالم دیکھنے میں آئے۔ ''ہٹلر'' اور ''نازی جرمن'' کا نام قوم پرستی کے ساتھ دہشت کی علامت بن گیا۔ یورپ کو قوم پرستی کے مہلک اثرات کا اندازہ غالباً اسی دور میں ہوا۔ ان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ مسلمانوں کو زوال سے دوچار کرنے کے لئے قومیّت پرستی کے ذریعے ''فکری اغوا'' ایک کارگر تدبیر ثابت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے تجدُّد اور ترقی کے دلفریب ناموں سے موسوم کر کے اسے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا۔ چنانچہ اسلامی قومیت کی بجائے نسلی اور علاقائی قومیت سے وابستگی کو فخر سمجھا جانے لگا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی اس رجحان کے متعلق رقم طراز ہیں:

''یہ متجددین (MODERNISTS) کبھی کبھی ''تجدّد'' اور ''ترقی'' کی رو میں مغرب کے ایسے فلسفوں اور نظاموں اور ایسے تعلقات اور رشتوں کا سہارا ڈھونڈنے لگتے ہیں جو مغربی سوسائٹی میں عرصہ ہوا اپنی اہمیت اور قیمت کھو چکے ہیں اور اب رجعت پسندی اور قدامت پرستی کی علامت اور پرانے تجربات کے ان بچے کھچے آثار کی حیثیت سے باقی

---

❶ انسانیت کی تعمیرِ نو اور اسلام : ص ۴۲ - ۴۳

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رہ گئے ہیں۔ جن کو قائدینِ مغرب نے اپنے اجتماعی تجربوں کے دوران ایک محدود مدت کے لئے اختیار کیا تھا، لیکن اس کی مضرتیں اور نقصانات عیاں ہونے کے بعد ان کو خیر باد کہنے پر مجبور ہوئے اور اس سے بہتر اور وسیع نظریہ اور فلسفہ کے سایہ میں پناہ لے لی۔ اس کی سب سے اچھی مثال قومیت (NATIONALISM) ہے۔ جس کو اب یورپ ترک کر چکا ہے، لیکن مشرقِ اسلامی کی بعض قیادتیں اس کو اب بھی سینہ سے لگائے رکھنے پر مصر ہیں۔ اور اس کو انسانی فکر کی پرواز اور ترقی کی آخری شکل سمجھتی ہیں۔ حالانکہ وہ محدود قبائلی زندگی اور بدویانہ طرزِ فکر کی ایک وسیع تر اور ترقی یافتہ شکل تھی۔ وہ دراصل ایسا لباسِ کہنہ ہے جس کو خود اہلِ مغرب نے اتار کر پھینک دیا ہے...... وہ اسے زمانۂ قدیم کا ایک پرانا فیشن اور رجعت پسندی وقدامت پرستی کا ایک نشان تصور کرتے ہیں اور اس کو انسانیت اور اس کے حق میں سب سے بڑا مہلک اور تخریبی عنصر سمجھتے ہیں اور انسانی وحدت اور عالمگیر برادری کے قیام کے داعی ہیں۔ یہاں عبرت کے لئے دو عظیم مغربی ومشرقی مفکرین کی رائے پیش کی جاتی ہے، میں مشہور مغربی فاضل آرنلڈ ٹائن بی (ARNOLD TOYNBEE) اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

"انسانیت کا مستقبل اس کی روحانی اخوت ہی پر منحصر ہے۔ جسے کوئی مذہب ہی تشکیل دے سکتا ہے۔ نوعِ انسانی کو آج اس کی احتیاج ہے۔ کمیونزم کا دعویٰ ہے کہ وہ نوعِ انسانی کو متحد کر سکتا ہے یا اسلام افریقہ میں اپنے آپ کو نوعِ انسانی میں اتحاد پیدا کرنے والی ایک قوت ثابت کر رہا ہے۔ عیسائیت بھی یہی کردار ادا کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنے اصولوں کو برت کر دکھائے۔ تاہم نیشنلزم نوعِ انسانی کو متحد نہیں کرتا بلکہ وہ اسے مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا کوئی مستقبل نہیں ہے، وہ اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتا کہ نوعِ انسانی کو تباہ کر دے اور اپنے آپ کو اس کے کھنڈرات میں دفن کر دے۔ ایٹمی دور میں ہمیں دو انتہاؤں میں سے کسی ایک کو منتخب کرنا ہوگا، اگر ہم اپنے آپ کو تباہی اور بربادی سے ہم کنار کرنا نہیں چاہتے تو ہمیں کسی استثنا کے بغیر تمام نوعِ انسانی کو اپنی آغوش میں لے کر ایک

www.iqbalkalmati.blogspot.com

واحد، متحد انسانی کنبہ کی حیثیت سے زندہ رہنا سیکھنا ہوگا'' ❶

سابق صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن نے ۱۰ جون ۱۹۶۳ء کو انجمن اقوام متحدہ ''U.N.O.'' میں تقریر کرتے ہوئے اقوام عالم سے صفحۂ ارضی پر ایک خاندان کے تصور کو اپنانے کی تلقین کی تاکہ دنیا فوجی قوم پرستی سے محفوظ رہ سکے۔ انہوں نے کہا:

''خطرناک ایٹمی تجربات بند کرنے سے انسان کی معذوری کسی بہت بڑی غلط اندیشی کی نشان دہی کرتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ سیاسی غلبہ، نسلی امتیاز اور اقتصادی استحصال نے انسان کو جنگ کی آگ میں جھونکا ہے اور اگر آج آپ اس سیاسی غلبہ اور معاشی استحصال کو ہر طرف خوش حالی لاکر اور نسلی امتیاز کا قلع قمع کر کے ختم کر دیں تو عالمی امن کے حق میں یہ بہت بڑی خدمت ہوگی۔ وطن پرستی انسان کا ایک اعلیٰ ترین تصوّر نہیں بلکہ اصل چیز ایک عالمی برادری کا تصوّر ہے۔ ہم رہتے تو ایک نئی دنیا میں ہیں مگر ہمارے خیالات فرسودہ ہیں'' ❷

قوم پرستی کی یہ تاریخی روداد بتاتی ہے کہ قوم پرستی دراصل مغربی اقوام کا وہ اُگلا ہوا نوالہ ہے جو مغرب سے نگلا نہ جا سکا تو اس نے اسے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا اور انہوں نے اسے حسبِ معمول بیش قیمت درآمدی مال سمجھتے ہوئے بصد خوشی قبول کر لیا۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا
قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں

مسلمان جب تک وحدتِ قومیت کے نظریہ پر کاربند رہے، کامیاب رہے۔ ان کے اتحاد میں نسلی اور علاقائی قومیتوں کی تقسیم سے دراڑیں پڑنی شروع ہوئیں اور وہ ناکامی کا شکار ہو گئے۔

---

❶ اسلامک ریویو - مارچ ۱۹۶۱ء

❷ نیشنل ہیرالڈ) (مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش : ص ۲۷۷ تا ۳۲۹

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلم ممالک میں تقسیمِ قومیت کا عمل

عالمِ اسلام کے عظیم دشمن یہودیوں کے سامنے انیسویں صدی کے اواخر تک دو بڑے مقاصد تھے۔

ا...... دنیا پر یہودی تسلّط

۲...... فلسطین پر قبضہ تا کہ اسے مجوزہ عالمی حکومت کا مرکز بنایا جا سکے۔

فلسطین اس زمانے میں عثمانی خلافت کا حصہ تھا۔ صیہونی تحریک کے بانی تھیوڈر ہرزل نے عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید کو پہلے بھاری مالی امداد کا لالچ اور بعد میں دھمکیاں دے کر فلسطین حاصل کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس کی یہ چھ سالہ مسلسل جدّ و جہد بے سود ثابت ہوئی۔ سلطان عبدالحمید کی دینی غیرت کا ایک ہی اٹل فیصلہ تھا کہ جب تک عثمانی سلطنت موجود ہے یہودیوں کو فلسطین نہیں مل سکتا۔ ہرزل کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ واقعی مسلمانوں کی وحدت کی صورت میں فلسطین پر قبضہ نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا سلطان عبدالحمید سے مایوس ہو کر ہرزل نے دوسرا راستہ اختیار کیا، اس نے عثمانی خلافت کی صورت میں مسلمانوں کی متحد طاقت ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے علاقائی قومیتوں کا پرچار کرنا شروع کر دیا۔

عثمانی پایۂ سلطنت کے مختلف علاقوں میں علاقائی عصبیت نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ عرب ممالک میں رسائل و جرائد کے ذریعے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا کہ عرب دنیا کی سب سے اچھی قوم ہے اور ترکوں نے انہیں غلام بنا رکھا ہے۔ وطن پرستی کی اس تحریک نے مسلمانوں کی فکر اس کامیابی سے اغوا کی کہ کئی دینی رہنماؤں کے بھی سرِ تسلیم خم ہو گئے۔

مسلم اور غیر مسلم کے امتیاز سے بالاتر ہو کر تمام عرب خلافتِ عثمانیہ کے خلاف متحد ہو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گئے۔ صرف اس بنا پر کہ ہر ایک ادنیٰ قوم کو ایک اعلیٰ قوم پر حکومت کرنے کا کیا حق ہے؟ جنگِ عظیم اوّل میں یہ بغاوت زور پکڑ گئی۔ ایک انگریز لارنس کو بھیس بدل کر عربوں کو ترکوں کے خلاف جنگی تربیت دینے کیلئے بھیجا گیا۔ شریفِ مکہ اور اس طرح کے دوسرے عرب وطن پرستوں کی دل کھول کر ہر طرح امداد کی گئی۔ دوسری طرف ترکوں کے کان میں تورانی نسل کی عظمت کا افسوں پھونکنا شروع کر دیا۔ نسلی عصبیت کی اس تحریک نے ترکوں کی عقل و دانش سلب کر لی تھی۔ اس کا اندازہ اسلامی قومیّت کے تُرک علمبردار شکیب ارسلان کے بیان کردہ اس واقعہ سے ہوتا ہے:

''میں جنگِ عظیم اوّل سے قبل ترکی میں ریل میں سفر کر رہا تھا۔ ایک ترک کہہ رہا تھا۔ عرب ذلیل ہیں۔ عزت کے تصوّر ہی سے ناآشنا ہیں۔ میں نے بیچ میں لقمہ دیا کہ عزّت کس زبان کا لفظ ہے تو اس نے بڑی ڈھٹائی سے جواب دیا ''ترکی'' ہے۔''❶

اپنے اس مذموم کارنامے کے متعلق ڈاکٹر ہرزل صیہونی تنظیم کے پروٹوکول میں لکھتا ہے:

''اس بات کا امکان ہے کہ کچھ عرصہ تک شاید تمام غیر یہود کا مشترکہ محاذ بہ حسن وخوبی وکامرانی ہمارا مقابلہ کرے لیکن ہم اس خطرے سے بھی ان کے باہمی اختلافات وتنازعات کے سبب محفوظ ہیں۔ ان اختلافات کی بنیادیں بہت گہری ہیں۔ اتنی گہری کہ ان کا سدِّ باب کبھی ممکن نہیں۔ ہم نے ان کو ایک دوسرے کے خلاف نبردآزما کر دیا ہے ان کو ایک دوسرے کے خلاف ذاتی وقومی بیداری کے نام پر لاکھڑا کیا ہے۔''❷

قومیت پرستی کا یہ سریع الاثر زہر عثمانی خلافت کے خاتمے کا سبب بنا۔ مسلمانوں کی ہزار سالہ وحدت اسلامی قومیت کے بجائے علاقائی اور نسلی قومیتیں اختیار کرنے کے نتیجے میں پارہ پارہ ہوگئی۔ یہودی فلسطین پر غاصبانہ قبضے میں کامیاب ہوئے۔ ''عثمانی خلافت'' کے

---

❶ بحوالہ قومیت اور وطنیت کی تحریک کا فروغ از پروفیسر سید محمد سلیم

❷ پروٹوکول نمبر ۵، بحوالہ فتنۂ یہود، عنصر صابری، ص ۱۵۲ ، ۱۵۳

مسلمانوں میں سے "آزاد" ہونے والے عرب، عیسائیوں اور یہودیوں کے محکوم ہو گئے۔انہوں نے یہ مفتوحہ علاقے آپس میں بانٹ لئے۔عراق پر برطانیہ کا اور شام اور لبنان پر فرانس کا قبضہ ہو گیا۔عرب ملک چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر اپنی طاقت، اہمیت اور حیثیت کھو بیٹھے جب کہ ترکی سے اسلام کا نام تک مٹا دینے کی کوشش کی گئی۔

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

مسلمان ملکوں کے عوام کی پر جوش تحریکِ آزادی سے انگریز انہیں آزادی دینے پر مجبور تو ہوئے مگر جاتے جاتے حکومتیں اپنے ہی کٹھ پتلی وطن پرستوں اور نسل پرستوں کے حوالے کر گئے۔

مصر کی طرف آیئے۔ جہاں جمال عبدالناصر وطنی تفاخر کی پُر زور صدا بلند کرتا رہا۔ اس نے اسلام سے نسبت پر فخر کرنے کی بجائے رسوائے عالم فرعونوں کی نسبت پر اظہارِ تفاخر کیا اور نعرہ لگایا کہ:

"نحن العرب ونحن ابناء الفراعنة"

"ہم عرب ہیں اور فرعونوں کے فرزند ہیں۔"

بلاشبہ یہ نعرہ مسلمانوں کی تقسیمِ قومیت کے پیچھے کارفرما سازشوں کا غماز ہے۔جس کا منتہائے اول و آخر مسلمانوں کی ایمانی فکر اغوا کر کے انہیں غیر اسلامی تہذیب کا بپتسمہ دینا ہے۔

جمال عبدالناصر نے اپنے مشہور قومی منشور ۲۱ مئی ۱۹۶۲ء میں ایک ایسا معاشرہ قائم کرنے کے عزم کا اظہار کیا جو اپنے لئے ایسے نئے اجتماعی تعلقات اور روابط کا انتخاب کر سکے جن پر نئی اخلاقی قدریں استوار ہو سکیں۔اور نئی وطنی ثقافت کے ذریعے ان کا اظہار ہوتا ہو۔ایسی سوسائٹی جو حریّت، سوشلزم اور اتحادِ زندگی کی اساس اور جدّ و جہد کے اعلیٰ مقاصد پر یقین رکھتی ہو اور مصری جدّ و جہد کی جڑوں کو وہ فرعونی تاریخ میں تلاش کرے جو مصری اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انسانی تہذیب کی سب سے اولین بانی ہے۔

جمال عبدالناصر نے فرعونی تہذیب کے احیا کے لئے مصر کے چوراہوں میں جا بجا فرعونوں کے مجسمے نصب کرا دیے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اگر مصری قوم پرستوں کے سامنے جاہلیتِ عرب کی کبھی تحقیر و مذمت کی جاتی تو انہیں بُرا محسوس ہوتا اور وہ اس کی مدافعت کرنے لگتے۔'' ❶

عراق میں بھی یہی ہوا۔ اس وقت وہاں کی حکمران جماعت بعث پارٹی، مکمل طور پر قوم پرست ہے۔ اس کے منشور کے نکات یہ ہیں:

''عرب قوم ایک ثقافتی وحدت ہے اور اس کے فرزندوں کے درمیان تمام اختلافات و امتیازات (مثلاً مذہبی امتیازت) سطحی اور بے اصل ہیں جو عربی وجدان کی بیداری کے ساتھ خود بخود ہی زائل ہو جائیں گی۔

حزب البعث ایک قوم پرست جماعت ہے جو اس بات کا عقیدہ رکھتی ہے کہ قومیت ایک ازلی اور زندہ حقیقت ہے اور یہ باشعور قومی احساس جو فرد کو جماعت سے ملاتا ہے وہ ایک مقدس احساس وشعور ہے۔ تخلیقی قوتوں سے مالا مال، قربانی پر ابھارنے والا، احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے والا اور فرد کی انسانیت کی عملی اور مفید رہنمائی کرنے والا ہے۔'' ❷

فکرِ مسلم کو دھوکا دینے کے لئے اسے اغوا کرنے والوں نے اسلام کو بھی قوم پرست عربی تحریک ثابت کرنے کی کوشش کی، بعث پارٹی کا عیسائی بانی ''مائیکل'' لکھتا ہے:

''اسلام عرب قوم کے جذبۂ ابدیت و وسعت کا بہترین اظہار و تعبیر ہے۔ اس لحاظ سے وہ اپنی حقیقت میں عربی ہے۔ اپنے مثالی مقاصد میں انسانی ہے۔ پس اسلام کا پیغام درحقیقت انسانی عربی اخلاق ہے۔'' ❸

مسلمانوں کو اسلام کے سوا اور کوئی چیز متحد نہیں کر سکتی۔ تقسیمِ قومیت نے عربوں کو آپس ہی

---

❶ بحوالہ مسلم ممالک میں اسلامیت...... کشمکش ص ۱۶۲

❷ بحوالہ سابق، ص ۸۱ ❸ بحوالہ سابق، ص ۱۸۲

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں ایک دوسرے کو دست و گریبان کر دیا۔ نیویارک ٹائمز اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''شام کے صدر حافظ الاسد کے ہاتھوں یاسر عرفات کی شکست نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عرب کوئی ایک قوم نہیں بلکہ ۲۲ قوموں کا مجموعہ ہے اور باہمی لڑائی فلسطین کے لئے نہیں بلکہ دیگر ذاتی وجوہ کی بنا پر ہے۔'' ❶

افسوس کہ اسلامی قومیت ہی کی بنیاد پر وجود میں آنے والے وطنِ عزیز پاکستان میں بھی نسلی، لسانی اور صوبائی عصبیتوں کی آگ بھڑکا دی گئی ہے۔ مہاجر، پنجابی، سندھی، پختون سب اپنی اسلامی قومیت کو بھول کر علاقائی قومیتوں کا علم بلند کر رہے ہیں۔ مختلف برادریوں کے نام پر بھی انجمنیں وجود میں آ چکی ہیں، جن میں سے بیشتر کے مقاصد جذبۂ خیر سے زیادہ برادری کے تعصب کو ہوا دینا ہیں۔ کراچی میں عصبیتیں ہزاروں بے گناہوں کا خون کر چکی ہیں۔

اس متعصّبانہ روش کے خطرناک تیوروں کا اندازہ کرنے کے لئے ۱۹۸۳ء میں منعقد ہونے والی عالمی پنجابی کانفرنس کی رپورٹ کافی ہوگی۔ مدیر الاعتصام نے اپنے اداریہ میں جس کے متعلق درج ذیل اہم نکات پیش کئے ہیں:

'' پنجابی پانچ کروڑ افراد کی زبان ہے جس کا استحصال کیا گیا اور اسے اس کا جائز مقام دینے کی بجائے اس سے بے اعتنائی برتی گئی۔

پنجابی کو خود پنجاب والوں نے نقصان پہنچایا ہے اور اپنی ''ماں'' سے بے وفائی کی ہے۔ پنجاب کے ہیرو راجہ پورس، دُلّا بھٹی، بھگت سنگھ دت اور احمد خان کھرل تھے۔

سندھ میں جس طرح سندھو دیش کا علمبردار جی ایم سید ہے اس طرح پنجاب میں ابھی تک پنجابیت کا داعی کوئی لیڈر نہیں۔''

اسی قوم پرستی نے پاکستان کا ایک بازو جدا کر دیا۔ اسی قومیت کے نام پر آزادی حاصل کرنے والا مشرقی پاکستان ''بنگالی قومیت'' کے سحر میں مبتلا ہو گیا اور ''بنگلہ دیش'' کے نام سے بنگالیوں کا دیس بن گیا۔ اس قوم پرستی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ وہ کفار جن سے ہمیں ترکِ موالات کا حکم دیا گیا تھا ہمارے لئے مسلمانوں سے بھی زیادہ عزیز بن گئے۔ بنگلہ دیش میں غیر بنگالی مسلمانوں کا ہندو بنگالیوں کے ساتھ مل کر خوب خون بہایا گیا۔

عالمی طور پر مسلمان اسی تقسیمِ قومیت کی وجہ سے ہر جگہ ناقدری کا شکار ہیں۔ ایک دور

---

❶ ملخص بحوالہ روزنامہ نوائے وقت، ۱۹ نومبر ۱۹۸۳ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھا کہ مسلمانوں کی واحد سلطنت کی فرماں روائی پوری دنیا پر قائم تھی۔ آج دنیا بھر میں مسلمانوں کے پچاس سے زیادہ ممالک ہیں، لیکن کیا خود مختاری اور سطوت ورفعت میں ان کو مسلمانوں کی اس واحد سلطنت سے کوئی ادنیٰ سی بھی نسبت ہے؟

دیکھا جائے تو تاریخی ادوار سے گزرتے ہوئے ہم ایک بار پھر اسی موڑ پر آکھڑے ہوئے ہیں جہاں سے اُمتِ محمدیہ ﷺ کی حیثیت سے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ کے عہد میں بھی انسان اسی طرح کی مختلف قومی عصبیتوں کا شکار تھا۔ قبیلے اور رنگ پر لوگ آپس میں دست وگریبان اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ متعصبانہ جنگوں کا سلسلہ نسل درنسل تک چلتا تھا اور ان کی بھینٹ چڑھنے والے ہیرو قرار پاتے تھے۔ انسانیت ان عصبیتوں کے سامنے دم توڑ گئی تھی۔

ایسے میں نبی اکرم ﷺ کا پیغامِ حیات آفریں بلند ہوا اور اس نے اس کے بے جان لاشے میں زندگی کی روح پھونک دی۔ اس صدائے رستاخیز پر کان دھرنے والوں کے کردار میں اخلاق کے چشمے پھر سے پھوٹ پڑے۔ تمام تفاوت اور امتیاز مٹ گئے اور مساوات کی مثال قائم ہوگئی۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

صدیوں تک برسرِ پیکار رہنے والے اوس اور خزرج شیر وشکر ہوئے۔ قومیت پرستی کے اس چیلنج کے مقابلہ میں آج بھی قرآن ہمیں یہی صدا دے رہا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝" (آل عمران : ۱۰۳)

"اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور متفرق نہ ہو اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسئلہ تہذیب و ثقافت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسلامی تصورِ ثقافت

تہذیب وثقافت انفرادی اور اجتماعی زندگی کی ایک ایسی بنیادی اکائی ہے جس کے بغیر معاشرہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسلام کو ایک مکمل ضابطۂ حیات تسلیم کرتے ہیں تو لامحالہ ''اسلامی ثقافت'' یا ثقافت کے اسلامی تصور کا وجود بھی تسلیم کرنا ہوگا۔

اسلام میں تصورِ ثقافت کی سید قطب شہید نے خوب جامع تعریف کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''اسلام کے نزدیک ان تمام سائنسی اور فنی علوم اور ان کے پسِ منظر میں دو قسم کی ثقافتیں کارفرما ہیں۔ ایک اسلامی ثقافت جو اسلامی نظریۂ حیات پر قائم ہے اور دوسری جاہلی ثقافت جو بظاہر مختلف النوع بنیادوں پر قائم ہے مگر درحقیقت ان سب کی بنیاد و اساس ایک ہی ہے اور وہ ہے فکرِ انسانی کو الٰہ قرار دینے کا داعیہ اور ادعا، تاکہ اس کی صحت و عدمِ صحت کو پرکھنے کے لئے اللہ کو مرجع نہ قرار دیا جائے۔

اسلامی ثقافت انسان کی تمام فکری اور عملی سرگرمیوں پر محیط ہے اور اس کا دامن ایسے اصول وقواعد اور نتائج وخصائص سے مالا مال ہے جو نہ صرف ان سرگرمیوں کی مزید نشوونما کی ضمانت دیتے ہیں بلکہ ان کو حیاتِ ابدی اور حسن بھی عطا کرتے ہیں۔ [1]

اسلامی ثقافت کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ کسی بھی جگہ یا نسل کی مخصوص روایات پر قدغن نہیں لگاتی۔ اسلامی قانون کی ایک اہم اصطلاح ''معروف'' ہر معاشرے کی اپنی اپنی روایات کی نمائندہ ہے۔ تاہم اسلامی ثقافت ہر اس روایت کو ختم کر دینا چاہتی ہے جو جاہلی ثقافت کی آئینہ دار ہو بالفاظِ دیگر جس سے اسلامی اور جاہلی ثقافت کے درمیان خطِ امتیاز ٹوٹ جاتا ہو۔

---

[1] جادہ ومنزل، ص ۳۱۲

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محمد قطب اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''روحِ انسانی کی تطہیر بڑا پاکیزہ مقصد ہے۔ یہی تمام انسانی جدّ وجہد کا حقیقی ملتہائے مقصود ہے اور انسانی تہذیب کی غایتِ اصلی بھی، لیکن اسلام روح کی تطہیر ہی کو ضروری نہیں سمجھتا بلکہ اس کے ساتھ تہذیب کے ان تمام مظاہر کو بھی باقی رکھتا ہے جنہیں موجودہ زمانے میں زندگی کا اصل لطف سمجھا جاتا ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مفتوحہ ممالک کی ان تمام تہذیبوں کی اسلام نے سرپرستی کی اور انہیں پروان چڑھایا جو عقیدہ توحید کے منافی نہیں تھیں اور نہ لوگوں کو اچھے کاموں سے روکتی تھیں۔'' ❶

''......الغرض اسلام کسی ایسی تہذیب کی مخالفت نہیں کرتا جو انسانیت کی خادم ہو لیکن اگر کوئی تہذیب مے خواری، قمار بازی، اخلاقی انحطاط، قحبہ گری اور نوآبادیاتی سامراج اور دوسری قوموں کو مختلف حیلوں اور بہانوں سے اپنا غلام بنانے کی ہم معنی بن کر رہ جائے تو اسلام ایسی تہذیب کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اس کے خلاف علمِ جہاد بلند کرتا ہے، تاکہ دنیا کے لوگ اس کی لائی ہوئی تباہیوں اور بربادیوں سے محفوظ رہ سکیں۔'' ❷

غیر مسلموں کا خراجِ تحسین

اسلامی ثقافت کی یہی وہ خصوصیات ہیں جنہوں نے جاہلی ثقافت کے علمبرداروں کو بھی اس کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ مشہور انگریز مؤرخ آرنلڈ ٹائن بی کا کہنا ہے:

''مختلف قوموں اور نسلوں کو پُر امن ماحول مہیا کرنے میں اسلامی تہذیب کو جو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ہے، وہ کسی دوسری تہذیب کو حاصل نہیں ہوئی۔''

سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن نے ان الفاظ میں اسلامی ثقافت کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

''اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ایک تہذیب کی بنیاد بھی ہے......اسلام اس

---

❶ اسلام میں جدید ذہن کے شبہات، ص ۲۴۴

❷ ص ۲۴۲ - ۲۴۷

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لئے یک جان نہیں ہے کہ کوئی اسلامی پولٹ بیورو پالیسی سازی میں ان کی راہنمائی کرتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام اقوام کی سیاسی وثقافتی قدریں مشترک ہیں اور انفرادی طور پر ان ممالک کے مابین اختلافات کے باوجود عالمِ اسلام میں سیاست کا بھی انداز یکساں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمِ اسلام کے کسی ایک علاقے میں کوئی اہم واقعہ رونما ہوتا ہے تو اسے دیگر تمام محسوس کرتے ہیں۔"❶

ثقافتی وحدت کا خاتمہ

مسلمانوں کی یہ ثقافتی وحدت ان فکری اغواگروں کو نہایت گراں گزرتی ہے، لارنس براؤن کا درج ذیل بیان اس کا غماز ہے:

"ہم عربوں اور مسلمانوں کو منتشر اور پراگندہ رکھنے کی کوششوں اور تدابیر کو جاری رکھیں، تاکہ وہ اس طریقے سے ہر طرح کی قوت وطاقت اور اثر وتاثیر کے بغیر ناکام ونامراد زندگی گزارنے میں مشغول رہیں۔" ❷

مسلم اُمہ "اسلامی قومیت" کے بجائے مختلف قومیتوں میں بٹنے سے مسلمانوں کی ثقافت وحدت کا تصوّر بھی دھندلا گیا۔ ثقافتیں جاہلی اور اسلامی ثقافت کے دوٹوک معیار کی بجائے مختلف قوموں، علاقوں، نسلوں اور زبانوں کے سانچے میں تیار ہونے لگیں۔ اسلامی ثقافت میں نقب زنی نے مسلمانوں پر جاہلی ثقافت کو اثر انداز ہونے کا موقع دیا۔ ان کا اپنا ثقافتی تشخص بے حیثیت ہوکر رہ گیا۔

اسلامی ثقافت کی نفی اور مسلمان

دورِ حاضر میں فکری اغوا شدہ مسلمانوں کی جانب سے اسلامی ثقافت کی نفی کا آغاز ترک مفکر ضیاء گوک الپ سے ہوا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی اس کے اس رجحان پر روشنی

---

❶ روزنامہ جنگ لندن، ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء

❷ بحوالہ رواداری اور مغرب، ص ۲۹۲

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مذہب اور تہذیب مختلف چیزیں ہیں۔ اسلامی تہذیب یا مسیحی تہذیب ایک قسم کا معاملہ ہے۔ مذہب، عقیدہ اور بعض عبادات و مراسم تک محدود ہے جس کا علوم وفنون سے کوئی رشتہ نہیں۔ (وہ لکھتا ہے)

''کوئی ادارہ ایسا نہیں ہوسکتا جو ان گروہوں کے درمیان مشترک ہو جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جب واقعہ یہ ہے کہ مذہب صرف ان مقدس اداروں، عقائد اور مراسم کے مجموعہ کا نام ہے تو وہ ادارے جو مذہبی تقدس نہیں رکھتے۔ مثلاً سائنسی افکار، صنعتی آلات و اوزار، جمالیاتی معیار جیسے ریاضیات، طبیعات، علم الحیات، نفسیات، عمرانیات، صنعتی طریقے اور فنونِ لطیفہ کا مذاہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ کسی تہذیب کا مذہب سے انتساب درست نہیں، نہ مسیحی تہذیب کا وجود ہے نہ اسلامی تہذیب کا۔ ٹھیک جس طرح سے مغربی تہذیب کو مسیحی تہذیب کہنا درست نہیں۔ اسی طرح مشرقی تہذیب کہنا بھی درست نہیں۔'' ❶

دراصل یہ اس غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ مذہب کا تعلق صرف انسان کے انفرادی معاملات سے ہے، اجتماعی معاملات سے نہیں۔ یہ بات کسی اور مذہب کے متعلق تو کہی جا سکتی ہے لیکن دینِ اسلام سے اس کا انتساب درست نہیں۔ اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط دین ہے۔ قرآن مجید میں ہی سائنس، نباتات، قانون، آلات و اوزار، جمالیاتی معیار، ریاضیات، طبیعیات، نفسیات، غرض جملہ علوم وفنون کے متعلق رہنما نکات و ہدایات موجود ہیں۔ اسلام صرف ''عقائد اور مراسم'' کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات کا نام ہے جو تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات کو مشرف باسلام کرنے کا خواہش مند ہے۔

اسلامی ثقافت کی نفی کی آواز پاکستانی دانش وروں کے حلقہ سے بھی سُنی جا سکتی ہے۔

ایک مشہور پاکستانی ادیب جو سوشلزم اور ترقی پسندی کو مذہب کے خلاف نہیں سمجھتے

---

❶ ص، ۶۳

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بلکہ انہیں معاشی لحاظ سے سوشلزم کی خوبصورتی عزیز ہے۔ فرماتے ہیں:

''مسلم کلچر نام کی کوئی چیز نہیں۔ ہر مسلمان کا کلچر دوسرے سے مختلف ہے۔ تمام مسلمان ممالک میں دینی اعتقادات بے شک ایک ہیں، لیکن ان کا کلچر ایک نہیں ہوسکتا۔ ثقافت، آب وہوا، رسم ورواج اور ماحول سے جنم لیتی ہے۔ ہمیں اپنے کلچر کا آغاز محمد بن قاسم سے نہیں کرنا چاہیے۔ کیا محمد بن قاسم سے پہلے یہاں کوئی نہیں رہتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ موہن جوڈرو سے ملنے والی بیل گاڑی اب بھی سندھ کے شہروں میں چلتی ہے۔ ثقافت ایک دن میں نہیں بنتی اور کسی خاص دن سے ثقافت کا آغاز کرنا محض جذباتی بات ہے۔'' ❶

ان کی تائید میں ایک افسانہ نگار عبداللہ حسین کا بیان ہے:

''ثقافت کا تعلق زمین اور صدیوں پرانی تہذیبی تاریخ سے ہوتا ہے۔ مشہور پاکستانی ادیب شاعر احمد ندیم قاسمی نے جنگ کو انٹرویو دیتے ہوئے ثقافت کی جو تاریخ بیان کی ہے میں اس سے سو فیصد متفق ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ثقافت پر مذہب کی نسبت تاریخ کے اثرات زیادہ ہوتے ہیں اور ہماری ثقافت پر ہندوستانی ثقافت کے اثرات زیادہ نمایاں ہیں۔ ہمارے ہاں کی نعتیہ محفلیں، مجالس، میلاد کی محفلیں، شادی بیاہ کی رسومات عرب میں کہیں دکھائی نہیں دیتیں۔'' ❷

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ہندوستانی ثقافت کی بجائے ہندو ثقافت، کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے جو ہندو مذہب کی طرف نسبت کی نشاندہی کرتی ہے۔ یوں لاشعوری طور پر بولی جانے والی یہ اصطلاح خود اس بات کی دلیل بن گئی ہے کہ تشکیلِ ثقافت کا کوئی تعلق مذہب کے ساتھ بھی ضرور ہے۔

ایک اور دانشور کا کہنا ہے:

''پاکستان کے چار صوبے ہیں۔ ہر صوبے کی اپنی زبان ہے۔ ان کے اپنے رقص

---

❶ احمد ندیم قاسمی : روزنامہ جنگ ۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء

❷ روزنامہ جنگ، ۸ جنوری ۱۹۹۲ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ڈاڑھی مسلمانوں کے علاوہ عیسائی، یہودی اور سکھ تینوں رکھتے ہیں، لیکن صرف مسلمانوں ہی کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنانا آخر کیا معنی رکھتا ہے؟

فکری اغوا شدہ مسلمانوں کا ردِ عمل

یہ تو تھی فکری اغواگروں کی حکمتِ عملی۔ آیئے اب فکری اغوا شدہ مسلمانوں کے طرز عمل پر بھی ایک نظر ڈالیں۔

''ازبکستانی صدر'' اسلام کریموف'' نے ڈاڑھی رکھنے پر پابندی عائد کردی ہے۔ اسلامی لباس یکسر ممنوع اور اسلامی تقریبات منانا جرم ہے۔''[1]

ترکی میں مصطفیٰ کمال نے اسلامی ثقافت کے مظاہر چن چن کر ختم کیے۔ مخلوط اجتماعات کو فروغ دیا۔ یورپی لباس پہننے اور برہنہ سر رہنے یا یورپی ٹوپی پہننے کا حکم دیا۔ ترکی مسلمانوں کی مخصوص ٹوپیاں پہننا جرم قرار دے دیا گیا۔ ہجری تقویم منسوخ کر کے اس کی جگہ میلادی عیسوی تقویم رائج کی۔ ترکی گھڑی کی بجائے رائج العام یورپی گھڑی رائج کی گئی۔ اس اقدام سے صاف ظاہر ہے کہ علاقائی ثقافتوں اور قومیتوں کی آڑ میں اسلام ہی کو نشانہ بنانا اصل مقصد ہے، ورنہ ترکی گھڑی میں کیا برائی تھی کہ اس کی جگہ یورپی گھڑی رائج کی گئی۔ ترک قوم کو دنیا کی اعلیٰ و ارفع قوم قرار دینے والوں سے ترکی گھڑی آخر کیوں نہ برداشت ہوسکی۔

''رقم'' کا پرانا طریقہ بھی منسوخ کر دیا گیا۔ جمعہ کی بجائے اتوار کی تعطیل کی گئی۔ ترکی رسم الخط کو عربی سے لاطینی حروف میں بدل دیا گیا اور نیا رسم الخط قانوناً لازمی ہوگیا۔ اذان، نماز اور دعا کو لازماً مخصوص الفاظ کے بجائے، ترکی میں پڑھنے کا قانون نافذ کردیا گیا۔ بعد میں آنے والے حکمرانوں نے مزید اقدامات کیے۔ چنانچہ ترکی میں مذہبی لباس پہننے والوں کو ایک سال قید یا دس کروڑ لیرے (۴۰۰ ڈالر) جرمانہ کی سزا ہے۔ اسلامی تشخص کو کچل دینے

---

[1] بحوالہ بیدار ڈائجسٹ: جولائی ۱۹۹۸ء ص ۳۹ تا ۴۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے لیئے ترکی میں ڈاڑھی والے طلبا اور سکارف والی طالبات کو تعلیمی اداروں میں داخلہ ہی نہیں دیا جاتا۔ ❶

پاکستان کے بعض دانشور بھی علاقائی ثقافتوں کو فروغ دینے کے جوش میں دینی شعائر پر حملہ کر جاتے ہیں۔

لاہور سے پیپلز پارٹی کے سابق رکن پنجاب اسمبلی عبدالرشید بھٹی نے اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"اہلِ پنجاب سے ان کی "ماں بولی" تک چھین لی گئی ہے جتنی بھی آسمانی کتابیں اُتریں وہ سب قوموں کی اپنی زبان میں تھیں، لیکن ہم پر اُردو کے علاوہ عربی بھی مسلط کر دی گئی جس کے نتیجے میں ہم مذہب سے دور ہوتے گئے۔ اگر ہم پانچ وقت کی اذان عربی کی بجائے اپنی زبان میں سنیں، نماز پنجابی میں ادا کریں تو ہمارے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔" ❷

اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ خطرناک رجحان ہمیں اپنی دینی بنیادوں سے کتنا دور لے جائے گا۔ اقبالؔ نے مرکزِ خلافت کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کی صورتِ حال پر درست تبصرہ کیا تھا کہ:

ترکانِ جفا پیشہ کے پھندے سے نکل کر
بے چارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام طاغوتی پھندوں سے نکل کر پورے کے پورے حلقۂ اسلام میں داخل ہو جانے کا حکم دیتا ہے۔

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ٥ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔" (البقرہ : ۲۰۸ تا ۲۰۹)

---

❶ بیدار ڈائجسٹ ص ۳۸، جولائی ۱۹۹۸ء

❷ نوائے وقت لاہور ۲۳ جون ۱۹۹۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''اے ایمان والو! تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے جو صاف صاف ہدایات تمہارے پاس آ چکی ہیں اگر انہیں پا لینے کے بعد تم نے لغزش کھائی تو خوب جان رکھو کہ اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔''

ثقافت کے نام پر لہو ولعب

از روئے اسلام انسانی زندگی عبث نہیں بلکہ اس کی تخلیق کا ایک مقصد ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ (الذاريات : ٥٦)

''میں نے جنّوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

لہٰذا مقصدِ تخلیق سے غافل کر دینے والے تمام امور اسلام میں حرام ہیں اور انہیں لہو ولعب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

اسلامی ثقافت اور جاہلی ثقافت کے تصور کے خاتمے کا ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ لہو ولعب کو ثقافت کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ تصویر، موسیقی اور رقص اسی ثقافت کے بنیادی ستون ہیں۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ نے تینوں پر سختی سے تہدید کی ہے۔

موسیقی اور رقص

نبی اکرم ﷺ نے گھنٹے یعنی بجنے والی چیز کو شیطان کا باجا قرار دیا۔ (نسائی)

اور ارشاد فرمایا:

''جو گانے بجانے کی محفل میں بیٹھے گا اور گانا سنے گا، روزِ قیامت اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔'' ❶

---

❶ الجامع الصغیر، طبرانی

نیز فرمایا:

''گانا سننا گناہ، اس کے لئے بیٹھنا فسق اور اس سے لطف اندوز ہونا کفر ہے۔'' (نیل الاوطار)

''جب کوئی راگ کے ساتھ گاتا ہے تو اس پر دو شیطان مسلّط ہو جاتے ہیں، جو اپنے پاؤں کے ساتھ اس کے سینے پر ناچتے ہیں۔'' (طبرانی)

یاد رہے کہ روزِ اول دربارِ الٰہی میں شیطان کی طرف سے انسان کو اغوا کرنے کے مختلف ہتھکنڈوں میں آواز کے ساتھ اغوا کرنا بھی مذکور ہے۔ موسیقی وہی شیطانی آواز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موسیقی کا دل دادہ ہونا شیطان کے فکری اغوا کا شکار ہو جانے کی علامت ہے۔

''بدقسمتی سے دورِ حاضر میں مسلمانوں کی اکثریت اس مرض کا شکار ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ زیادتی کرنے والی بات ہے کہ موسیقی جیسی چیز سے محروم کر دیا جائے یعنی دل کو گداز اور نرمی پہنچانے والی چیز سے محروم کر دیا جائے۔'' [1]

بعض لوگ اپنے حق میں اسلام سے بھی دور از کار دلائل لانے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً ایک صاحب کا کہنا ہے

''الہامی کتابوں میں سے زبور پوری کی پوری گیتوں پر مشتمل تھی جو اللہ کے برگزیدہ نبی داؤد نے گائے تھے۔'' [2]

گویا موصوف نے زبور کی حمدوں کو گیت اور داؤد علیہ السلام کی تلاوت کو گانا سمجھ لیا۔

احکام تیرے حق ہیں مگر اپنے مفسّر
تاویل سے قرآں کو بنا دیتے ہیں پاژند

رقص

نبیِ اکرم ﷺ کے عہد میں آپ ﷺ کی دعوت سے لوگوں کی توجّہ ہٹانے کے لئے مکہ مکرمہ کا ایک کافر شخص نضر بن حارث گانے اور ناچنے والی لونڈیاں لایا تھا۔ اس پر

---

[1] احمد ندیم قاسمی روزنامہ جنگ ۱۷ جنوری ۱۹۹۲ء

[2] حنیف رامے: روزنامہ جنگ جمعہ میگزین ۳ جنوری ۱۹۹۲ء

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝" (لقمان:٦)

"اور انسانوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو خرید لیتے ہیں کہ بے عملی کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔"

"رقص" موسیقی، فحاشی اور عریانی کا قبیح مجموعہ ہے۔ موسیقی کی آگ کو رقص دوآتشہ کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موسیقی کی حمایت کرنے والے رقص کی بھی حمایت کرتے ہیں۔ مثلاً ایک "دانشور" کا کہنا ہے:

"ہم نے رقص کو عریانی سے منسوب کر رکھا ہے۔ رقص جسم کی عریانی نہیں، جسم کی شاعری کا نام ہے۔ انسانی جسم کو دیکھ کر اللہ کی قدرت یاد آتی ہے تو یہ کون سا گناہ ہے۔ اگر رقص دیکھ کر کسی کے جنسی جذبات برانگیختہ ہو جاتے ہیں تو اسے کان سے پکڑ کر محفل سے نکال دیا جائے لیکن رقص ہی کو رد کر دینا غلط ہے۔" ❶

طرفہ تماشا یہ کہ موصوف نے اس روز اس سے متصل یہ آئینہ دار حقیقت بیان بھی دیا کہ:

"اب تو تہذیب کی چھاتی پر چڑھ کر بدتہذیبی کی نمائش تہذیب کے نام پر ہو جاتی ہے اور ایسے ہی یار لوگ ہیں جو ان بدتہذیبوں کی سرپرستی فرماتے ہیں۔ دراصل یہ کردار کی کمزوریاں ہیں جو کسی طرح چھپائے نہیں چھپتیں اور ان کی بدصورتی پر سے ایک نہ ایک روز نقاب سرک جاتی ہے۔"

سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے جاہلی ثقافت کے مظاہر کو اسلامی اصطلاحات کا خوشنما لبادہ اوڑھا دیا جاتا ہے، مثلاً معروف ڈرامہ نگار اصغر ندیم سید کا بیان ہے کہ:

---

❶ احمد ندیم قاسمی: روزنامہ "جنگ" لندن ۱۸ دسمبر ۱۹۹۱ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"رقص اسلامی تہذیب کا حصہ ہے۔" ❶

رقاصہ نگہت چوہدری کا کہنا ہے:

"رقص کو عبادت کا درجہ دیتی ہوں۔ رقص میری روح ہے۔ مجھے نماز میں اتنا سکون نہیں ملتا جتنا ڈانس سے حاصل ہوتا ہے۔" ❷

یہ جاہل و گستاخ طبقہ اللہ تعالیٰ پر بھی افتراء کرنے سے باز نہیں آتا چنانچہ احمد بشیر کتھک ڈانس کے بارے کہتا ہے "ہمارے مولوی خواہ مخواہ مخالفت کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ بھی رقص دیکھا کرتے تھے اور آدم و حوا بھی جنت سے ناچتے ہوئے نکلے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ❸

گویا یہ طبقہ مشرکین کے بارے نازل کیئے گئے مندرجہ ذیل فرمان ربانی کا مصداق ہے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ط قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ o

اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا اور اللہ نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے۔ کہہ دو کہ اللہ بے حیائی کے کام کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتا۔ بھلا تم اللہ کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ (الاعراف ۲۸)

"پی ٹی وی کے سابق جنرل منیجر شاہد ندیم کے خیال میں "رقص" ایک نیک کام ہے۔" ❹

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے ہی ایک طبقہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ:

---

❶ روزنامہ "جنگ" ۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء

❷ روزنامہ خبریں ۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء

❸ روزنامہ "خبریں" ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۶

❹ روزنامہ "جنگ" یکم جون ۱۹۹۶

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّ تَصْدِيَةً.'' (الانفال:۳۵)

''ان کی نماز کعبہ کے پاس صرف یہ تھی، سیٹیاں بجانا اور تالیاں پیٹنا۔''

تصویر

جاندار چیزوں کی تصاویر برائیوں کی جڑ ہیں۔ پہلے پہل شیطان نے تصویر ہی کے ذریعے انسانی فکر اغوا کر کے اس کا رُخ شرک کی طرف موڑ دیا تھا۔ انسانی فکر کا دشمن شیطان بھی وہی ہے اور اس کے طریقے بھی وہی۔ لہٰذا آج بھی وہ انسانی فکر کو ہاتھ کی بنی ہوئی تصویر اور عکسی تصویر میں فرق جیسی بحثوں میں الجھا کر تصاویر کے ذریعے شرک اور فحاشی کو فروغ دے رہا ہے۔ انہی خرابیوں کے پیشِ نظر نبی اکرم ﷺ نے جاندار تصاویر کو سخت ناپسند فرمایا، آپ تصاویر والے گھروں میں نہیں جاتے تھے۔ گھر میں جاندار تصاویر والی اشیا کو چکنا چور کر دیتے تھے۔ (بخاری شریف)

فتح مکہ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطورِ خاص اس مشن پر بھیجا کہ ہر جاندار تصویر مٹا دو۔ (بخاری شریف)

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہر مصور دوزخ میں ہوگا اور ہر تصویر کے عوض اسے عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری شریف)

ان واضح ارشادات کے باوجود مسلمان، مصوری کو مشغلہ اور پیشہ بنائے ہوئے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ نہایت ڈھٹائی سے اس پر دین سے سند لائی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود اپنا ایک نام المصوّر بتلاتا ہے اور انسانوں کو تلقین کرتا ہے کہ میرے رنگ میں رچ جاؤ۔ وہ مصوری کو کیسے حرام قرار دے سکتا ہے...... میرا پیغام یہی ہے کہ اگر اللہ نے آنکھیں دی ہیں تو تصویر کو دیکھنے کا ذوق بھی ہونا چاہیے اور میری مصوری اس ذوق کو عام کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور انہی معنوں میں ایک حیثیت سے میں اپنے آپ کو دین اور اللہ کا خدمت گار سمجھتا ہوں۔'' [1]

---

[1] حنیف رامے: جمعہ میگزین روزنامہ ''جنگ'' ۳ جنوری ۱۹۹۴ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یاد رہے کہ اسی اللہ کا مصوری کے بارے میں یہ فرمان ہے کہ:

''اس سے زیادہ ظالم اور قصور وار کون ہوگا جو میری مخلوق کی طرح چیزیں بنائے (اچھا) ایک چیونٹی یا ایک دانہ گیہوں یا جو ہی کا پیدا کردیں۔ (صحیح مسلم، حدیث قدسی)

ثقافت کے نام پر فحش گانوں اور فحش تصاویر کو بھی مسلمان حکومتوں نے سندِ جواز دے رکھی ہے۔

''پاکستانی قانون کے مطابق فحش گانا یا فحش تصاویر یا ننگے مجسمے فروخت کرنا بھی، بشرطیکہ وہ مذہب یا آرٹ کا شاہ کار نہ ہوں، جرم ہے۔'' ❶

سوال یہ ہے کہ آخر ایسی کون سی تصویر ہوگی جسے بنانے والا آرٹ اور فن کا شاہ پارہ نہ سمجھے گا۔ لہٰذا قانون کی اس چھلنی میں سے تمام فحش تصاویر بآسانی گزر سکتی ہیں۔ کم وبیش اکثر مسلمان حکومتوں کی یہی صورتِ حال ہے مثلاً انڈونیشیا میں ایک عورت نے عریاں تصاویر پر مشتمل کیلنڈر تیار کیا۔ ملکی قوانین کے تحت اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ سزا بھی سنائی گئی، لیکن ابھی وہ عدالت ہی میں تھی کہ سابق صدر سوہارتو کا خصوصی پیغام آپہنچا کہ اسے معاف کردیا جائے جن لڑکیوں کی وہ تصاویر تھیں، انہیں بھی بری کر دیا گیا۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے اس حکومتی اقدام پر احتجاج کیا انہیں دس دس پندرہ پندرہ برس کی سزائے قید سنائی گئی۔ ❷

فلم اور ڈرامہ

رقص اور موسیقی، تصویر اور فحش قصے کہانیوں جیسے تمام لہو ولعب فلم اور ڈرامے کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ ان کی حرمت کے متعلق واضح اسلامی احکام کے باوجود انہیں ملکی ثقافت کا اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔ ثقافت کے علم برداروں کو اتنی فکر اپنے دین اور ایمان کی نہیں ہوتی جتنی ثقافت کی ہوتی ہے۔ ایک ایڈووکیٹ کا درج ذیل بیان اس کا غماز ہے:

''سٹیج ڈرامے کے فن کو قومی ثقافت میں اہم مقام حاصل ہے۔ ثقافت کسی قوم کی

---

❶ بحوالہ قانونی لغات: جسٹس تنزیل الرحمٰن ص ۳۶۸

❷ ہفت روزہ ایشیا: ۱۴ ستمبر ۱۹۸۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شناخت ہوتی ہے اور قوم کی شناخت مسخ کرنا قومی جرم ہے۔ ثقافت کو سیاست سے بلند مقام حاصل ہے۔ انہوں نے محب وطن ثقافتی تنظیموں اور سیاسی پارٹی کے شعبۂ ثقافت سے اپیل کی کہ وہ ڈرامے کو ان جانی سازشوں کے تحت تباہ ہونے سے بچانے کے لئے آگے آئیں اور اس طرح اپنا ایک فریضہ سرانجام دیں۔" ❶

موصوف کے بیان سے معلوم ہوا کہ ثقافت کو سیاست سے بلند تر مقام حاصل ہو یا نہ ہو، دین سے بلند تر مقام ان کے نزدیک ضرور حاصل ہے۔ اس لئے تو ثقافت کی خاطر اسلام کا چہرہ مسخ کرنے کی بھی جرأت کر لی جاتی ہے کیونکہ سٹیج ڈراموں کا موجودہ فن جس کی تباہی کی فکر انہیں دامن گیر ہے اسلامی احکامات کی خلاف ورزی سے ہی تشکیل پاتا ہے۔ یہ بھی انکشاف ہوا کہ بی بر تقدیس فرائض کا مفہوم شعائر دین کے تحفظ یا دینی حدود کی پاسداری میں نہیں، بلکہ تعصباتی، نسلی اور وطنی ثقافتوں کی حفاظت میں پنہاں ہے۔ سچ کہا ہے اقبال نے ؎

جو تھا نا خوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

موجودہ دور میں جس طرح کی فلمیں بن رہی ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں، اس کے باوجود پاکستان فلم پروڈیوسرز ایسوسی ایشن کے چیئرمین، ڈسٹری بیوٹرز ایسوسی ایشن کے چیئرمین اور ڈائریکٹرز ایسوسی ایشن کے چیئرمین کو اصرار ہے کہ "فلمی صنعت کو ملک کی معاشرتی تہذیبی، مذہب اور اخلاقی اقدار کا پاس ہے لہٰذا کوئی فلمساز اور ہدایت کار ایسی فلم بنانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا جسے فیملی کے ساتھ بیٹھ کر نہ دیکھا جا سکے۔ فلمی صنعت نے فلموں میں فحاشی عریانی اور لچر پن کی کبھی حمایت نہیں کی بلکہ ہمیشہ ایسی فلموں کے خلاف مہم چلائی ہے ایسی فلموں کے خلاف احتجاجی مظاہرے بھی کئے جاتے رہے ہیں"۔ ❷

سٹیج ڈراموں کی جاہلی ثقافت نے مسلم معاشرے کو فحاشی کے سیلاب میں غرق کر دیا

---

❶ نوائے وقت: ۲۲ مئی ۱۹۹۲ء

❷ روزنامہ "جنگ" ۲۷ مئی ۱۹۹۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے۔ایک صحافی "اجیت پرکاش" کا درج ذیل تبصرہ ہماری غیرت پر ایک طمانچہ ہے:

"بھارت میں پایا جانے والا یہ تأثر غلط ہے کہ پاکستانی معاشرہ قدامت پسند ہے جس میں خواتین کو قدم قدم پر پابندیوں اور بندشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ ساری باتیں ماضی کی تھیں۔ اب پاکستانی معاشرہ نئے رنگ و آہنگ سے آشنا ہو چکا ہے۔ لاہور فلم انڈسٹری جو "لالی وڈ" کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔اب اپنے شائقین کے لئے ایسی فلمیں تیار کر رہی ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔آج پاکستان میں کسی فلم کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ فلموں میں کتنی عریانیت اور تشدّد ہے اور پاکستانی فلم سازوں نے کمرشل ازم کی آڑ میں فحاشی، لچر پن اور چربہ سازی کا آغاز کر دیا ہے۔فلموں میں وہی ہیروئین جو کچھ عرصہ قبل تک پورے لباس زیب تن کر کے شائقین کے سامنے پردہ سکرین پر جلوہ گر ہوتی تھیں، اب نیم عریاں لباس پہنے محو رقص نظر آتی ہے۔" ❶

ورلڈ کپ ۱۹۹۶ء کے موقع پر سونیا گاندھی نے بڑے فخر سے یہ دعویٰ کیا کہ جو جنگ ہم پاکستانیوں سے جنگی میدان میں نہ جیت سکے وہ ثقافتی محاذ پر جیت لی ہے۔

مقابلہ اور اس میں فتح و شکست ہمیشہ ہم مثل اشیا میں ہوتی ہے۔اسلامی ثقافت اور جاہلی ثقافت کا کیا مقابلہ؟ اسلامی ثقافت کی اصل اگر اعلیٰ علیین ہے تو جاہلی ثقافت کی اسفل السافلین۔مسلمانوں نے ثقافت کے میدان میں شکست تبھی کھائی جب اسلامی ثقافت چھوڑ کر جاہلی ثقافتیں اپنالیں اور جاہلی معیار ہی پر لہو ولعب میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا مقابلہ شروع ہو گیا۔اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ورلڈ کپ ۱۹۹۶ء کے موقع پر رقص و موسیقی کے پروگراموں پر اعتراض کے جواب میں معروف گلوکار "عطاء اللہ عیسیٰ خیلوی" نے کہا کہ "ہمیں اپنے ثقافتی دفاع کے لئے ثقافتی بم کی ضرورت ہے اور میں آخری دم تک ثقافتی جنگ لڑتا رہوں گا۔" ❷

---

❶ آؤٹ لک انڈیا: مئی ۱۹۶۶ء

❷ روزنامہ "جنگ" ۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہماری ثقافت تو اپنے مقصدِ حیات کی تکمیل اور جہانگیری کی خاطر شمشیر و سناں کی مہارتوں سے عبارت تھی۔ اسلامی ثقافت میں زوال سے دوچار کرنے والے لہو ولعب کا کیا کام؟ بقول اقبالؒ:

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

پاکستان میں قومی ثقافت کی تقاریب کے پروگرام دیکھئے تو سب لہو ولعب کی مختلف صورتوں پر مشتمل نظر آئیں گے۔ ان میں ہیر خوانی کا مقابلہ ہے۔ خٹک ناچ ہے، لڈی ہے، بھنگڑا ہے، فینسی ڈریس شو ہے، آرائشِ گیسو کے مقابلے ہیں، مصوری ہے، فیشن شو ہیں، میوزک شو ہیں، سب کچھ ہے۔ اگر کوئی چیز مفقود ہے تو وہ اسلامی ثقافت ہے۔ اس کے باوجود ہمیں یہ غلط فہمی ہے کہ ہم اپنی ثقافت کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ٹیلی ویژن

www.KitaboSunnat.com

ٹیلی ویژن ''فکری اغوا'' کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔اس نے مسلم معاشرے کے خواندہ و ناخواندہ طبقات کو یکساں متاثر کیا ہے۔ پاکستان میں ٹی وی سٹیشن اسی مقصد کے لئے قائم کیا گیا۔ پی ٹی وی کے پہلے ڈائریکٹر جنرل ذوالفقار علی بخاری نے اپنے عملے کو ہدایات دیتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا کہ:

''آپ کو مذہب کی خرافات سے معاشرے کو نجات دلانے کا کام کرنا ہے اور اسی لیے ہم اس ادارے کے ذریعے بالکل جدید ذہنوں کو آگے لانا چاہتے ہیں۔میڈیا کے ساتھ نئے ذہنوں کو نہ صرف فرسودہ اور مردہ تصورات سے نجات دلانے کے لئے استعمال کیا جائے گا بلکہ ان کو پوری قوم کے محسوسات اور طرزِ فکر کو بدلنا ہوگا۔'' ❶

بلاشبہ ٹی وی کے کار پردازان اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب رہے۔ ٹیلی ویژن نے پاکستانیوں کی فکر سے اسلامی اثرات کھرچ کھرچ کر دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مغربی طرزِ معاشرت، متدین مسلمانوں کی کردار کشی اور تضحیک، لہو ولعب، بے پردگی، غرض ''فکری اغوا'' کے تمام پہلوؤں کا خوب ابلاغ کر رہا ہے۔

ٹیلی ویژن کا بنیادی جزوِ ترکیبی تصویر ہے۔جس کی بنیاد ہی اللہ کی حرام کی ہوئی چیز پر ہو، اس سے خیر کی توقع کی بھی کیسے جاسکتی ہے۔

ٹیلی ویژن پروگراموں نے پاکستانی معاشرے سے اسلامی اقدار اور امن وسکون کا

---

❶ ویڈیو جنریشن ص ۳۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خاتمہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ جرائم کی تعداد پہلے سے کئی گناہ بڑھ گئی ہے۔ طلاق، گھریلو ناچاقیوں اور نفسیاتی الجھنوں میں اضافہ ہوگیا ہے۔

ٹیلی ویژن نے بچوں کے ذہن کس طرح بدلنے شروع کر دیے ہیں۔ اس کی ایک مثال ہفت روزہ تکبیر (۷ مئی ۱۹۹۸ء) کی یہ خبر ہے:

"سات سالہ توصیف مقیم ڈیفنس نے اپنے باپ سے شراب لانے کا مطالبہ کیا۔ جس کا پسِ منظر اسی ٹی وی کا ڈرامہ "تارا" تھا، جس میں عورتیں بے تحاشا شراب استعمال کرتی ہیں"۔

اسلامی روایات اور شخصیات کے لئے ٹیلی ویژن میں کوئی جگہ نہیں۔ سابق وزیر اطلاعات مشاہد حسین سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نے ٹی وی پر ملاؤں کا داخلہ بند کر دیا ہے؟ تو جواب دیا "یہ پاکستان ٹیلی ویژن ہے، نہ یہ طالبان ٹیلی ویژن ہے، نہ یہ ایران ٹیلی ویژن ہے۔ ہماری جو روایات ہیں ہم اس کے مطابق چلیں گے۔" ❶

ٹی وی کے پروگرام ترتیب دینے والوں کی "روایات" سراسر فحاشی اور غیر اخلاقی رویوں پر مشتمل ہیں۔

ٹی وی ڈراموں پر **Dates** "بوڑھوں کے معشقے" شادی شدہ عورتوں کا دوسرے مردوں سے، اور شادی شدہ مردوں کا دوسری عورتوں سے عشق عام ہیں۔

کارٹونوں کو ایک نہایت بے ضرر پروگرام سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ دہشت، خوف اور اب تو جنسی اشاروں، ذو معنی جملوں اور نہایت ناشائستہ حرکتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

سابق وفاقی وزیر اطلاعات مشاہد حسین کے مطابق زیادہ تر کارٹون باہر سے آتے ہیں، مغرب ہمارے بچوں کے اخلاق خراب کرنے کے لئے آخر کیسے کارٹون بھیجے گا؟ ٹی وی ڈراموں اور فلموں نے مجرموں کو جرائم کی عملی تربیت دی ہے۔ بھارتی فلم "دیوداس" دیکھ کر پاکستان میں ۳۴ خودکشیاں ہوئیں، ان میں ۲۰ خواتین تھیں۔ ایک پاکستانی فلم "میرا نام ہے محبت" دیکھ کر کراچی میں ایک نوجوان جوڑے نے اور پیکنگ میں ایک چینی لڑکی نے خودکشی کر لی۔" ❷

---

❶ ہفت روزہ تکبیر: ۳۰ اپریل ۱۹۹۸ء

❷ بیدار ڈائجسٹ: فروری ۱۹۹۸ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

المیہ یہ ہے کہ ان تمام مفاسد کے باوجود کیا خواص اور کیا علما اور کیا جہلا سبھی کوئی بھی اس شر سے محفوظ نہیں اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ ۔ شیطان نے مختلف خوش نما تاویلوں کا سب کو اسیر کررکھا ہے۔

دینی علم سے بے بہرہ عوام کی تو کیا بات کی جائے کہ بیشتر علما حضرات بھی ٹی وی کے حق میں دلائل پیش کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ٹی وی ایک آلہ ہے جس کا استعمال خیر کے لئے بھی ہوسکتا ہے اور شر کے لئے بھی۔ لہٰذا اس کا درست استعمال کیا جائے تو گھر میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

نہ جانے یہ حقیقت ذہنوں سے کیوں محو کردی جاتی ہے کہ ٹی وی تصویر ہے اور تصویر حرام۔ اس آلے کا معاملہ ریڈیو سے یکسر مختلف ہے جس کی اساس "آواز" ہے یعنی ایک مباح امر ہے۔ اس کا صحیح یا غلط استعمال اسے جائز یا ناجائز بنائے گا۔ جب کہ ٹی وی کی تصویر اسلام میں سراسر غیر مباح ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ٹیلی ویژن پر دینی پروگرام بھی تو آتے ہیں۔ ہم صرف وہی دیکھتے ہیں۔ یاد رہے کہ ایک دینی پروگرام سے استفادہ کرنے کے لئے بھی درج ذیل گناہوں سے لازماً گزرنا پڑے گا۔

ا۔ گھر میں تصویر کی موجودگی

جب کہ نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑتے تھے جس میں تصویر ہوتی بلکہ ایسی چیزیں چکنا چور کردیتے۔" (بخاری شریف)

۲۔ نامحرموں کی طرف نگاہ جما کر دیکھنا

جب کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"نظر بھی شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔" (مسند احمد)

قرآن مجید کی سورت نور (بحوالہ آیت نمبر ۳۰-۳۱) میں مردوں اور عورتوں دونوں کو نامحرموں کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: "پہلی نظر تو معاف ہے مگر دوسری نہیں۔

(ابوداؤد: باب ما یؤ مربہ من غض البصر)

دیئے پروگرام پیش کرنے والا مرد ہے تو عورتیں دیکھ کر گناہ گار ہوں گی اور عورت ہے تو مرد۔ ٹی وی کے تمام پروگراموں سے قبل ایک بنی سنوری عورت اعلان کرتی ہے۔ شیطان دل اور نظر میں اس کے لئے پسندیدگی پیدا کرسکتا ہے، ایسی پسندیدگی کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "آنکھ کا زنا "دیکھنا" ہے۔" (مسلم)

۳۔ موسیقی

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو آدمی گانے بجانے کا کام کرے اور دوسرا جو گھر پر اس کا اہتمام کرے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔" (بیہقی)

ٹی وی کا کوئی پروگرام موسیقی کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتا۔ اب تو حمدوں اور نعتوں کے پیچھے بھی موسیقی سنائی جانے لگی ہے۔ ایسی صورتِ حال میں ٹی وی گھر لا کر رکھنا، کیا اللہ اور اس کے نبی ﷺ کے حکم کی نافرمانی نہیں؟

نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس گھر میں موسیقی کے آلات ہوں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔" (صحیح مسلم)

ٹی وی گھر میں رکھنے کے لئے اپنی نیت نیک سہی لیکن نیکی بھی، تو اللہ کے ہاں وہی قبول ہوگی جو مکمل اطاعت کے سانچے میں ڈھلی ہو۔ کیونکہ اس کا حکم ہے:

"اُدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً." (البقرہ: ۲۰۸)

"اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔"

بحیثیتِ مجموعی دیکھا جائے تو ٹی وی کی مثال جوئے اور شراب کی سی ہے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا." (البقرہ: ۲۱۹)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے کی نسبت زیادہ ہے۔''

اور اسی بنیاد پر دونوں اسلامی شریعت میں حرام ہیں۔

متدیّن حلقوں میں یہ جواز بھی عام ہے کہ ٹی وی دیکھیں گے نہیں تو اس کے خلاف احتجاج کیسے کریں گے۔ یہ ایک نہایت عجیب منطق ہے۔ کیا کسی اور گناہ (مثلاً شراب نوشی ہی) کے بارے میں بھی یہ پسند کیا جائے گا کہ پہلے اس کے مضرات و مضمرات کا عملی تجربہ کیا جائے تا کہ اس کے خلاف مؤثر احتجاج ہو سکے۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْن

بعض کے خیال میں ٹی وی حالاتِ حاضرہ سے واقفیت کا بڑا ذریعہ ہے لہٰذا اسے گھر میں رکھنا آج کی اہم ضرورت ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا حالاتِ حاضرہ سے واقفیت کا اور کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا۔ ٹی وی کی نسبت ذرا ہلکی چیزیں اخبارات اور ریڈیو بھی تو ہیں۔ یاد رہے کہ اخبارات میں تصویر اور ریڈیو میں موسیقی وغیرہ غیر مباح اُمور ہیں۔ تاہم اخبار اور ریڈیو بذاتِ خود غلط نہیں، ان کا استعمال انہیں غلط بناتا ہے۔

مشہور محقق ڈاکٹر حمید اللہ (مقیم پیرس) کی وسعتِ معلومات میں کیا شبہ ہو سکتا ہے، لیکن ان کے گھر میں ٹی وی نہیں۔

سابق وزیر اعظم نواز شریف سے ملاقات کے دوران ٹی وی فوٹو گرافر ڈاکٹر صاحب کی تصویر لینے لگے تو انہوں نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ لیا اور کہا کہ اسلام میں اس کی اجازت نہیں۔ تصویر کو پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ ناگزیر ضروریات تک محدود رہنا چاہیے۔ یہ تشہیر کا نہیں شناخت کا معاملہ ہے۔ میں تشہیر کے لئے تصویر کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں۔''[1]

نبیٔ اکرم ﷺ نے فتنہ سے پناہ مانگی ہے۔ آپ ﷺ دعا کیا کرتے:

'' اَللّٰهُمَّ اِذَا اَرَدْتَ فِي الْخَلْقِ فِتْنَةً فَنَجِّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْن. ''

ٹیلی ویژن کیسے ہی اچھے مقاصد کے پیشِ نظر گھر میں رکھا جائے بہر حال اس کا وجود فتنہ کے احتمال سے خالی نہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے قربِ قیامت کی ایک علامت یہ بھی بتائی تھی کہ ''گانے بجانے

---

[1] ہفت روزہ تکبیر ۱۳ اگست ۱۹۹۸ء

کے آلات اور گلوکارائیں عام ہو جائیں گی۔" (ترمذی)

ٹیلی ویژن نے اس پیشین گوئی کو حقیقت کا روپ دے دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یاد سے فکر و قلب کو ہٹا دینے والے مشغلوں "لھوالحدیث" کی وضاحت میں حسنؒ کہتے ہیں:

" کُلَّ مَا شَغَلَکَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَ ذِکْرِهِ مِنَ السَّمَرِ وَالْاَضَاحِیْکِ وَ الْخَرَافَاتَ وَالْغِنَاءِ نَحْوَهَا . "

"یعنی لہوالحدیث ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور یاد سے ہٹانے والی ہو، مثلاً فضول قصّہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گانا بجانا۔" ❶

ٹیلی ویژن ان تمام خرافات کا مجموعہ ہے۔ اسے خریدنا...... اس کے لئے بجلی کا خرچ اس کی آرائش پر رقم خرچ کرنا...... قرآن مجید میں ایسے لہوولعب پر خرچ کرنے کے متعلق بہت سخت وعید سنائی گئی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ "(لقمان : ٦)

"اور انسانوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو خرید لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بتائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔"

اور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب گانے والی عورتوں، آلاتِ موسیقی اور شراب کا عام رواج ہو جائے تو تم اس وقت ایک سرخ آندھی کا، زلزلہ کا، زمین میں دھنسنے کا، صورتیں مسخ ہونے کا اور قیامت کی نشانیوں کا جو یکے بعد دیگرے اس طرح آئیں گی جیسے کسی ہار کی لڑی ٹوٹ جانے سے دانے بکھر جاتے ہیں، انتظار کرو۔" (ترمذی)

---

❶ "فلم اسلام کی نظر میں" ص ۴۵: مصنفہ بشیر احمد

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بے پردگی

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَان." (بخاری شریف)

"حیا ایمان کا حصہ ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے فکری اغوا میں ایک اہم پہلو حیا کا خاتمہ رہا۔ عورت آئندہ نسلوں کی معمار ہے۔ اس کی صالحیت پر آئندہ نسلوں کے دین وصلاح کا انحصار ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسلمان معاشرے کو حیادار بنانے کے لئے عورت کی حیا کا اہتمام سب سے زیادہ کیا۔ حجاب یعنی پردہ اسی اہتمام کا ایک حصہ ہے۔ قرآن مجید میں حکم ہوا:

"يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط." (الاحزاب:۵۹)

"اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اُوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں، اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ستایا نہ جائے گا۔"

پردہ "فکری اغوا" کے مختلف پہلوؤں، فحاشی، لہو ولعب، موسیقی، رقص، فلم، ڈرامہ اور خاندانی انتشار کے راستے میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا فکر اغوا کرنے والوں نے پردے کی بھرپور مخالفت کی۔

مصر میں ترقی پسند تحریک کے داعی قاسم امین نے آزادیٔ نسواں کے حق میں "**تحریر المرأة**" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جس میں انہوں نے دعوٰی کیا کہ اسلام میں بے پردگی کی مخالفت نہیں۔

اس کتاب کے مصری تہذیب پر مرتب ہونے والے اثرات کے متعلق اسکندریہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین اپنی کتاب "**الاتجاھات الوطنية فی الادب المعاصر**" میں رقم طراز ہیں:

"اس دعوت وتحریک کے نتیجہ میں عورتوں میں بے پردگی، بے حجابی، آزادی اور بے قیدی کا جو رجحان پیدا ہوا، اس سے اسلامی خیال کے لوگ گھبرا گئے۔ عورتوں کے حالات میں جو انقلاب آرہا تھا، قدیم آداب ورسوم، باپ اور شوہر کے اقتدار کے خلاف بغاوت کا جو جذبہ پیدا ہو رہا تھا اس کو انہوں نے شدّت سے ناپسند کیا۔ وہ استعجاب اور پریشانی کے عالم میں لباس کی تبدیلیوں اور تیزی کے ساتھ ڈھیلے ڈھالے اور ساتر مصری لباس کے مقابلے میں چست وکوتاہ مغربی لباس کو دیکھ رہے تھے جو اس تیزی کے ساتھ عورتوں میں مقبول ہو رہا تھا کہ جس کا ان کو پہلے سے کوئی اندازہ نہ تھا۔" ❶

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پردے کی مخالفت کے پس منظر میں مسلمان عورتوں کو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اپنے سرپرست مردوں کے خلاف محاذ آرا کرنا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عورتوں میں حبِ الٰہی اور حبِ رسول ﷺ کا جذبہ سرد پڑ گیا۔ عورت اور مرد کے درمیان نفرتوں کی گہری خلیج حائل ہوگئی۔ بے پردگی کا نتیجہ مغربی تہذیب کے تسلّط کی صورت میں رونما ہوا۔

افغانستان میں بھی یہی ہوا، وہاں بے پردگی کی تحریک کے ابتدائی اثرات کا ایک مظہر درج ذیل ہے، جسے ایک یورپین نامہ نگار نے ٹائمز آف انڈیا (۲۸ جولائی ۱۹۶۳ء) کی اشاعت میں افغانی جشنِ استقلال کے متعلق تحریر کیا ہے:

"وسیع پیمانے پر چھوٹنے والی آتش بازی' جو اس سے قبل میں نے افغانستان میں نہیں دیکھی تھیں، کے ہر تماشا کے ساتھ آفرین وتحسین کی آوازیں پانچ لاکھ تماشائیوں کے حلق سے نکل رہی تھیں ...... مجھ سے افغانستان کے وزیر خارجہ نے جو ہمارے ساتھ جھیل کے کنارے شاہی نشستوں پر بیٹھے تھے، کہا کہ آپ غلط موقع پر آئے ہیں، ہم اس وقت تفریح منا رہے ہیں اور اس وقت اپنے پنج سالہ ترقیاتی منصوبے پر گفتگو نہیں کر سکتے۔

---

❶ مسلم ممالک میں کشمکش ص ۱۴۷

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں نے جواب دیا۔ جی نہیں یہی بہترین موقع ہے، کسی ملک کے کارناموں کو اس وقت بہتر طور سے جانچا جا سکتا ہے، جب کہ وہاں کے باشندے تفریح میں مشغول ہوں۔ میں تو افغان عورتوں کو مسکراتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔'' عین اس وقت ایک خوبصورت عورت ہمارے گروہ میں شامل ہوئی اور مسکرائی......

تین سال قبل یہاں کی عورتیں پردہ میں تھیں۔ اس وقت اگر ایسے موقع پر اسے باہر نکلنے کی اجازت ملتی تو اسے چادر میں ملفوف ہو کر آنا پڑتا جو اسے سر سے پیر تک ڈھکے رہتی اور نقاب اس کے چہرہ کو ڈھانپے ہوئے ہوتا، جس میں دیکھنے کے لئے سوراخ بنے ہوتے۔

اب یہ سب نذرِ انقلاب ہو چکا ہے...... افغانستان سے باہر رہنے والوں کے لئے یہ اندازہ بہت دشوار ہے کہ اس انقلاب نے افغان عورتوں پر کتنا زیادہ اثر ڈالا ہے۔ ۳۲ سال قبل شاہ امان اللہ خان کو ملاؤں (مذہبی عالموں) نے اس لئے تختِ شاہی سے نکال باہر کیا تھا کہ انہوں نے اپنی ملکہ کو بغیر نقاب کے باہر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ افغانستان میں عورتوں نے اگست ۱۹۵۹ء سے بے نقابی شروع کی ہے۔ ایک شاہی فرمان کی رو سے عورتوں کو برقع سے باہر نکلنے کا حکم تو نہیں دیا گیا لیکن اجازت دے دی گئی تھی ...

میں نے کابل یونیورسٹی کی ایک میڈیکل انڈر گریجویٹ، زندگی اور زندہ دلی کی مجسم تصویر، مسماۃ معصومہ کاظمی سے پوچھا کہ تم نے (اس فرمان کے اجرا کے بعد) کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میری بہن اور میں نے اپنے برقع کی چادروں کو نذرِ آتش کر دیا اور ہم نے قسم کھائی کہ اب کبھی برقع اور چادر نہ استعمال کریں گے۔'' ❶

''افغانستان کے ہمسایہ ملک بخارا میں ۱۸ مارچ ۱۹۶۱ء کو ایک بڑی تقریب میں برقعوں کا ڈھیر نذرِ آتش کر دیا گیا۔ پردہ ترک کروانے کے لئے مسلمان عورتوں پر تشدد سے بھی کام لیا گیا۔ اس تقریب میں پانچ ہزار مسلمان عورتیں آئی تھیں جنہوں نے مزاحمت کی اور پردہ ترک کرنے سے انکار کیا، ان کے سروں سے برقعے نوچ کر الاؤ میں ڈال دیئے گئے۔ رشتہ داروں کی منت سماجت اور ترغیب سے بالآخر انہیں بے پردگی اختیار کرنا پڑی۔

---

❶ (مسلم ممالک میں: کشمکش ص ۳۴ تا ۳۶)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جبراً پردہ اتارنے کی یہ مہم روسی عورتوں نے انجام دی۔ ۱۸ مارچ کو قومی دن کی حیثیت حاصل ہوگئی اور ہر سال یہ رسم دہرا کر منائی جانے لگی۔ "❶

ایران میں رضا شاہ پہلوی نے ۱۹۳۵ء میں برقع ممنوع قرار دے دیا۔❷

اوراب ملائشیا جس کے متعلق اخبار لکھتا ہے:

"ان حالات میں جب مغربی دنیا خصوصاً ہانگ کانگ میں عصمت دری کے واقعات کو عریاں لباس کا مرہونِ منّت قرار دینے کا مسئلہ زیرِ بحث ہے، اسلامی ملک ملائشیا میں مقدمہ زیرِ سماعت ہے جس میں ایک خاتون حلیمہ قمر الدین دفتر میں کام کے دوران چہرہ ڈھانپ کرر کھنے کو عین اسلامی قرار دینے کی کوشش کررہی ہیں...... ۱۹۸۶ء میں حلیمہ کو صرف اس لئے نوکری سے نکال دیا گیا تھا۔

تعجب انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان جج محمد یوسف چن نے فیصلہ دیا کہ حکومت اپنے عوام کے لئے لباس کے تعیّن کا اختیار رکھتی ہے اور اگر چند ایک مذہبی رجحان مجروح بھی ہو جائیں تو کوئی بات نہیں۔

حلیمہ نے عدالت کو بتایا کہ وہ اپنے جسم کے ہر حصے کو ڈھانپتی ہیں جو انہیں تہمت دلا سکتا ہے۔ اس کے جواب میں حکومت کا دفاع کرتے ہوئے مفتی عبد القادر نے کہا کہ قرآن پاک میں واضح طور پر خواتین کو نماز اور طوافِ کعبہ کے دوران اپنا اپنا چہرہ ڈھانپنے سے منع کیا گیا ہے...... جسٹس یوسف نے دورانِ سماعت یہ کہہ کر حکومت کی طرف داری کا پورا احساس دلایا کہ وہ یہ کیسے مان لیں کہ پردے کے حق میں استغاثہ کرنے والی حلیمہ سعدیہ عدالت میں موجود یہی پردہ دار خاتون ہے۔ ان الفاظ پر حلیمہ سعدیہ کو شناخت کروانے کے لئے اپنے چہرے سے نقاب اٹھانا پڑی۔ اس موقع پر جسٹس نے حلیمہ سعدیہ کے وکیل کرپال سنگھ کے اس موقف کو مسترد کردیا کہ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ حلیمہ سعدیہ کی شناخت کے لئے خاتون سیکورٹی گارڈ مہیا کی جاسکتی ہیں۔ ملائشیا کی نیشنل یونیورسٹی میں

---

❶ روزنامہ نوائے وقت، ملتان ۱۸ اپریل ۱۹۹۶ء

❷ ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ ___ ج : ۳ ، ص : ۲۲۶

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شعبۂ اسلامیات کے سربراہ فیصل عثمان نے عدالت کے اس فیصلہ کو سراہا اور کہا کہ اسلام کے بنیادی اصولوں میں لوگوں کی فلاح ہر دوسرے حکم پر سبقت رکھتی ہے۔ فیصل نے مزید کہا کہ اگر عورت اپنے آپ کو اتنا خوبصورت سمجھتی ہے کہ اسے اپنے اوپر تہمت لگنے کا ڈر ہو تو بہتر ہے وہ اپنے گھر کی چار دیواری میں مقیم رہے۔'' ❶

طاغوت کے ''فکری اغوا'' کا شکار ہونے والی مسلمان مملکتوں میں کیسے کیسے صاحبِ علم وفضل افراد مفتی کے عہدے پر فائز کیے جاتے ہیں، اس کی ملائشین مفتی عبدالقادر شاندار مثال ہے۔ نہ جانے قرآن مجید میں کس آیت میں نماز اور طوافِ کعبہ میں پردے کی ممانعت نظر آئی۔ یہ ممانعت حدیث میں تو ضرور موجود ہے مگر قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں۔ یہ ممانعت خود اس بات کی دلیل ہے کہ عام حالات میں پردہ ضروری ہے، ورنہ نماز اور حج کی تخصیص کے کیا معنی؟......

حجاب کے مخالف فکری مغویان، پردے کو عورت کی فلاح کے خلاف قرار دیتے ہیں، حالانکہ پردہ عورت کے لئے سراسر باعثِ خیر وفلاح ہے۔ یہ عورت کو بے شمار درندگیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ممالک میں زنا بالجبر کے جرائم کی شرح غیر مسلم ممالک کی نسبت بہت کم ہے۔

اور تو اور اس کا اعتراف پردے کی مخالف بے نظیر بھٹو نے بھی کیا ہے۔ لکھتی ہیں:

''ہماری ابتدائی کلاس میں ہمیں زنا بالجبر کے خطرات کے متعلق جو لیکچر دیے جاتے تھے، ریڈ کلف میں سن کر وحشت ہوتی تھی۔ میں نے امریکہ آنے سے قبل زنا بالجبر کے بارے میں کبھی سُنا تک نہیں تھا اور اب اس امکان کی وجہ سے میں اگلے چار سال کبھی رات کو اکیلی باہر نہیں نکلی۔'' ❷

معلوم ہوا کہ پاکستان میں جس جرم کے متعلق بے نظیر نے سنا بھی نہیں تھا۔ امریکہ کے مادر پدر آزاد معاشرے میں وہ ایک مجسم اور خطرناک حقیقت تھا۔ اس فرق کا سبب معاشرتی اقدار میں فرق کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

---

❶ روزنامہ نوائے وقت ۱۷ مارچ ۱۹۹۲ء

❷ دخترِ مشرق از بے نظیر بھٹو ص : ۸۶

ایک امریکی پروفیسر جنہوں نے عمر کے آخری حصہ میں اسلام قبول کرلیا' اپنے اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ قیام پاکستان کے دوران پاکستان کی خواتین کا گہرا مشاہدہ کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ ان کی اکثریت پھسلنے کے مواقع دستیاب ہونے کے باوجود اپنی (عفت) کی حفاظت کرتی ہے۔ ان کے اندر یہ جذبہ کہاں سے آتا ہے؟ اس سوال کا جواب تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ اسلامی تعلیمات واقدار یہ جذبہ پیدا کرتی ہیں چنانچہ میں نے اسلام کا مطالعہ کیا اور اسلام قبول کرلیا۔ ❶

پاکستان میں بھی پردہ فکری مغویان اور اغواگروں کا خصوصی ہدف ہے۔ پردہ ان کی محبوب ثقافت (جو رقص، موسیقی، فحاشی، لسانی اور نسلی عصبیتوں پر مبنی ہے) کی راہ میں حائل ہے۔ ۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء کو حلقۂ اربابِ ذوق سیاسی نے ثقافت کے نام سے منعقدہ کل پاکستان مذکراہ میں واشگاف الفاظ میں کہا کہ:

"پاکستان کی قومی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ پردہ ہے۔ جب تک یہ لعنت دور نہ ہو ثقافت ترقی نہیں کرسکتی۔" (روزنامہ نوائے وقت ۸ نومبر ۱۹۷۵ء)

اس تقریب میں ہونے والی تقریروں کا ماحصل یہ تھا:

① پاکستان کو ثقافتی وحدت حاصل نہیں۔
② مذہب کا قومیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔
③ پاکستان کے لئے اسلام کی کوئی حیثیت نہیں۔
④ اُردو ہیجڑوں کی زبان ہے، یہ پاکستان کے لئے غیر زبان ہے۔
⑤ راجہ داہر ہمارا روحانی اور ثقافتی ہیرو ہے۔

بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ اس ثقافت کے خدوخال ہیں جس کی ترقی میں پردہ رکاوٹ ہے۔

پاکستان کے آغاز ہی سے اس طبقے نے پردے کے خلاف آواز بلند کرنی شروع کر دی تھی۔ اس کی ایک مثال ایک محترمہ کا ڈیلی سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور (شمارہ ۳۰ اپریل ۱۹۴۹ء) کو لکھا ہوا درجِ ذیل خط ہے:

---

❶ ماہنامہ تکبیر، ۱۵ جنوری ۱۹۹۸ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''ہم عورتوں پر پردہ ان لوگوں نے ٹھونسا ہے جن کی اخلاقی حالت کافی بلند نہیں تھی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ اپنے اخلاق کو بآسانی بلند نہیں کر سکتے، اس لئے انہوں نے عورتوں کو اس ظالمانہ طریقے سے قید کر دینے کی راہ نکالی۔ وہ سمجھے کہ اس خرابی پر قابو پانے کا یہی ٹھیک طریقہ ہے۔ (اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام ۔ امین احسن اصلاحی ص : ۵۰)

اس طرح کی گوہر فشانی ایک پروفیسر صاحب وارث میر نے روزنامہ جنگ میں ۴ تا ۷ جولائی ۱۹۸۵ء میں عورت، پردہ اور جدید زندگی کے مسائل سے اپنے بالاقساط مضمون میں کی ہے، لکھتے ہیں:

''عورت کا مرد سے منہ چھپانا دراصل مرد کی نیت کے منہ پر تھپڑ رسید کرنا ہے۔ منہ چھپانے والی عورت دراصل مرد کو اخلاقی لحاظ سے ایک کمزور اور ناقابلِ اعتبار مخلوق قرار دے رہی ہوتی ہے۔ کیا عورت کے کانوں کی ساخت مرد کے کانوں سے مختلف ہوتی ہے، کیا عورت کی آنکھوں کا مصرف مرد کی آنکھوں سے مختلف ہے۔ اگر قدرت کا کوئی ایسا منشا ہوتا کہ عورت اس کی عطا کردہ صلاحیتوں کا صرف محدود استعمال کر سکتی تو قدرت عورت کی ان صلاحیتوں کو خود ہی کوئی مختلف ساخت دے دیتی...... آگے چل کر یہ انکشاف بھی فرمایا ہے کہ:

''عصرِ حاضر میں اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی معاشرے میں جلباب یا دوپٹے کے بغیر راہ چلتی عورت کو کوئی تنگ نہیں کرتا تو کیا وہاں بھی چادر اور دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہو جائے گا۔ میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ اکثر غیر ملکی مہذب معاشروں میں مسلمان عورتیں کسی محرم کے بغیر بلا خوف وخطر طویل سفر اختیار کر سکتی ہیں اور کوئی نامحرم ہم سفر اس کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر نہیں دیکھے گا''۔

یورپ جس نے بے لباسی اور بے پردگی کو دل و جان سے سراہا، گلے لگایا، وہاں کا معاشرہ تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے اور بے پردگی اب اسے اس مقام پر لے آئی ہے کہ عورتیں عورتوں سے اور مرد مردوں سے نکاح رچانے لگے ہیں، بلکہ مینڈکوں اور کتوں کے ساتھ بھی شادی کرنے کی خبریں آنے لگی ہیں۔

اب تو باقاعدہ ہم جنس پرستوں کی تنظیم معرض وجود میں آچکی ہے اور وہ بڑے دھڑلے سے اہل سدوم کے بوسیدہ طریقے فحاشیت کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

افسوس تو اس بات پر ہے کہ شیطان اور اس کے کارندوں نے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والوں کو بھی اس دام تزویر میں پھانس لیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ خبر کتنی وحشت انگیز ہے۔

ہم جنسوں کی تنظیم کے زیر اہتمام بین الاقوامی کانفرس اسی سال لاہور میں ہوگی۔ دنیا بھر کی ۳۰۰ سے زائد تنظیمیں اس میں حصہ لیں گی، یہ بات ہفت روزہ ''آج کل'' نے برطانوی ہفتہ وار ''اکانومسٹ'' کے حوالے سے بتائی ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ ہم جنس پرستوں کی دوسری بین الاقوامی کانفرنس ہوگی...... گذشتہ برس لاہور میں ایک ہم جنس پرستی کی تنظیم وجود میں آئی...... ایک روزنامے کے مطابق ایک پاکستانی شاعر نے ہم جنس پرستی پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ ❶

یاد رہے کہ ہم جنس پرستی وہ عمل بد ہے جس کے مرتکبین کو زمین بھی اپنے آپ پر برداشت نہیں کرتی۔ اردن کے ایک حصے میں موجود ''بحرمیت'' قوم لوط علیہ السلام کی اس بدعملی اور اس پر وعید کا عبرت انگیز مظہر ہے۔ جس کے باعث سدوم شہر گہرے سمندر کی تہہ میں غرق ہوگیا اور ایسا معتوب ٹھہرا کہ کوئی کیڑا یا مچھلی بھی اس میں زندہ رہنا پسند نہیں کرتی......

پردے کے مخالفین جس تہذیب کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، اس کے متعلق مغرب کی ایک دانشور خاتون ہی کی رائے، کیونکہ بہر حال گھر کے افراد کی رائے بیرونی افراد سے زیادہ وقیع ہوتی ہے۔

مسز ہڈسن جو کہ علم طبیعیات کی بھی ماہر ہیں، لکھتی ہیں:

''ہماری تہذیب کی عمارت کی دیواریں منہدم ہونے کو ہیں۔ اس کی بنیادوں میں ضعف آ گیا ہے اور اس کے شہتیر ہل رہے ہیں، نہ معلوم یہ ساری عمارت کب پیوند خاک ہو جائے گی۔ ہم گزشتہ کئی سال سے دیکھ رہے ہیں کہ اب لوگ نظم وضبط کی پابندیاں اختیار نہیں کرتے۔ اس کی بقا کی بس ایک صورت باقی ہے کہ مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول پر پابندی عائد کر دی جائے، کیونکہ اس تہذیب کے لوگوں کی تمام تر توجہات آزاد جنسی تعلقات، قحبہ گری، عصمت فروشی مختصر یہ کہ جنسی خواہشوں پر مرتکز ہو کر رہ گئی ہیں۔ اس سے

---

❶ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ ص ۳۵۔ فروری ۱۹۹۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ان کی ساری تعمیری صلاحیتیں ضائع ہو رہی ہیں۔ یہ نوعیت اور اس کے ان بدترین آثار اور نتائج کو دیکھ کر ہمارے ذہنوں میں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ آیا یہ ہماری تہذیب کے ملیا میٹ ہونے کے آثار و شواہد ہیں یا اس کے اسباب؟ میری رائے یہ ہے کہ یہ آثار و شواہد بھی ہیں اور اسباب بھی۔'' ❶

اس خاتون نے یہ رونا یوں ہی نہیں رویا، اس وقت مہذب دنیا میں ہر ۴۵ سیکنڈ کے بعد ایک عورت کو بے آبرو کر دیا جاتا ہے۔ ❷

اب تو مغربی ممالک میں بھی یہ حقیقت تسلیم کی جانے لگی ہے کہ عصمت دری کے جرائم کا بے حجابی اور بے لباسی سے گہرا تعلق ہے۔ سویڈن کی ایک ۱۸ سالہ لڑکی 'روسا' نے اپنے ڈرائیورنگ انسٹرکٹر پر اپنے ساتھ زیادتی کا الزام لگایا تو سویڈن کی عدالتِ عظمیٰ نے یہ فیصلہ دیا کہ ''جین پہننے والی لڑکی کسی شخص پر زیادتی کا الزام نہیں لگا سکتی، کیونکہ ایسا اس کی مرضی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔'' ❸

گویا ''جین'' جیسا بے حجاب لباس عمل کی زبان ہے۔

Touch Me (ٹچ می) هَيْتَ لَكَ کا اشتہار ہے۔ بے پردگی، بے لباسی کی منزل کا نقطۂ آغاز ہے۔

زیرِ نظر فرمانِ الٰہی میں اس صورتِ حال کے اسباب اور علاج دونوں کی نشاندہی ہے:

''يَابَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ط وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ'' ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ o يَابَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ط اِنَّهٗ يَرٰاكُمْ

---

❶ انسانیت کی تعمیرِ نو اور اسلام ــ ص: ۵۲ ــ عبدالحمید صدیقی

❷ روزنامہ جنگ ۱۲ نومبر ۱۹۹۵ء

❸ (روزنامہ نوائے وقت ۱۲ فروری ۱۹۹۸ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ط إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ .'' (الاعراف : ۲۷ تا ۲۸)

''اے اولادِ آدم علیہ السلام! ہم نے تم پر لباس نازل کیا کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانپے اور تمہارے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو۔ اور بہترین لباس تقوی کا لباس ہے۔ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں تا کہ لوگ نصیحت پکڑیں۔ اے بنی آدم علیہ السلام! (دیکھنا کہیں) شیطان تمہیں بہکا نہ دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو (بہکا کر) جنت سے نکلوادیا، اور ان سے ان کے کپڑے اتروادیے تا کہ ان کے ستر کھول کر دکھائے، وہ اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے شیطان کو انہی لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خاندانی استحکام کی تباہی

معاشرے اور مملکت کے استحکام کے لئے ''خاندان'' کا استحکام اسی طرح ضروری ہے جس طرح مضبوط عمارت کی تعمیر کے لئے بنیادوں کی مضبوطی۔ یہی وجہ ہے کہ دینِ فطرت، اسلام نے ''خاندان'' کے استحکام کا خاص اہتمام کیا۔ بیواؤں اور بے نکاحوں کے نکاح کا حکم دیا۔

ازدواجی زندگی کو عبادت قرار دیا اور تجرد کی حوصلہ شکنی کی۔ نکاح کا تعلق مضبوط کرنے کے لئے جاہلی طرزِ طلاق متروک کر دیا۔ جس میں معمولی باتوں پر طلاق دینے کے بعد بار بار رجوع کر کے عورتوں کو تنگ کیا جاتا تھا۔ اس کے بجائے ایسا طریقِ طلاق رائج کیا جس میں مرد اور عورت کی جدائی کے امکانات کم سے کم ہوں۔ تین اقساط میں طلاق، ایسے طہر میں طلاق جس میں ازدواجی تعلّقات نہ قائم کیے ہوں اور طلاق کے بعد عدّت خاوند ہی کے گھر میں گزارنے کا حکم سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

لاتعداد ازدواج کا رواج ختم کر کے چار تک تعداد محدود کر دی اور عدل کی کڑی شرط عائد کی۔ عورت خاندان کی بنیادی اکائی ہے، لہٰذا اس کی بیرونِ خانہ غیر ضروری سرگرمیوں پر پابندی لگائی۔ اسے ''ربة البیت'' ہونے کا اعزاز بخشا۔ اس کی حیثیت کو مستحکم کیا۔ عورت کی اہم اور بنیادی حیثیتوں (ماں، بہن، بیٹی، بیوی،) کے حوالے سے حقوق کا باقاعدہ تعیُّن کیا۔ کنواری لڑکی کے نکاح کے لئے ولی کی رضامندی اور لڑکی کی رائے دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی۔ خاندان ہی کے تحفُّظ کے لئے پردہ، غضِ بصر اور استیذان

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے قوانین بنائے گئے۔ بزرگوں کے احترام اور چھوٹوں سے شفقت کو دین کا لازمی حصہ قرار دیا گیا۔

غیر مستحکم خاندان معاشرے کو انتشار کا مریض بنا دیتا ہے۔ مغرب۔ جہاں خاندان کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ وہاں کے دانشور بھی اب خاندان کی اہمیت محسوس کرنے لگے ہیں۔ ایک مغربی پروفیسر ''سارو کن'' لکھتا ہے:

''انسان محض حیاتیاتی وجود ہی نہیں رکھتا۔ جس کا اپنا کوئی رجحان نہ ہو بلکہ وہ بہت سے میلانات رکھتا ہے۔ اس لئے کوئی ذریعہ ایسا ضرور ہونا چاہیے جوان میلانات کو صحیح طور پر نشوونما دے سکے۔ پہلے اس فرض کو خاندان سرانجام دیتا تھا اور بچوں کو اجتماعی زندگی کے لئے کارآمد بناتا تھا، مگر آج کل خاندان اس اہم فرض کی بجا آوری میں غفلت برت رہا ہے۔ اس کوتاہی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ایک ایسا خاندان جس میں بیوی اور خاوند کے تعلقات کسی مضبوط بنیاد پر استوار ہی نہ ہوں وہاں بچوں میں اچھی صفات پیدا ہونے کی بجائے بہت سی اخلاقی کمزوریاں اُبھر آتی ہیں۔ ایسے خاندان میں پرورش پانے والے بچے بالعموم کم ظرف، تُھڑ دِلے اور منافق ہوتے ہیں۔ اگر باہر کے تعلیمی ادارے تربیت کی اس کمی کو پورا کر سکتے تو پھر بھی کچھ بات تھی۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

ایک اَن پڑھ ماں جس میں شفقت اور ذہانت موجود ہو، وہ ان سکولوں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کے مقابلے میں بہتر معلّمہ اخلاق ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کا اثر یہ ہے کہ مجرمین اور فساق و فجار کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اب دنیا میں وہ بچے پیدا ہو رہے ہیں جو نہ تو کسی مضبوط سیرت کے مالک ہیں اور نہ انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے۔ ❶

خاندان کی اس قدر اہمیت کے پیشِ نظر ہی فکری اغوا گر مسلم خاندان کو سبوتاژ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس مقصد کے لئے کبھی عورت کو چادر اور چار دیواری سے رہائی

---

❶ " THE CRISIS OF OUR AGE " (انسانیت کی تعمیرِ نو اور اسلام، عبدالحمید صدیقی)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دلانے کا اعلان کیا جاتا ہے، کبھی اسلام کے عائلی قوانین کو ناقص ظاہر کیا جاتا ہے، کبھی جنریشن گیپ کے نام پر نئی نسل کو بزرگوں کے خلاف بغاوت پر ابھارا جاتا ہے، کبھی نکاح کے بندھن کو اسلامی حدود سے آزاد کرنے کے لئے لَو میرج اور سول میرج کے حق میں علَم لہرایا جاتا ہے۔ دنیا بھر کے مسلم معاشروں میں ایسی سرگرمیاں واضح طور پر نظر آتی ہیں جن کا مقصد خاندان کا شیرازہ بکھیر دینا ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

تیونس کے ملکی سربراہ حبیب بورقیہ نے اسلامی عائلی قوانین میں کتر بیونت کرتے ہوئے پہلے تعددِ ازواج کو محدود، مقید اور مشروط کیا، اور بعد میں یکسر ممنوع کر دیا گیا۔

اسی طرح پہلے تو شوہر کے لئے اپنی بیوی کو خود طلاق دینے کی آزادی پر پابندیاں عائد کیں۔ بعد ازاں یہ حق شوہر سے سلب کر کے کلیتاً عدالت کو دے دیا گیا۔

ترقی پسندی اور تجدُّد کے نام پر اس فکری اغوا کی تفصیل پروفیسر جوزف شاخت (SCHACKT) نے اپنے ایک مقالے ''جدید اسلامی قانون'' میں بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:

''آخر کار تیونس نے ۱۹۵٦ء کے قانون کو منظور کر کے اپنے آپ کو ان ملکوں کا میرِ کارواں ثابت کر دیا جو اسلامی قانون اور جدّت پسندی کی منزل کی طرف سرگرم ہیں...... نکاح وطلاق کے قانون کو اس طرح بدل دیا گیا کہ ان کی شکل بھی اب نہیں پہچانی جاتی۔ مثال کے طور پر تعددِ ازواج کو ممنوع قرار دے کر اسے ایک قابلِ تعزیر فوجداری جرم قرار دے دیا گیا۔ نکاح اب صرف فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے۔ طلاق صرف عدالت کے ذریعہ ہوسکتی ہے اور وہ بھی صرف ان تین صورتوں میں:

① فریقین میں سے کوئی ان شرائط کی بنا پر طلاق کی درخواست دے جو کوڈ میں معین کی گئی ہیں۔

② فریقین طلاق پر باہم رضامند ہوں۔

③ صرف ایک فریق طلاق کی درخواست دے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس صورت میں جج وہ رقم متعین کرے گا جو ہرجانہ کے طور پر وہ دوسرے فریق کو ادا کرے گا۔ اس طرح نہ صرف یک زوجیت اور طلاق کے معاملہ میں عورت شوہر کی ہمسر بنا دی گئی ہے بلکہ ضمنی طور پر ملکیت کے ان معاملات کے بارے میں بھی جو نکاح کا نتیجہ ہوتے ہیں ...... تیونس کے اربابِ حل و عقد کچھ بھی اعلان کریں ان کا مذکورہ شخصی قانون اگر معروضی طور پر دیکھا جائے۔ روایتی اسلامی قانون سے اتنا ہی مختلف ہے جتنا ترکی کا سیکولر سول کوڈ۔" ❶

ایران میں رضا شاہ پہلوی نے اسلامی قوانین میں کئی ترمیمیں کیں، جن میں سے ایک مرد کے حقِ طلاق کو محدود کرنا تھا۔

جدید ترکی کا بانی کمال اتاترک سرے سے اسلامی طریقِ نکاح ہی کا مخالف تھا۔ اس کا انگریز سوانح نگار لکھتا ہے:

"زندگی میں اسے صرف ایک عورت سے محبت ہوئی، اس کا نام لطیفہ تھا۔ اس نے کمال سے کہا تھا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں، لیکن تمہاری داشتہ بن کر نہیں رہنا چاہتی، مجھ سے شادی کرو تو میں تمہاری ہوں۔

مصطفیٰ کمال نے جواب دیا: شادی کیا ہے؟ ایک گندے، ڈاڑھی والے ملاّ کے منہ سے نکلے ہوئے چند بے معنی الفاظ، کیا ان سے کچھ فرق پڑتا ہے؟

اور جب لطیفہ نے نکاح کیا تو وہ بھی اس طرح کہ علی الصباح اسے لے کر گھر سے نکلا۔ فجر کی نماز کے لئے جانے والے ایک مولوی کو پکڑ کر حکم دیا کہ ہمارا نکاح پڑھا دو۔ نہ گواہ، نہ مہر، نہ ایجاب و قبول۔ مصطفیٰ کمال کے نزدیک عورت محض عیاشی کا کھلونا تھی۔" ❷

اپنے انہی نظریات کے پیشِ نظر اس نے جدید ترکی کی عنانِ حکومت سنبھالتے ہی سوئٹزرلینڈ کا دیوانی قانون نافذ کر دیا اور اسلامی عائلی قانون منسوخ کر دیے۔

پاکستان میں اسلامی عائلی قوانین کا نفاذ تو درکنار غیر شرعی قوانین نافذ کیے جاتے

---

❶ مسلم ممالک میں ...... کشمکش ___ ص: ۱۸۸

❷ گرے دولف: ص: ۳۰۲ آر۔ ایچ۔ سی۔ آرم اسٹارنگ، بحوالہ ماہنامہ فاران کراچی، فروری ۱۹۹۷ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال عائلی قانون ۱۹۶۱ء ہے، جس کے مطابق مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حق طلاق تفویض کر دیا گیا۔ دوسری شادی کے حوالے سے مرد کے اختیارات محدود کر دیے گئے۔ اس جیسی دیگر غیر اسلامی شقوں کے خلاف اسمبلی میں پیش کی جانے والی ترجیحات کو مسترد کر دیا گیا۔

عائلی قوانین نافذ کرنے والوں کا مؤقف تھا کہ اسلام کے مذکورہ احکام وقتی اور ہنگامی تھے۔ موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ان کی ترمیمیں قرآن وسنت کے خلاف ہونے کے باوجود درست ہیں۔ معاشرہ میں آزاد تعلقات کو فروغ دینے کے لیے لڑکوں اور لڑکیوں کے (اخلاقی بندھنوں سے) آزادانہ میل جول کے نتیجے میں ہونے والی لومیرج اور سول میرج کی بھی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ پاکستان کے ایک مشہور صحافی فرماتے ہیں:

"خاندانی روایات کی شادیاں اب پرانی بات ہوگئی ہے۔ جب لڑکے یا لڑکی کی خوبصورتی کے بارے میں علم نہ ہو تو معاملات خراب ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر لڑکی یا لڑکا ایک دوسرے کے بارے میں جانتے ہیں اور دونوں کے درمیان انڈرسٹینڈنگ ہے تو وہ ذمہ داری محسوس کریں گے۔" ❶

اس طرح والتھم فارسٹ برطانیہ کی پہلی پاکستانی خاتون ڈپٹی میئر جنہوں نے اپنے درج ذیل بیان کے تسلسل ہی میں اپنے مسلمان ہونے کا فخریہ تذکرہ کیا ہے، فرماتی ہیں:

"پاکستان میں خواتین کو لو میرج کرنے کی آزادی ہونی چاہیے، کیوں کہ اسلام بھی اس کی اجازت دیتا ہے۔ ماں باپ کی طرف سے لڑکیاں لو میرج کی آزادی نہ ہونے کی وجہ سے اوباش نوجوانوں کے جال میں پھنس کر اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہیں۔" ❷

نہ جانے لو میرج اور سول میرج کو کون سے اسلام کے مطابق جائز قرار دیا جاتا ہے۔ ورنہ لو میرج اور سول میرج تو دور کی بات ہے ان کی مبادیات (نامحرموں سے ملاقات، ان کی طرف نگاہِ پسندیدگی سے دیکھنا، گفتگو، راہ ورسم) ہی کی اسلام میں گنجائش

---

❶ زیڈ۔ اے سلہری روزنامہ جنگ ۱۹ فروری ۱۹۹۲ء

❷ مہر خان روزنامہ جنگ ۲ فروری ۱۹۹۲ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا درج ذیل ارشاد لو میرج اور سول میرج کی بنیادیں منہدم کر دیتا ہے کہ:

''گفتگو کرنا زبان کا زنا ہے، کان کا زنا سننا ہے، چل کر جانا پاؤں کا زنا ہے، دل خواہش کرتا ہے۔ پھر شرمگاہیں اس کی تصدیق کر دیتی ہیں یا تکذیب۔'' (مسلم شریف)

سول میرج کی بنیاد اسلام سے اظہار برأت (بالفاظ دیگر ارتداد) ہے۔ سول میرج کے لئے درخواست دینے والا ہر فرد واضح طور پر یہ اعلان کرے کہ اس کا دنیا کے کسی بھی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس کی تصدیق کے لئے ایک مصدقہ بیان بھی داخل کرنا پڑتا ہے، جس میں صاف اور غیر مبہم طور پر یہ وضاحت ہو کہ وہ مذہب سے کنارہ کش ہو چکا ہے۔ معروف قانون دان ظفر علی راجا اپنی تصنیف ''پسند کی شادی، اسلام اور قانون'' میں رقمطراز ہیں:

''فرض کیجیے کوئی مسلمان سول میرج کرنا چاہے تو پہلے اسے واضح طور پر یہ اعلان کرنا پڑے گا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو چکا ہے، یعنی نہ تو وہ اللہ کے وجود پر یقین رکھتا ہے اور نہ ہی حضرت محمد ﷺ کی رسالت اور تعلیمات پر اس کا ایمان ہے۔ اس اعلان اور بیان کے بعد اگر وہ سول میرج کرنے میں کامیاب ہو جائے تو شادی کی سزا ظاہر ہے۔ اسے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی عذابِ الٰہی کی صورت میں برداشت کرنا پڑے گی۔ اسلامی فقہ کے تحت اسلام کے دائرے سے باہر نکلنے یا دین کو ترک کر دینے والا شخص مرتد کہلاتا ہے اور اسلام کے قانون میں مرتد کی متفقہ سزا موت ہے۔'' ❶

ان حقائق کے باوجود پاکستانی قانون نے گھر والوں کی رضامندی کے بغیر شادی کرنے والوں کو ''سول میرج'' کی اجازت کے ذریعہ ارتداد کا قانونی موقع اور جواز فراہم کر رکھا ہے۔ گھروں سے فرار ہونے والے نہ جانے کتنے نوجوان جوڑے روزانہ اس قانون کی وجہ سے خارج از اسلام ہو جاتے ہیں۔

---

❶ پسند کی شادی، اسلام اور قانون _ ص: ۵۷

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سِول میرج کی طرح لڑکیوں کی اپنے اولیا کی رضامندی کے بغیر شادی اسلامی قانونِ نکاح سے متصادم ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کے متعدد فرامین میں کنواری لڑکی کے نکاح کو ولی کی اجازت سے مشروط کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا واضح فرمان ہے:

"لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ."

"ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔" (مسند احمد)

اس کے باوجود پاکستانی عدالتوں نے لڑکیوں کو ولی کی رضامندی کے بغیر شادی کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ لوّ میرج کر کے گھروں سے فرار ہونے والی لڑکیوں کے والدین کی شنوائی نہیں ہوتی۔ ان بعض مقدمات میں چوری چھپے نکاح کر لینے والے جوڑے کے والدین نے عدالت سے رجوع کیا تو انہیں اس جرم میں سزا سُنا دی گئی کہ وہ ایک شادی شدہ جوڑے کی پُرمسرّت زندگی میں مخل ہوئے ہیں۔

"صائمہ کیس" میں یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ اسلام میں چوری چھپے کی آشنائیوں اور شادیوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ لڑکی ہی کو ریلیف دیا گیا، والدین کی ذرا نہ سُنی گئی۔

اسلامی عائلی قوانین کے خلاف اور خاندانی استحکام کا شیرازہ بکھیرنے کی کوششیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف بغاوت کے مترادف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے بارے میں یہ فیصلہ سناتے ہیں:

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ○"

(المجادلہ: ۲۰)

"بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اعلانِ جنگ کرنے والے ذلیل لوگ ہیں۔"

"اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ○" (التوبہ: ۶۳)

"کیا ان لوگوں کو نہیں معلوم کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے مقابلہ کرتا ہے اس کے لئے جہنم کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا، یہ بڑی رسوائی ہے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شراب نوشی

اسلام انسان کی روحانی اور جسمانی صحت کا یکساں اہتمام کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو نقصان پہنچانے والی اشیا کو ممنوع کیا ہے۔ شراب نوشی جسمانی اور روحانی صحت کے لئے زہرِ قاتل ہے۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق ارشاد ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ" مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ " (المائدہ: ۹۰ تا ۹۱)

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے (سب) ناپاک کام اعمالِ شیطان سے ہیں۔ سو ان سے بچے رہنا تاکہ نجات پاؤ، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے، تو کیا تم رُک جاؤ گے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ہر قسم کے نشے کو حرام کیا اور فرمایا:

"ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور خمر حرام ہے۔" (متفق علیہ)

آپ نے ادویات میں بھی شراب ڈالنے سے منع فرمایا کہ:

"شراب علاج نہیں بیماری ہے، اسے ہرگز استعمال نہ کرو۔" (بخاری، کتاب الحدود)

نشہ آور اشیا کی مقدار قلیل ہو یا کثیر 'حرام' ہے۔ خواہ اتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو کہ اس سے نشہ بھی نہ ہو۔ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے:

"ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس چیز کے ایک "فرق" سے بھی نشہ آتا ہو اس کا ایک چلّو بھی حرام ہے۔" (ابوداود، ترمذی)

ان احکام میں مضمر حکمتوں کی تصدیق جدید سائنسی اکتشافات سے بھی ہوتی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چنانچہ انگریز ڈاکٹروں Dr. Henry Walton اور Dr.Neil نے اپنی کتاب "Alcoholism" میں لکھا ہے :

''دماغی امراض کے ہسپتالوں یعنی پاگل خانوں میں داخلے کی سب سے بڑی وجہ شراب نوشی ہے۔ بہت سے حادثے اور خودکشی کی وارداتیں شراب نوشی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔شراب نوشی مسلسل جسمانی اور دماغی تنزل کا باعث ہے۔''

''ڈیلی نیوز کراچی کی ۱۹ جنوری ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں اے پی پی خبر رساں کے حوالے سے ہے کہ نیشنل کونسل آف الکوہل ازم کی آخری رپورٹ کے مطابق انگلستان میں دو سو پچاس ملین پونڈ سالانہ کا نقصان شراب نوشی کی وجہ سے کام کرنے والوں کی غیر حاضریوں اور دوسرے مضر اثرات کی صورت میں ہوتا ہے۔ ہر پیر کو اڑھائی لاکھ آدمی اتوار کی شراب خوری کی وجہ سے غیر حاضر رہتے ہیں۔شراب نوشی کے عادی مزدور سال میں چالیس سے ساٹھ دن تک کا کام ضائع کر دیتے ہیں۔'' ❶

''معروف ماہرِ غذائیات پروفیسر شٹر کی رائے کے مطابق شراب نوشی سرطان کا سب سے بڑا سبب ہے۔ یہ دل ،جگر، معدے، دورانِ خون، ذیابیطس اور گنٹھیا کے مرض کا بھی سبب ہے۔'' ❷

شراب نوشی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں سے محروم کر دیتی ہے، لہٰذا مسلمانوں کے فکری اغوا کے لئے انہیں شراب نوشی کا عادی بنانا ابلیس کی اہم ضرورت ہے۔ وہ شراب نوشی کو ترقی کی علامت باور کراتا ہے۔ حالانکہ دورِ حاضر کا ابلیسِ اکبر مغرب خود شراب نوشی کے مضر اثرات کی بنا پر پابندی لگا چکا ہے۔ لیکن اس کا جمہوری نظام ہوا و ہوس کے پجاریوں کے احتجاج کا دھکا برداشت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ چنانچہ قانون اکثریت کی رائے کے سامنے زمین بوس ہو جاتے ہیں۔ یہ اسلام ہی کا کرشمہ ہے کہ جب '' فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ '' کی لطیف تنبیہ کی گئی تو مدینہ منورہ کی گلیوں میں مٹکوں سے شراب بہہ گئی۔ جس نے پیالہ منہ کو لگا رکھا تھا اُس نے سنتے ہی ہٹا کر توڑ دیا۔

---

❶ اسلامی روایات کا تحفظ _ جمیل واسطی _ ص : ۱۲۴

❷ ماہنامہ ترجمان الحدیث : مئی ۱۹۸۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

افسوس کہ دین سے تعلق کے فقدان اور فکری اغوا نے مسلمانوں کو دوبارہ اس اُم الخبائث کا دلدادہ بنادیا ہے۔ چند مثالیں پیش ہیں:

ترکی میں شراب نوشی کو سرکاری سطح پر سرپرستی حاصل ہے۔ جمیل واسطی اپنی کتاب ''اسلامی روایات کا تحفظ'' میں لکھتے ہیں:

''جب میں ترکی کے دورے کے دوران انقرہ کا شہر دیکھ چکا تو ایک ترک سے میں نے دریافت کیا کہ کیا کوئی اور قابلِ دید جگہ انقرہ میں باقی رہ گئی ہے؟ تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ ''کیا تم نے ہمارا سب سے بڑا شراب خانہ دیکھا ہے؟'' مجھے معلوم ہوا کہ حکومتِ ترکی نے سات شراب خانے کھول رکھے ہیں اور ترکی ریڈیو پر گاہے بگاہے شراب کی صفات ترکوں کو سمجھائی جاتی ہیں کہ یہ رنگ لال کرتی ہے۔ گرمیوں میں سردی اور سردی میں گرمی پہنچاتی ہے۔ تمام مہذب اقوام شراب پیتی ہیں۔ حکومت نے ترکوں کی ان ضروریات کو مدِنظر رکھتے ہوئے شراب خانے جاری کئے ہیں۔''

''اُردن میں بھی سرِ عام شراب فروخت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ شراب بنانے والی کمپنیاں اخبار میں بھی اس کے اشتہار دیتی ہیں۔

ملائشیا کی حکومت نے صاحبِ ایمان مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے شراب نوشی پر پابندی لگائی تو وہاں کا فکری اغوا شدہ مسلمان طبقہ اس غم میں گھلنے لگا کہ اس سے ملائشیا کی سیاحت، سفر اور ہوٹل کی صنعت کو شدید دھچکا لگے گا۔

مصر میں بھی شراب نوشی عام ہے۔ حکومت اس کے کاروبار کی سرپرست ہے۔ احتجاج کرنے والے مسلمانوں کو سزائیں دی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کی ایک تنظیم نے شراب سے بھرے ہوئے ٹرک پر حملہ کر کے بوتلیں توڑ دیں تو حکومت نے اس تنظیم کے ارکان کو سخت سزائیں سنائیں۔

پاکستانیوں کا فکری اغوا شدہ طبقہ بھی کسی سے پیچھے نہیں، وہ نہ صرف خود شراب پیتے ہیں بلکہ دھڑلے سے اپنی شراب نوشی کا اعلان کرتے ہوئے دوسروں کو بھی ترغیب دیتے ہیں۔

صدر ایوب کے دور میں ٹیلی ویژن شروع کرنے کا ایک مقصد شراب نوشی کو فروغ دینا تھا۔ پی ٹی وی کے پہلے جنرل منیجر زیڈ اے بخاری نے اولین عملے کو ہدایات دیتے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوئے یہ واضح طور پر کہا:

''اسی طرح شراب کا مسئلہ ہے۔ غضب خدا کا، ان ملاؤں نے اسے بھی حرام کر رکھا ہے۔ مذہب میں شراب کی خوبیوں کا ذکر ان لوگوں کے لئے کیا گیا جو ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں یا نالیوں میں گر جاتے ہیں، مگر بتائیں یہ میرے لئے کیسے حرام ہو سکتی ہے جو اس کے بغیر تخلیقی کام سر انجام نہیں دے سکتا۔ وہ تو ایک توانائی پیدا کرتی ہے۔ آپ کو اس قسم کے ڈھکوسلوں کو بھی ختم کرنا ہے۔ شراب کے لئے گنجائش نکالنا اسی طرح ممکن ہوگا کہ آپ مثبت کرداروں کے ساتھ اس کو شامل کر کے ایسے افراد کی خوبیوں کو اجاگر کیجئے اور انہیں انسانی خوبیوں سے زیادہ مزیّن دکھایئے۔'' ❶

گویا شراب نوشی کے فروغ کے لئے نفسیاتی طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔

ہمارا سیاستدان طبقہ تو مے نوشی کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتا ہے۔ پاکستان کے سابق حکمران ''یحییٰ خان'' اور ''سکندر مرزا'' کی بلا کی مے نوشی مشہور ہے۔ سابق وزیر اعظم ''ذوالفقار علی بھٹو'' نے بھی اعتراف کیا تھا کہ:

''یہ لوگ مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں شراب پیتا ہوں۔ ایک زمانے میں میں پیتا تھا، اب بہت کم پیتا ہوں۔ میں (ہاتھ کے اشارے سے) اتنی سی پیتا ہوں۔'' ❷

بھٹو کی بیٹی اور سابق وزیر عظمٰی پاکستان بے نظیر نے اس جواب کی اپنی کتاب میں بے حد تعریف کی ہے۔ بیٹی کے لئے یہ امر باعثِ افتخار ہے کہ باپ نشہ کرتا تھا۔ حیرت ہے کہ یہی محترمہ اپنی کتاب دخترِ مشرق میں جنرل ضیاء الحق پر افیون اور ہیروئن کے فروغ کا الزام لگاتی ہیں اور خود اپنے باپ کے نشے کے اعتراف پر فخر کرتی ہیں۔ جنرل ضیاء الحق پر اس الزام کی حقیقت سے قطع نظر یہ امر قابلِ حیرت ہے کہ ایک جاگیردار وڈیرہ اسلامی جمہوریہ مملکت کا حکمران شراب پی کر امیرانہ ''نشہ'' کرے تو وہ قابلِ مذمت نہیں، لیکن اگر غریبوں کے نشے ہیروئن اور افیون کی بات ہو تو وہ باعثِ مذمت ہے۔ کیا یہ قول و عمل کی

---

❶ ماہنامہ بتول دسمبر ۱۹۹۴ء

❷ روزنامہ نوائے وقت ۲۱ فروری ۱۹۷۷ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دورنگی نہیں؟، لکھتی ہیں:

''ایسے میں میرے والد کے جواب نے مجھے خوش کر دیا تھا، کیونکہ وہ ایک کھلی شخصیت تھے۔ اور جو کچھ وہ گھر میں کرتے تھے، کبھی باہر نہیں چھپایا تھا۔ (میں انکار نہیں کرتا کہ ۱۸ گھنٹے کی محنتِ شاقہ کے بعد میں کبھی کبھی تھوڑی سی شراب پیتا ہوں۔ لیکن دوسرے سیاست دانوں کی طرح میں لوگوں کا خون نہیں پیتا۔ انہوں نے لاہور کے عوامی جلسے میں یہ جملے کہہ دیے)۔'' ❶

سندھ کے ایک سابق وزیر جام صادق نے بھی بہ بانگِ دہل اعتراف کیا تھا کہ ''کبھی کبھی تھوڑی سی پی لیتا ہوں''۔

''سابق مشرقی پاکستان اور آج کے بنگلہ دیش کے سابق حکمران صدر ارشاد کی ٹائمز آف انڈیا کے صفحۂ اول پر تصویر شائع ہوئی جس میں وہ جاپان کے بادشاہ سے شراب کے بھرے گلاس کا تبادلہ کر رہے تھے۔'' ❷

اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا کہ علانیہ طور پر شراب نوش اور نشئی طبقہ مسلمان ملکوں پر حکمران ہے۔ حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے شراب نوش کے ایمان کی نفی کی ہے۔

ارشادِ گرامی ہے:

''وَلَا يَشْرَبُ الْخَمَرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ.'' (بخاری شریف)

''اور شراب پینے والا جس وقت شراب پی رہا ہوتا ہے وہ مومن ہی نہیں رہتا۔''

اسلامی دستور میں شراب نوشی کے مرتکب کا حکومتی عہدہ حاصل کرنا تو درکنار شہادت بھی قبول نہیں۔

''اذا شربوا الخمرفا جلد وهم ثم ان شربوا فاجلد و هم ثم ان شربوا فاجلدوهم ثم ان شربوا فاقتلوهم .'' (ابوداؤد)

''اگر لوگ شراب پئیں تو انہیں کوڑے مارو۔ اگر دوبارہ پئیں تو پھر کوڑے مارو۔ اگر سہ بارہ پئیں اور اگر اس کے بعد بھی پئیں تو انہیں قتل کر دو۔''

---

❶ دخترِ مشرق ــــ ص: ۱۳۵ ❷ ہفت روزہ ایشیا ۸ ستمبر ۱۹۸۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں شراب پر پابندی لگائی گئی، مگر بعد میں آنے والی بے نظیر حکومت نے دوبارہ شراب خانوں کو لائسنس جاری کر دیے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کے برخلاف حکومتی سطح پر شراب کے کاروبار کی سرپرستی نے ہمیں مستقل بغض وعداوت کا شکار کر دیا۔ نسلی ولسانی عصبیتوں کی تلواریں اپنے مسلمان بھائیوں کی گردنوں پر چلنے لگیں۔ شرابی حکمرانوں کی شراب کے سیلاب میں ہمارا بازو، مشرقی پاکستان بھی بہہ گیا۔ کراچی میں فساد اور بدامنی کی آگ سلگ اٹھی اور آخر ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ سنا دیا:

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ م بَيِّنٰتٍ ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ" o

"بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ دنیا میں بھی ایسے ذلیل ہوں گے، جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے اور ہم نے کھلے کھلے احکام نازل کیے ہیں اور کافروں کو ذلت کا عذاب ہوگا۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ادب
کا تخریبانہ استعمال

www.iqbalkalmati.blogspot.com

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾

''اور لوگوں میں سے ایسا ہے جو بے ہودہ حکایتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) بے سمجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کرے یہی لوگ ہیں جن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا''۔ (لقمان:٦)

ادب کی اہمیت

قلم اور لفظ کی تاثیر ہر معاشرے میں اہم رہی ہے، صاحبِ لفظ و قلم ......ادیب ایک ایسا فکر ساز فرد ہے جو رائے عامہ کو کسی بھی نظریے یا سوچ کا حامل بنانے میں سب سے مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں جتنے بھی فکری انقلاب برپا ہوئے ان کے پیچھے سب سے بڑا محرک ادب ہی تھا۔

ادب کی اس تاثیر سے واقفیت رکھنے والے ابلیس نما حضرات کبھی غافل نہیں رہے، انہوں نے مسلمانوں کو صراطِ مستقیم سے بدظن کرنے کے لئے اس کی ہر صنف کو بڑی چابکدستی کے ساتھ اپنے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ آنے والی سطور میں ان کے چند ہتھکنڈوں کی نشان دہی کی جارہی ہے۔

ادب کی کوئی قدر نہیں

مذہب سے پیچھا چھڑانے اور فکر و نظر کے اظہار کی آزادی کے لئے ابلیس نے اکثر ادیبوں کے دل و دماغ میں یہ بھس بھر دیا ہے کہ ادب کسی نظریے، قدر اور مذہب سے ماورا ہوتا ہے۔ ترقی پسند تحریک نے سیکولرازم کے لامذہبیت کے اصول کو ادب میں بھی پوری طرح شامل کیا۔ مشہور ترقی پسند ادیب آل احمد سرور لکھتے ہیں:

> ''ادب سیاسی، مذہبی اور اخلاقی موضوعات سے مدد لیتا ہے اور مدد لیتا رہا ہے۔ مگر یہ مذہب کا خادم ہے نہ سیاست کا نقیب، نہ اخلاق کا نائب، ادب ہرجائی ہے، اور ادب کا ہرجائی پن ہی اس کی دولت ہے۔ یہ معلومات نہیں تاثرات عطا کرتا ہے، یہ علم نہیں عرفان دیتا ہے۔ یہ نظر نہیں نظریہ بخشتا ہے۔ ❶

---

❶ ایک اور طرح کی کتاب: ص ۹۷

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ادب کی سیکولر تعبیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ مذہبی روایات و اقدار کو نہ صرف پس پشت ڈال دیا گیا بلکہ انہیں نشانۂ تضحیک بنا کر اپنے آپ کو لا مذہب ہی نہیں، مذہب بیزار و مذہب دشمن بھی ثابت کیا گیا۔

اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ ہر لکھنے والا اپنے مخصوص مزاج اور نظریات کا حامل ہوتا ہے۔ اور اس کی تحریر میں خواہ وہ کتنی ہی غیر جانبداری کی کوشش کیوں نہ کرے۔ اس کے مسلک اور افکار کی جھلک نظر آ ہی جاتی ہے۔ نظریات اور افکار سے بے بہرہ ہونا کسی بھی صاحبِ شعور کے لئے ممکن نہیں، ایسا کوئی ابنارمل یا مذہبی عدمِ توازن کا شکار انسان ہی ہو سکتا ہے۔ جس کا دماغ جذبات و تاثرات اور نظریات سے خالی ہو اور اگر بالفرض ایسا ممکن ہو تو پھر کسی قسم کی قدر سے بالاتر ادب تو اسی طرح کا تخلیق ہو سکتا ہے۔ جیسا قیصر زیدی صاحب نے بزعمِ خود شاہکار تحریروں کے انتخاب ''ایک اور طرح کی کتاب'' میں عبد المجید بھٹی صاحب کی نظم کی صورت میں پیش کیا ہے۔

مذہب سے بالاتر ادب تخلیق کرنے والے لا مذہبیت کے دعوے میں کتنے سچے ہیں اس کا پول کھولنے کے لئے ان کی نگارشات کافی ہیں جن کا ایک ایک جملہ اس بات کی چغلی کھاتا ہے کہ ان کے ادب کی قدر یا بنیاد لا مذہبیت (سیکولرازم) نہیں، مذہب دشمنی، فحش نگاری اور اباحیت پسندی ہے۔

الحاد اور تشکیک کا فروغ

اللہ تعالیٰ پر ایمان انسان کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے، یہ لٹ جائے تو انسان سعادت کے حوالے سے کنگال ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شیطان اس نازک ایمانی قندیل کو چکنا چور کرنے کے لئے مختلف اطراف سے حملہ آور ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے:

''تم میں سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے اسے کس نے پیدا کیا، اسے کس نے پیدا کیا، یہاں تک کہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا جب انسان اس تک پہنچے تو اسے چاہیے کہ اللہ کی پناہ پکڑے اور باز رہے'' (متفق علیہ)

شیطان مسلمانوں کی فکر اغوا کرنے کے لئے ایسے ہی شبہات کے تیر پھینکتا ہے جس سے کم عقل اور کم علم مسلمانوں کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق شک ...... یا اس کی مختلف صفات مثلاً انصاف، رحم دلی، تخلیق، وغیرہ کے بارے بدگمانیاں پیدا ہوسکیں۔ مثلاً ایک ادیب ...... پیرزادہ اپنے افسانے میں لکھتا ہے:

''امی خدا کہاں ہے؟ وہ ہماری کیوں نہیں سنتا، آپ تو کہتی ہیں کہ وہ رحم والا ہے اور رحم کرتا ہے لیکن آج تک اس نے ہم پر کون سا رحم کیا ہے، کیا اس کو پتہ نہیں کہ میرے چھوٹے بہن بھائی ایک روٹی کے لئے ترس رہے ہیں، ان کے پہننے کے لئے کپڑے نہیں ہیں اور سونے کے لئے بستر نہیں ہے، میرے پیارے ابو کو اپاہج بنا دیا ہے۔ اور پھر بھی کہتی ہو کہ خدا رحیم ہے، امی جواب دو کیوں خاموش ہو، میرے سوال کا کوئی جواب نہیں، ایسا خدا تمہیں مبارک، میرا دل ایسے خدا کو نہیں مانتا۔ ❶

توہینِ رسالت

رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور حیثیتِ عظمیٰ کا ادب واحترام اتنا اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو سورہ نور میں حکم دیا:

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں رسول ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو اس طرح ان کے روبرو نہ بولا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو'' (آیت ۶۳)

یہ احترام ہی تھا جس کے باعث صحابہ آپ ﷺ کی مجلس میں سر جھکا کر یوں بیٹھتے تھے جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

ابلیس نے مسلمانوں کی فکر اغوا کرنے کی جو مختلف تدبیریں آزمائیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تشریعی حیثیت اور ذاتِ ستودہ صفات کو ان کے

---

❶ مضمون نگار، نیلوفر...... ماہنامہ سوجھرو، بحوالہ قرطاس ابیض

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مرتبے سے گرا دیا جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ادبی مغویانِ ابلیس کی اکثریت اس کام میں بڑی تندہی سے مصروف ہے، اور اپنے اس مذموم کام پر فخر محسوس کرتی ہے۔ مثلاً

❀ ...... بعض نے اپنی تحریروں میں یہ تاثر عام کیا کہ آپ صرف اہل عرب کے لئے نبیؐ تھے، پوری دنیا کے لئے نہیں ...... مولنا ابوالکلام آزاد کے پرسنل سیکرٹری اجمل خاں کی کتاب "سیرت عربی" اس کا ثبوت ہے۔

❀ ...... ایک طبقے نے یہ پھیلایا کہ رسول اللہ ﷺ صرف پیغام رساں تھے، ان کی ذات اور افعال قابلِ اطاعت و اتباع نہیں، اسلم جیراجپوری، سرسید احمد خاں، غلام احمد پرویز اور قاسم نوری وغیرہ نے اسی فکر کو عام کیا۔

❀ ...... بعض ادیبوں نے مستشرقین کی تقلید میں یہاں تک بکواس کی کہ نعوذ باللہ آپ شہوت پرست تھے، آپ ﷺ کی تعددِ ازدواج کو وہ اسی رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

❀ ...... بعض نے آپ ﷺ کے اہل خانہ خصوصاً عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنا کر عبداللہ بن ابی کا کردار ادا کیا۔

❀ ...... بعض نے آپ کی احادیث کو مشکوک قرار دینے کے لئے لفظ اور قلم کو استعمال کیا۔

❀ ...... بعض نے آپ پر سلسلۂ نبوت کو ختم ماننے کے بجائے ظلی اور ضمنی نبی کا وجود ثابت کیا اور بعض خود نبی بن بیٹھے۔

ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کی تحریریں بڑی خوبصورت، دل موہ لینے والی، اسلام اور مرسل خاتم ﷺ کی ذات کے حوالے سے بڑی مؤدب و موثر محسوس ہوتی ہیں لیکن ان کے اندر کہیں نہ کہیں، کوئی نہ کوئی ...... اشارا، کنایہ یا پیرایہ ایسا ہوتا ہے جو اس بات کی چغلی کھاتا ہے کہ اس تحریر کو پیش کرنے والا اخبثِ باطن کا مریض ہے۔ مثلاً آپ دیکھتے ہیں کہ لا مذہب یعنی سیکولر، ترقی پسند ادیبوں نے بھی نعتیں کہی ہیں، جب قومی سطح پر نعتیہ مشاعرہ، محفلِ میلاد، یا سیرت کے پروگرام ہوں تو یہی لوگ وہاں صدرِ مجلس، ناظمین، مہمانانِ خصوصی اور عام مدعوئین اور سامعین کی حیثیت سے شریک ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہ منافقین کی ہم نوا جماعت ہے جو نیکی اور دینداری کے کاموں میں بھی اپنی ہی واہ واہ کرانا چاہتی ہے تاکہ لوگ اسے مسلمان سمجھ کر اس کی تحریروں کے گرویدہ رہیں۔ مزید

www.iqbalkalmati.blogspot.com

برآں ان کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں کہ کلیدی جگہوں پر اور میڈیا میں اسی کے سائے حرکت کرتے نظر آتے ہیں۔ نیز ان کی پالیسی یہ بھی ہے کہ روپ بدل بدل کر جہاں بھی ہو، جیسے بھی ہو، اپنی ادبی آلودگی سے عوام کے فکر ونظر کو آلودہ کیا جائے۔

یاد رہے کہ تسلیمہ نسرین اور شیطان رشدی جیسے لوگ ایک دن میں تیار نہیں ہوئے بلکہ ان کی پشت پر ڈیڑھ صدی کی وہی ملحد فکر ہے جس نے ان کی آبیاری کی۔

مسلمانوں کے "فکری اغوا" کی جدوجہد کا ایک حصہ اپنے چیلوں کو دیندار علماء کی حیثیت سے پیش کرنا بھی ہے جس کی نشاندہی پی ٹی وی کے پہلے جنرل منیجر زیڈ، اے بخاری کے مندرجہ ذیل بیان سے ہوتی ہے۔

"میں آپ میں سے ہر لکھنے والے کو اپنے پروگراموں کے معاوضے کے علاوہ دو سو روپیہ ماہوار الگ دوں گا۔ (۱۹۶۸ء کا دوسو روپیہ) جو عربی پڑھے گا، ہم چاہتے ہیں کہ ٹی وی اور ریڈیو سے ایسے افراد کو بحیثیت عالم دین اور جدید مفکر پیش کر سکیں اور ان تمام ملاؤں کے اثرات کو دور کر سکیں جو مذہب کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اور جنہیں ہم طوعاً وکرھاً پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ ❶

انبیاء وصحابہ پر اپنے طبقے کو برتری دینے کی کوشش

انسان دوست اور ادیب اشفاق احمد، فیض احمد فیض کے مجموعۂ کلام "شام شہر یاراں" کے دیباچے بعنوان "ملائی صوفی" میں لکھتے ہیں۔

"لیکن کبھی اکیلے بیٹھے خاموش اور چپ چاپ میں سوچا کرتا ہوں کہ اگر فیض صاحب حضور سرور کائنات ﷺ کے زمانے میں ہوتے تو ان کے چہیتے غلاموں میں سے ہوتے۔ جب بھی کسی بدزبان، تندخو بداندیش یہودی دکاندار کی دراز دستی کی خبر پہنچتی تو حضور ﷺ کبھی کبھی ضرور فرماتے۔ "آج فیض کو بھیجو، یہ بھی دھیما ہے، بردبار ہے، احتجاج نہیں کرتا، پتھر بھی کھا لیتا ہے، ہمارے مسلک پر عمل کرتا ہے"۔ ❷

---

❶ بحوالہ ماہنامہ بتول دسمبر ۱۹۹۴ء

❷ ایک اور طرح کی کتاب

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس اقتباس میں کیا بیک وقت صحابہ اور انبیاء کی توہین نہیں؟ فیض احمد فیض جیسے شخص کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے برابر قرار دیا ہے، نعوذ باللہ مزید یہ کہ ''وہ ہمارے مسلک پر عمل کرتا ہے، گویا فیض احمد فیض کے منافقانہ کردار کو نعوذ باللہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلک قرار دینے کی کوشش ہو رہی ہے۔

درج ذیل جملہ فیض احمد فیض کو سچائی کی بلندترین چوٹی پر فائز کرنے کی کوشش کے مترادف ہے۔ ''اگر ایک بات چراغ حسن حسرت قرآن ہاتھ میں لے کر کہہ دے اور وہ بات فیض احمد فیض ویسے ہی کہہ دیں تو میں فیض صاحب کی بات سچ مان لوں گا''۔ ❶

جوش جیسے رند اور ملحد شخص کی درج ذیل شاعرانہ تعلی میں حضرت جبریل علیہ السلام کی شان میں گستاخی اور انبیاء علیہ السلام کا ہم مرتبہ ہونے کا دعویٰ ہے۔

کل رات گئے عین طرب کے ہنگام
سایہ وہ پڑا پشت سے آکر سرِ جام
تم کون ہو؟ جبریل ہوں! کیوں آئے ہو؟
سرکار فلک کے نام کوئی پیغام

مشاہیرِ اسلام کی کردار کشی

اسلامی تاریخ کے مشاہیر سے ان کی دین داری کے حوالے سے عقیدت و احترام اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا ہی افضل عمل ہے جتنا غیر اسلامی مشاہیر سے ان کی بے دینی کی بنا پر نفرت و بغض رکھنا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا:

''قیامت کب قائم ہوگی''؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ''تم نے اس کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے''؟ اس نے عرض کیا ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک تو اسی کے ساتھ ہے جس سے تو محبت رکھتا ہے'' (صحیح مسلم)

---

❶ ایک اور طرح کی کتاب: ص۲

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

﴿اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ﴾

''دوستی اللہ کے لئے اور دشمنی بھی اللہ کی خاطر''

ادیبوں کا مذکورہ گروہ صحابہ، علمائے سلف اور مجاہدین اسلام کی کردار کشی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا جس سے ان کا مقصد کبھی تو ان کے احترام کا مسلمانوں کے دلوں سے خاتمہ کرنا ہوتا ہے اور کبھی اپنی ہوا و ہوس کی تکمیل کے لئے راستہ نکالنا، مثلاً کوئی صاحب کیپٹن ظفر اللہ بوستی لکھتے ہیں (سول اینڈ ملٹر گزٹ میں) ''ہاں میں جانتا ہوں کہ پیغمبر کی بیٹی فاطمہ پردہ کرتی تھیں مگر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ قائداعظم کی بہن فاطمہ ایسا نہیں کرتی اور یہی (مؤخر الذکر) فاطمہ کا طریقہ صحیح ہے''۔ ❶

ایک اور صاحب پاکستان ٹائمز کے میگزین سیکشن مؤرخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۹ میں لکھتے ہیں:

پہلے ادبی مرکز...... کے قائم کرنے کا فخر حضرت سکینہ کو حاصل ہوا جو سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت رسالتماب ﷺ کی نواسی تھیں۔ مدینہ میں ان کا خوبصورت محل وقت کے تمام بڑے بڑے بذلہ سنجوں، گویوں، شاعروں اور اہل علم کا مرکز تھا، عین اس زمانہ میں جبکہ بہادران اسلام کی تلواریں سپین اور سندھ کو زیر کر رہی تھیں۔ یہ نامور خاتون وقت کے ذہین طبقہ کے دلوں اور دماغوں پر حکمرانی کر رہی تھیں......

حضرت سکینہ فیشن میں ہماری سب سے بڑی اور سب سے پہلی لیڈر ہیں۔ وقت کی تمام مجلسی خواتین ان کے طرہ کی نقل کرنے کی کوشش کرتی تھیں اور اس کو طرہ سکینہ کہا جاتا تھا۔ وہ موسیقی میں خاص دلچسپی لیتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک غلام سرتج نامی کو اس زمانے کے شہرۂ آفاق گویے طویسی سے تربیت دلائی تھی۔

اس ادبی مرکز کے جواب میں دوسرا ادبی مرکز حجاز کے مشہور صحت افزاء مقام طائف میں قائم تھا۔ اس مرکز کی روح رواں عائشہ تھیں جو مشہور صحابی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی

---

❶ اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام امین احسن اصلاحی ص: ۲۷

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صاحبزادی تھیں۔ ان (عائشہ رضی اللہ عنہا) کی ماں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ جن کے نام ہی پر بھانجی کا نام رکھا گیا تھا''۔

ایک مشہور قدیم مورخ نے لکھا ہے (جھوٹ کے پیر نہیں ہوتے لہٰذا حوالہ ندارد) کہ

''ان کے دوسرے شوہر ابن زبیر نے جب اس بات پر اعتراض کیا کہ وہ کبھی چہرے پر نقاب نہیں ڈالتی تو انہوں نے برجستہ جواب دیا کہ جب خدائے جمیل نے مجھے اپنے فضل سے حسن و جمال بخشا ہے تو میں اس کے حسن صنعت کو لوگوں کی نگاہوں سے کیوں چھپاؤں۔ لوگ اس طرح خدا کی صناعی کا مشاہدہ کر سکتے ہیں''۔

مشاہیر کی توہین کا یہ رویہ سنجیدہ تحریروں میں ہی نہیں اختیار کیا گیا بلکہ اس کڑوی گولی کو مسلمانوں کے حلق سے نیچے اتارنے کے لئے ناول اور کہانی کی شکر میں بھی لپیٹا گیا۔ چنانچہ بیشتر تاریخی ناول اس کے گواہ ہیں۔

مذکورہ بالا اقتباسات میں بیان کیے گئے ''افسانے'' کا ماخذ مولانا امین احسن اصلاحی نے تلاش کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ اس کے اختراع کنندہ عبدالحلیم شرر ہیں۔ جنہوں نے اپنے ناول سکینہ بنت حسین کی بنیاد اسی افسانے پر رکھی۔ یقیناً یہ افسانہ سکینہ بنت حسین آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی مقدس و محترم ہستی کے کردار کا نہیں، شرر کے اپنے رنگ کا آئینہ دار ہے جس کا نام بقول ڈپٹی نذیر احمد آگ آگ پکار رہا ہے۔

سکینہ بنت حسین کے دیباچے میں انہوں نے تاریخ اسلام کے عظیم محسن عمر ثانی عمر بن عبدالعزیز کے متعلق درج ذیل گستاخانہ رویہ اختیار کیا ہے۔

> ''عمر بن عبدالعزیز جو تمام خلفائے اسلام میں ملاؤں اور خشک مزاج زاہدوں کی شان رکھتا ہے اس کو (حضرت سکینہ کے جوڑے کی عام تقلید کو) روکنے کے لئے اپنی شاہی قوت سے کام لینا پڑا وہ ہاتھ میں درے لئے پھرنا اور جس کے سر پر جمہ سکینہ دیکھتا۔ درے لگاتا''۔

یہی کام دنیائے عرب میں جرجی زیدان نے کیا۔ اس نے بھی عبدالحلیم شرر کی طرح ایک ''رسالہ الہلال'' کے نام سے نکال رکھا تھا جس میں وہ جی بھر کر تاریخی ناولوں کے ذریعے مسلمان مشاہیر کی کردار کشی کرتا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پاکستان میں قمر تسکین کے ناولوں کے سلسلہ بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتا ہے مثلاً اس نے اپنے ناول بنت قریش میں حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک قریشی لڑکی سے عشق لڑوایا ہے۔

ان ناولوں سے مسلمان مشاہیر کے متعلق عوام کے ذہنوں میں غلط تصورات بیٹھے نیز ان کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ اگر یہ مسلمان مشاہیر، عشق، بدنظری، جیسی خرابیوں میں مبتلا تھے۔ تو یقیناً آج کے نوجوانوں کا ان گناہوں کا ارتکاب کرنا غلط نہیں ہوگا۔

اسلامی شعائر کی توہین:

شیطان جن ادیبوں کے دماغ کو اغوا کر کے ان کی عقل کی باگ اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے ہے وہ سب اسلامی شعائر کی اعلانیہ اور فخریہ توہین کرتے اور ان کا استہزاء کرتے ہیں۔

ان کے زیر عتاب زاہد، ملا شیخ، ناصح، مولوی، تسبیح، داڑھی، صلوٰۃ وصوم، پردہ، غرض شعائر اسلام میں سے کوئی چیز بھی محفوظ نہیں، جوش لکھتا ہے:

نعوذ باللہ، نقل کفر، کفر نہ باشد

زہاد ہیں مرتشی، خدا راشی ہے ☆ ترک لذت کی تہہ میں اوباشی ہے
یہ صوم وصلوٰۃ وحج وخیرات وزکوٰۃ ☆ واللہ کہ عیاری و عیاشی ہے

موضوعِ سخن بحر کی تھی گہرائی ☆ یہ وہم نے کس شخص کے لے انگڑائی
چھیڑا یہ کس نے ذکرِ چاہِ زمزم ☆ مینڈک کی یہ آواز کہاں سے آئی

راقمہ دل پر جبر کر کے یہ سب اس لئے لکھ رہی ہے کہ لوگ ان ناموں سے اور ان کے کام کے طریق واردات سے آگاہ ہو کر اپنے دین وایمان کو ان کے عیارانہ ہتھکنڈوں سے دور رکھنے کی کوشش کریں۔ عرش ملیسانی کہتا ہے:

فردوس کے چشموں کی روانی پہ نہ جا ☆ اے شیخ تو جنت کی کہانی پہ نہ جا
اس وہم کو چھوڑ اپنے بڑھاپے ہی کو دیکھ ☆ حورانِ بہشتی کی جوانی پہ نہ جا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو آتشِ دوزخ کا خطاوار کہ میں ☆ تو سب سے بڑا ملحد و عیار کہ میں
اللہ کو بھی بنا دیا ہے حور فروش ☆ اے شیخ بتا تو ہے گنہگار کہ میں
فیض کہتا ہے:
خیر دوزخ میں مے ملے نہ ملے ☆ شیخ صاحب سے تو جان چھوٹے گی
غالب:
ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن ☆ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے
ذوق:

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہہ گیا

ایک صاحب لکھتے ہیں:

ادب کی کمی کئی طریقوں سے واقع ہوسکتی ہے۔ حکومتِ وقت ادیبوں کو خرید لے یا ادیب خود ہی لکھنا بند کر دیں اور دنیاداری اختیار کر لیں، یا معاشرے پر ملائیت پیرِ تسمہ بن کر بیٹھ جائے اور ہر طرح کے فتوے جاری کر کے رائے اور اظہارِ رائے کی آمریت مسلط کر دے۔ ❶

مذکورہ کتاب میں مرتب نے "اچھے ادب" کے نام پر ترقی پسند، روشن خیال اور لبرل مسلمانوں کے ادب کے تمام پہلوؤں سے تعلق رکھنے والے اقتباسات کو فخریہ انداز میں پیش کیا ہے۔

یہ لوگ دین کو پیش کرنے والے شیخ، زاہد، ملا، مولوی وغیرہ سے کس قدر متنفر ہیں۔ مندرجہ بالا اقتباسات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

ایک صاحب کہتے ہیں:
شیخ سے رسم و راہ نہ کی ☆ شکر ہے زندگی تباہ نہ کی
اور حفیظ جالندھری کا یہ شعر تو مولنا ماہر القادری کے حوالے سے خاصی شہرت رکھتا ہے:

---

❶ ایک اور طرح کی کتاب، قیصر زیدی ص:۸

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بہشت میں بھی ملا ہے مجھے عذابِ شدید
یہاں بھی مولوی صاحب ہیں میرے ہمسائے

فحش نگاری

شیطان نے اپنے تلامذہ کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف انداز سکھا رکھے ہیں، خوش نما ناموں کے پردے میں وار کرنا اس کا طرۂ امتیاز ہے، حقیقت نگاری کے نام سے فحش نگاری اس سلسلہِ تضلیل کی ایک کڑی ہے۔ فحش نگاری میں یہ لوگ یہاں تک آگے بڑھے کہ جنس کو ہر صنفِ ادب میں زبردستی گھسیٹ دیا اور جی بھر کر جنسی تلذذ فراہم کرنے والے عریاں جملے اور خیالات کا اظہار کیا۔ اس وقت ۹۹% ادب جنسیت ہی کا پرچار کر رہا ہے اور نئی نسل بڑے دھڑلے سے اسے پڑھنے میں اپنی قیمتی جوانی ضائع کر رہی ہے۔

ان ادیبوں اور دانشوروں کو شیطان نے اخبارات، رسائل، پردہِ سکرین، ماڈل گرلز اور جنسی اکساہٹوں کو عام کرنے والے سلمنگ سنٹرز، بیوٹی پارلرز، ڈاکٹرز، حکیموں، عاملوں کے اشتہارات کی صورت دست و بازو بھی مہیا کر دیئے نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی کاغذوں پر لکھی ہوئی فحاشی مجسم تصویر بن کر پورے معاشرے پر چھا گئی ہے۔

جب کہ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی وعید ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ﴾ (النور)

''بے شک جو لوگ ایمان والوں میں فحاشی کی اشاعت کرنا پسند کرتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی سچائیاں ہمیں ان ادیبوں اور بزعمِ خود دانشوروں کی زندگی کے حالات میں واضح نظر آتی ہیں۔ فحش نگاروں کے سرخیل، ن م راشد، اور عصمت چغتائی کا آخری انجام اس آیت کی سچائی کا موجودہ دور میں گواہ ہے، ان کے لئے آخرت میں تو عذاب ہے ہی لیکن زندگی میں بھی گمراہیوں کی آگ میں سلگتے رہنے کے بعد اپنے آخری انجام کی وصیت بھی سلگنے ہی کی کر گئے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فحش نگاری کے علاوہ یہ ادیب بے راہ روی کو فروغ دینے کے اور بھی کئی انداز اختیار کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں کا ایک بڑا حصہ ایسے مواد پر مشتمل ہوتا ہے جس میں برائی کے لئے بلا واسطہ تجاویز دی گئی ہوتی ہیں، مثلاً مجاز کا شعر ہے۔

ترے ماتھے پہ یہ آنچل بہت ہی خوب ہے لیکن
تو اس آنچل سے اک پرچم بنا لیتی تو اچھا تھا

محترمہ کشور ناہید صاحبہ فرماتی ہیں:

"جب ادیب لوگ اکٹھے بیٹھتے ہیں تو یہاں ایک طریقہ یہ ہوتا ہے کہ عورتیں ایک طرف ہو جاتی ہیں اور مرد ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ میں کوشش کرتی ہوں جہاں مرد بیٹھے ہوتے ہیں ان کے درمیان جا کر بیٹھوں اور دو چار عورتوں کو بھی کہوں کہ مردوں میں بیٹھو، اس سے نہ کسی کی مردانگی جائے گی، نہ کسی کی نسوانیت مجروح ہوگی۔ ❶

ایک اور صاحب قیصر زیدی فرماتے ہیں۔

"نوجوانوں کو تو بھرپور جوانی میں فلسفے کا عاشق، شاعری کا دل دادہ اور موسیقی کا دیوانہ ہونا چاہیے جس معاشرہ میں حسن کی تحسین نہ ہو، نیکی کی قدر افزائی نہ ہو، صداقت کے لئے دل میں تڑپ نہ ہو وہاں ادب کی کمی ہے۔ ❷

ایک اور صاحب فرماتے ہیں۔

"محبت، موسیقی اور مطالعہ موت تک کا سفر آسان بنا دیتے ہیں۔ ❸

احساسِ گناہ ختم کرنے کی کوشش

جرم کا احساس جرائم سے روکنے یا کم از کم جرائم کے ارتکاب میں کمی کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کا لحاظ رکھتے ہوئے احساسِ جرم کو باقی

---

❶ ایک بری عورت کی کتھا

❷ ایک اور طرح کی کتاب ص:۸

❸ احمد داؤد بحوالہ ایک اور طرح کی کتاب

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رکھنے کے لئے ضمیر نام کا ایک محتسب عطا کیا ہے۔ ابلیس انسان کے اندر سے احساسِ جرم کی تو بہ آموز..... تحریک کو ختم کرنے کے لئے اس کے اس محتسب کو مردہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ بہت سے ادیب ایسے ہیں جنہوں نے اپنے قلم کی صلاحیتیں احساسِ گناہ کو ختم کرنے کی کوشش میں صرف کیں۔

فیض احمد فیض لکھتا ہے:

"میں نے بڑے گناہ کتنے کیئے ہیں غالباً ایک، لیکن گناہ ہوتا کیا ہے؟ یہی نا کہ آدمی کوئی ایسا کام کرے جس سے سوسائٹی یا سوسائٹی کے کسی فرد کو نقصان پہنچے اور چونکہ ہر آدمی سوسائٹی کا فرد ہے اس لئے جو فعل اس کی اپنی فطری قوتوں کے ارتقا میں حائل ہو اس کے لئے گناہ ہے۔ مثلاً ایک شخص کی ذہنی زندگی اس وجہ سے تباہ ہو رہی ہے کہ اس کے سر پر کسی ایسی نفسانی خواہش کا جن سوار ہے جسے روائتی نظامِ اخلاقیات پورا کرنے کی اجازت نہیں دیتا تو اس خواہش کو پورا نہ کرنا یقیناً اس کے لئے گناہ ہے۔ لاحول ولاقوۃ۔ اگر کوئی مولوی سن لے تو کیا کہے"! ❶

ایک اور شاعر کہتا ہے:

یہ کیوں کہوں کہ مجھ کو گناہ بھی عزیز ہیں
یہ کیوں کہوں کہ زندگی ثواب کے لئے نہیں
کسے خبر کہ اہلِ غم، سکون کی تلاش میں
شراب کی طرف گئے، شراب کے لئے نہیں

معاشرے میں احساسِ گناہ ختم کرنے کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ اپنے گناہوں کی فخریہ انداز میں اتنی تشہیر کی جائے کہ ان کی برائی کا تصور ہی ذہنوں سے ختم ہو جائے۔ چنانچہ اس حربے کو بھی بخوبی استعمال کیا گیا۔ ایسے ادیبوں نے اپنی سوانح عمریوں میں اپنے کبیرہ گناہوں کی خوب تشہیر کی۔ اس سے جہاں ایسی برائیاں کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوئی وہاں ان کے لئے ایسی کتابوں نے رہنما کا کام بھی کیا۔

---

❶ مئی جون ۱۹۳۴ کی تخلیق، بحوالہ متاع لوح وقلم، سجاد ظہیر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جوش ملیح آبادی کی ''یادوں کی بارات'' کشور ناہید کی ''ایک بری عورت کی کتھا'' اور سجاد ظہیر کی ''متاعِ لوح وقلم'' جیسی سوانح اس کی کھلی دلیل ہیں۔

اباحت پسندی

روشن خیالی، لبرل ازم، منکرین حدیث، ترقی پسند اور سیکولر حضرات کا ایک نمایاں طرۂ امتیاز اللہ تعالیٰ کی حرام کی گئی چیزوں کو حلال یا سرے سے حلال وحرام کے مسئلے کو لغو قرار دینے پر اپنا پورا زور صرف کرنا بھی ہے۔

مثلاً ترکی کے جرائد میں یہ بحث شروع کی گئی کہ آخر حلال وحرام کی پابندیوں کی ضرورت ہی کیا ہے اگر حلال گوشت کی نسبت خنزیر کا گوشت سستا ہے تو وہی کیوں نہ لے لیا جائے۔ ❶

پاکستان میں اس موضوع پر باقاعدہ کتب تصنیف کی گئیں جس کی ایک واضح مثال ''حلال وحرام'' کے نام سے عطاء اللہ پالوی کی تصنیف ہے۔ ذرا نام پر غور فرمایئے عطاء اللہ! مگر موصوف نے اپنا سارا زور یہ ثابت کرنے پر صرف کیا ہے کہ کتے کا خورد ونوش، شراب، موسیقی اور رقص وغیرہ حلال و جائز ہیں۔ حرام چیزوں کو حلال قرار دینے کے لئے ان کے خود ساختہ فوائد بیان کئے جاتے ہیں جبکہ مفاسد سے مکمل طور پر صرف نظر کیا جاتا ہے۔ مثلاً (مشہور ادیب) فکر تونسوی ماہنامہ بیسویں صدی میں (نومبر ۱۹۸۰ء) کے شمارے میں) لکھتا ہے کہ اس کے عقیدت مندوں نے سوال کیا کہ قبلہ ہمیں شراب کے متعلق کچھ بتایئے۔ تو اس نے جواب دیا۔

''جب آپ شراب کے دو پیک نوش فرمالیتے ہیں تو آپ کے اندر ایک دوسرا آدمی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جتنے پیک پیتا ہے وہی دوسرا آدمی پیتا ہے۔ آپ صرف اس کے ساتھ ہوتے ہیں''۔ ❷

---

❶ ہفت روزہ ایشیا ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء

❷ ایک اور طرح کی کتاب ص ۴۶

عربی زبان سے بُغض:

عربی زبان سے تعلق دین اسلام کی شمع کو مسلمانوں کے دلوں میں روشن رکھنے کا اہم ذریعہ ہے۔ یہ اسلام کے تمام بنیادی ماخذ قرآن حکیم، احادیث نبوی ﷺ اور صحابہ کرام کے فقہ واجتہاد اور قوانین کی امین ہے، لہٰذا ان کا سہ لیسانِ طاغوت کی یہ سرتوڑ کوشش رہی ہے کہ عربی سے لوگوں کو متنفّر کیا جائے یا کم ازکم دور رکھا جائے۔

یہ لوگ کبھی تو اتاترک کی طرح ان زبانوں کے رسم الخط تبدیل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں جو عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں۔

کبھی اردو میں قریباً مترادف الآواز ق اور ک...... جیسے الفاظ میں سے ایک ہی حرف کو باقی رکھنے اور دوسرے کو متروک قرار دینے کی تحریک چلاتے ہیں۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ عربی مشکل ترین زبان ہے اور اس کا سمجھنا اور پڑھنا ممکن نہیں جو عربی سیکھنا چاہتا ہے اس کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ کبھی یہ ثابت کرتے ہیں کہ اردو کے فلاں فلاں الفاظ عربی سے نہیں دیگر زبانوں سے ماخوذ ہیں۔

مثلاً مشہور ترقی پسند ادیب "جون ایلیا" (نام سے یہ مغالطہ نہ ہو کہ یہ مسلمان نہیں۔ یہ شخص اپنے آپ کو مومن کہتا ہے۔ مشہور ترقی پسند ادیب رئیس امروہی کا بھائی ہے، اصل نام کوئی اور ہے اور اس نے اپنا تخلص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا منصوبہ تیار کرنے والے یہودی کے نام پر رکھا ہے) لکھتا ہے۔

"شعر کو عربی لفظ ہی سمجھا جاتا ہے اور اسے شعور کا مادہ قرار دیا جاتا ہے لیکن حقیقت کچھ اور ہے۔ شعر عبرانی لفظ شیر" کا معرب ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ راگ خوش آوازی اور خوش آہنگی۔ ❶

عربی سے متنفر کرنے کی یہ کوشش مختلف اسلامی ممالک میں جاری ہے چنانچہ ایران میں رضا شاہ پہلوی نے (۱۹۲۵ تا ۱۹۴۱ء) مملکت کو نئے رخ پر ڈالا تو ۱۹۳۵ء میں ایک ادبی

---

❶ ایک اور طرح کی کتاب ص:۶۶

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مجلس قائم کی گئی تا کہ فارسی زبان کو عربی کے اثرات سے پاک کیا جائے۔ ❶

پاکستان میں جب بھی عربی کو ابتدائی یا ثانوی مدارس میں پڑھانے کی تجویز زیر غور آئی اسے "بچوں پر بوجھ پڑے گا" کہہ کر رد کر دیا گیا، جب کہ انگلش پہلی جماعت سے لازمی ہے جو عربی کی نسبت مشکل بھی ہے اور اسلام سے دور کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

لایعنی ادب کی تخلیق

اسلامی نظریہ حیات کی رو سے زندگی عبث نہیں۔ انتہائی بلند پایہ مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ اس کے برعکس ابلیسی نظریات کے ہاتھوں فکری اغوا شدگان نے اپنی من مانی خواہشات کی تکمیل کے لئے زندگی کو بے حقیقت قرار دیتے ہوئے ..... لایعنی ادب کی خوب بھر مار کی۔

مثلاً ایک صاحب قیصر زیدی نے "ایک اور طرح کی کتاب" ..... نامی کتاب میں اچھا ادب کشید کر کے پیش کرنے کا دعویٰ کرتے ہوئے پہلا شاہکار عبدالمجید بھٹی کی ایک نظم کی صورت یوں پیش کی ہے۔

چھن

چھن چھن چھن

چھن چھن چھن چھن

چھن چھن چھن چھن

چھن چھن چھن

چھن

ایک اور صاحب احمد فواد کی نثری نظموں کی کتاب "یہ کوئی کتاب نہیں" کی دو نظمیں ملاحظہ ہوں:

---

❶ مختصر تاریخ ملت اسلامیہ ج سوم ص: ۲۲۶ از ثروت صولت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چاند!

بالکنی میں کھڑا اپنے بال خشک کر رہا ہے۔

دھوپ!

مونگ پھلیاں کھانے کے شوق میں ایک ریڑھی پر بیٹھ کر چلی گئی۔

اسلام جو مقصدِ زندگی عطا کرتا ہے اس کی رو سے وہ تمام ادب لایعنی ادب کی ذیل میں آتا ہے۔ جو انسان کو اللہ کے بجائے مخلوقات کی بندگی کی ترغیب دیتا، معروف کو قبول کرنے میں سدِ راہ بنتا اور فحش و منکر کی طرف مائل کرتا ہے اور انسان کو مقصدِ زندگی سے غافل کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿مِنْ حُسْنِ الْإِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ﴾ (سنن ابی داؤد)

''آدمی کے اسلام کا حسن لایعنی کو ترک کر دینے میں ہے''۔

لایعنی ادب کا یہ نتیجہ ہے کہ دور حاضر کا نوجوان خود نہیں جانتا کہ وہ سڑک یا پارک میں آوارہ گردی کس لئے کر رہا ہے؟ وہ بے تحاشا سگریٹ کیوں پھونکتا جا رہا ہے؟ وہ کالج میں پڑھنے آتا ہے یا شوخ و شنگ لڑکیاں دیکھنے؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلمان ادیبوں کے ساتھ استحصالی رویہ

ترقی پسند، روشن خیال، لبرل، سیکولر حضرات مسلمان ادیبوں کے ساتھ انتہائی استحصالی رویہ روا رکھتے ہیں۔ ان کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے، انہیں منظرِ عام سے پیچھے دھکیلا جاتا ہے اور ان کی راہ میں طرح طرح کے روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے طریقہ کار کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں۔

مسلمان ادیبوں کی حوصلہ شکنی

انسانی فطرت ہے کہ وہ نیکی کی نسبت گمراہی کی طرف جلدی مائل ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی ادب کے مخالفین گمراہ ادب کو اس قدر سستا اور عام کر دیتے ہیں کہ لوگ مسلمان ادیبوں کی صاف ستھری کتابوں پر انہیں ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ان کی ذہن سازی اس انداز سے کی جاتی ہے کہ دین کا نمائندہ ادب ان کی طبعِ نازک پر گراں گزرنے لگتا ہے۔ اس کا منطقی نتیجہ یہی سامنے آتا ہے کہ دینی ادب کی نمائندہ کتب کو کوئی خریدتا نہیں لہٰذا ناشرانِ کتب انہیں شائع کرنے سے گریز کرتے ہیں اور یوں عمدہ اور مؤثر تخلیقات منظرِ عام پر آنے سے رہ جاتی ہیں۔

غلام جیلانی برق کی کتاب ''میری آخری کتاب'' کا دیباچہ میں بیان کیا گیا ان کا قصہ درد، اس ستم کا بینہ ثبوت ہے۔ انہوں نے اس میں انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

ہماری نئی نسل دینی کتابوں اور ادب کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ لہٰذا ناشر شائع کرنے پر رضامند نہیں ہوتے اور اگر شائع کر لیں تو لوگ خریدتے نہیں۔ لہٰذا میں یہ اپنی زندگی کی آخری کتاب لکھ کر شائع کروا رہا ہوں۔

یہی نہیں، کئی اسلامی کتب کے شائع کنندگان ادارے اسی عمومی روش کے مضر اثرات

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا شکار ہو کر دینی ادب کی اشاعت بند کرنے پر مجبور ہو گئے۔

مسلمان ادیبوں کی حوصلہ شکنی کرنا بھی اس طبقے کے طریقہ واردات کا ایک اہم پہلو ہے یہ لوگ ان کے ادب کو ادب تسلیم نہیں کرتے۔ خواہ اس کا ادبی معیار کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔ یہ اسے لوٹا اور تسبیح اور جائے نماز کا ادب قرار دے کر اس کی تحقیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ اور ذہن ساز اداروں پر انہی کا قبضہ ہے۔ لہٰذا انہیں ہر طرح پیچھے رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ نصاب میں اوسط درجے کے ملحد ادیبوں کی بھی تحریریں بکثرت مل جائیں گی لیکن اعلیٰ درجے کے مسلمان ادیبوں کو اول تو شامل ہی نہیں کیا جاتا اور اگر اپنی غیر جانبداری کا بھرم رکھنے کی ناکام کوشش کی بھی جائے تو کسی ایک یا دو ادیبوں کی مختصر تحریریں دے دی جاتی ہیں۔

چنانچہ جماعت اول سے لے کر یونیورسٹی کے نصاب تک مسلمان ادیبوں اور فکری اغوا شدہ ادیبوں کی تحریروں میں تناسب 1:5 کا نظر آئے گا، اس کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے کہ کہیں مسلمان ادیبوں کی تحریریں نئی نسل کو اس فکری اغوا سے نجات نہ دلوا دیں جس کے لئے برسہا برس سے مسلمانوں کے گرد پھندے کسے جا رہے ہیں۔ ورنہ فنی حوالے سے مسلمان ادیبوں میں سے شبلی نعمانی، عبدالحق ندوی، ابوالحسن علی ندوی، سید سلیمان ندوی، قاضی سلیمان منصور پوری، حفیظ الرحمان سیوہاروی، مناظر احسن گیلانی، جیلانی بی اے بنت الاسلام، حمیدہ بیگم، ام زبیر، نعیم صدیقی، جعفر بلوچ، ، مولنا مودودیؒ، اعجاز احمد فاروقی، سلمیٰ یاسمین نجمی، خرم مراد، آسی ضیائی، مسلم غازی، بنت مجتبیٰ مینا، صائمہ اسما، کمال سالار پوری۔ کا ادب تو اعلیٰ ترین ادبی معیار پر پورا اترتا ہے۔ اگر نصاب ساز ادارے واقعی ''مسلمان'' ہوں تو یہ ادیب اس لئے بھی قابل ترجیح ہیں کہ ادبی صلاحیتوں سے مالا مال ہونے کے علاوہ ایمان اور عمل کی دولت سے بھی فیض یاب ہیں۔

اسلامی ادب کی اخبارات وجرائد میں اشاعت سے گریز

کتاب کی نسبت اخبارات اور رسائل کے قارئین زیادہ ہوتے ہیں، نیز ان کا مطالعہ ہر قسم کے لوگ کرتے ہیں لہٰذا ''فکری اغواگروں'' کا اس کلیدی عنصر پر پوری طرح

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تسلط قائم ہے۔ یہ لوگ اپنے نظریات کے مخالف لوگوں کی خبریں ہی نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں جو کردار سیکولر، ملحد یا کافر ومشرک لوگ ادا کر رہے ہیں ان کی ہر خبر اور کوشش کو جلی سرخیوں کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ میڈیا صرف انہی کی عکاسی کرتا ہے، لیکن جو لوگ خالصتاً دینی جذبے کے تحت معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے خدمات انجام دے رہے ہیں ان کا ذکر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ البتہ جو لوگ روشن خیال اسلام کے نام لیوا ہیں، ان کے گمراہ کن نظریات کو بڑی بڑی تصاویر اور شہ سرخیوں کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے چنانچہ اب صورتِ حال یہ ہے کہ ایک عام آدمی سے لے کر بڑے بڑے طبقے کی اکثریت انہی لوگوں کو اسلام کا حقیقی نمائندہ سمجھتی اور ان ہی کی تقلید کرتی ہے۔

جناب اصغر علی جاوید اپنے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ لکھتے ہیں جو انہوں نے اپنی کتاب ...... ''عورت، مغرب اور اسلام'' ...... کے دیباچے میں درج کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''شیطانی آیات ...... کے حصول کی نہ میں نے کوشش کی نہ میں اس کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا لیکن امریکی جرائد میں اس سلسلہ میں چھپا ہوا ایک ایک لفظ میرے دل و دماغ پر ہتھوڑے کی طرح لگتا رہا .... چنانچہ میں نے کافی عرق ریزی کے بعد اسی حوالے سے دو مضامین تحریر کیے اور لاہور کے ایک قومی روزنامے کے حوالے کر دیئے۔ میرے مضامین اس اخبار میں چھپتے رہتے تھے اور میرا خیال تھا کہ یہ بھی مناسب جگہ پالیں گے لیکن جب مذکورہ روزنامہ نے ان کی اشاعت سے یہ کہہ کر معذوری ظاہر کر دی کہ یہ پالیسی کے خلاف ہیں تو میں نے خود کو پھر وہیں پایا جہاں سے چلا تھا''۔ (ص:۹،۸)

پاکستان گولڈن جوبلی کے موقع پر طاؤس ورباب کی محفلوں کے انعقاد پر راقمہ نے ایک تاثراتی مضمون ''لاشوں پر رقص'' معروف قومی اخبارات کو بھجوایا تو انہوں نے یہ کہہ کر اشاعت سے معذرت کر دی کہ یہ ہے تو حقیقت لیکن اسے شائع نہیں کیا جا سکے گا۔

مسلمان ادیبوں پر ظلم وستم

www.KitaboSunnat.com

مسلمان ادیبوں کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے انہیں مختلف طریقوں سے تعذیب کا نشانہ بنایا جاتا ہے ان کی تحریروں پر گرفت کی جاتی ہے، ان پر مقدمے چلا کر سزا دی جاتی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے۔ چنانچہ پاکستان میں ''قادیانی مسئلہ'' کتاب لکھنے پر (جس میں قادیانیت کی تکفیر مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریروں کے ذریعے کی گئی تھی) مولٰنا مودودی کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ ان کی شہرہ آفاق کتاب ''اسلام اور ضبط ولادت'' شائع ہوئی تو اس کے باب ''اسلام اور ضبط ولادت'' کی اشاعت پر حکومت نے پابندی عائد کردی، ساری کتاب کا حاصل یہی باب تھا، چنانچہ کتاب میں سے یہ صفحات اکھیڑ کر اس کی فروخت کی اجازت دی گئی۔

جناب محمد نادر صدیقی نے کتاب...... ''پاکستان میں مسیحیت'' P.H.D کے لئے مقالے کے طور پر لکھی لیکن بورڈ والوں نے چند غیر متعین وجوہات کا عذر کرکے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

جناب عنصر صابری صاحب نے...... ''فتنہ یہود''......P.H.D کے مقالے کے طور پر لکھی لیکن بورڈ والوں نے اسے بھی قبول نہ کیا۔

مصر میں عبدالقادر عودہ شہید نے ''اسلام کا فوجداری قانون''...... جیسی مایہ ناز کتاب تصنیف کی، اسے بین الاقوامی طور پر سراہا گیا لیکن حکومت وقت نے اس پر پابندی عائد کررکھی تھی، ایک یورپی ملک نے اس پر انعام کا اعلان بھی کیا، تب حکومت کو ہوش آیا اور اسے اپنا نام بنانے کی فکر لاحق ہوئی۔ چنانچہ عبدالقادر عودہ شہید کو حکم دیا گیا کہ اس میں سے اگر وہ جملے حذف کردیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام میں ملوکیت جائز نہیں تو ہم تمہاری کتاب کو ایوارڈ دیں گے لیکن عبدالقادر شہید نے ایمانی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ثَمَنًا قَلِیْلًا﴾ کا مصداق بننے سے صاف انکار کردیا۔

انڈونیشیا کی حکومت نے ایک دعوتی پمفلٹ لکھنے کے جرم میں ایک عالم دین کو قید کی سزا دی۔

آزادی اظہار کے اس دور میں ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ جو چاہے لکھے اور شائع کرے، خود ان نام نہاد دانشوروں نے ہی اس سوچ کو عام کیا ہے لیکن یہ کیسی آزادیٔ اظہار ہے کہ جب دنیا بھر کے شیطان، اللہ تعالیٰ، انبیائے عظام، صحابہ کرام اور اسلام کے خلاف لکھیں تو اسے آزادیٔ اظہار کہہ کر کھلی چھٹی دی جائے لیکن جب اہل ایمان حقیقی اسلام کی تصویر پیش کریں یا اسلام کے دفاع میں کچھ لکھیں تو انہیں قید وبند میں جکڑ دیا جائے اور ان کی کتابیں ضبط کرلی جائیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دینی کتب جلا دینا

دینی کتب کے خاتمے کے لئے سالہا سال سے اپنایا جانے والا ایک طریقہ انہیں جلا ڈالنا بھی ہے۔ اسپین کے ظالم عیسائی بادشاہ فرڈی نینڈ اور شقی القلب ملکہ ازابیلا سے لے کر روس کے اشتراکی انقلاب تک تمام طاغوتی طاقتیں بغداد کی طرح مختلف عالی شان اسلامی ادب کے دفاتر کو نذر آتش کرتی رہی ہیں۔ ہمارے ترقی پسند، لبرل، سیکولر مسلمان بھی اس حوالے سے پیچھے کیوں رہتے۔

چنانچہ ۸۰ء کے عشرے میں مصری حکومت کا یہ فیصلہ دینی حلقوں میں خاصی تشویش کا باعث بنا کہ اخوان المسلمین کے تمام ادبی ذخیرے کو جلا دیا جائے گا۔

ہٹلر نے بھی کتابوں کے جلا ڈالنے کے سلسلے میں وہ سب کچھ کیا جو وہ کرسکتا تھا...... ہٹلر کے ہم عصر مصطفیٰ کمال نے ایک زیادہ موزوں طریقہ اختیار کیا...... انہوں نے کتابیں سوخت کرنے کے بجائے حروف تہجی کو بدل ڈالنے پر قناعت کر لی...... اب کتابوں کو جلانے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی کیونکہ وہ حروفِ تہجی جو ان کی کنجی کی حیثیت رکھتے تھے وہ منسوخ کر دیئے گئے تھے۔ Astudy of history arnold toyn lee.

(اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش ۸۳،۸۴ص: ۸،۵،۵۱۹)

دینی ادب و کتب کو پس پردہ رکھنے کا ایک یہ انداز بھی ملاحظہ ہو کہ اسلامک کونسل آف یورپ نے ماہ ستمبر ۸۳ء میں لنڈن میں اسلامی کتب کی نمائش کا اہتمام کیا اور تمام مسلم ممالک کو دعوت دی کہ وہ اپنے ہاں کی نمائندہ اسلامی کتب بھجوائیں، پاکستان کی جانب سے جو کتابیں بھیجی گئیں ان میں سے ایک کتاب جسٹس منیر کی "جناح سے ضیاء تک" تھی دوسری ایک روسی مستشرق "گینکووسکی" کی کتاب "پاکستان کے تین دستور" تھی۔ جسٹس منیر نے اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے کہ پاکستان اسلامی ریاست بننے کے لئے وجود میں نہیں آیا تھا بلکہ سیکولر ریاست بننے کے لئے بنا تھا اور اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش عبث ہے اور اسی نوع کی کتاب مؤخر الذکر بھی ہے۔ نمائش کا اہتمام کرنے والوں نے ان کتب کو دیکھ کر بے اختیار سوال کیا کہ کیا یہ پاکستان کی نمائندہ کتب ہیں؟ (امپکٹ، لنڈن، ۲۳ ستمبر ۱۹۸۳ء) ❶

اس کے برعکس اسلام کے خلاف یا اسلام اور صاحبِ اسلام خاتم النبیین ﷺ کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سیرت میں کج روی اختیار کرنے والوں کی کتابوں پر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور انہیں انعامات سے نوازا جاتا ہے چنانچہ اکثر ممالک میں سمیت پاکستان...... خلاف اسلام لکھنے والے شاعروں کو ادبی ایوارڈز سے نوازا جاتا ہے، انہیں اعزازی عہدے دیئے جاتے ہیں، ان کے کلام اور ادب کی تشہیر کے لئے خصوصی نشستیں منعقد کی جاتی ہیں، ان کی شان میں لمبے لمبے قصیدے لکھے جاتے ہیں، صرف یہی نہیں جو غیر مسلم یہ "خدمت" انجام دیتے ہیں ان کی بھی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

چنانچہ عیسائی مصنف اور صحافی عمانوئیل لوتھر راتق جو لاہور میں عیسائی مشنری کا سیکرٹری جنرل رہا، اس نے سیرت طیبہ پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے۔ A Lamp Spreading Light اس کتاب میں لوتھر نے اپنے روایتی خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے نبی ﷺ کی ذات گرامی پر بے جا الزامات لگائے اور گند اچھالا...... حکومت پاکستان نے اسے سیرت کی بہترین کتاب قرار دے کر ایوارڈ سے نوازا......

❁❁❁❁❁

---

❶ ہفت روزہ ایشیاء ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۳ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

افرادی اور دفاعی

قوت ختم کرنے کی کوشش

www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خاندانی منصوبہ بندی

افرادی قوت ہمیشہ سے اقوام وملل کا سرمایہ افتخار رہی ہے۔عددی کثرت کے بل بوتے پر ہی جنگی میدانوں میں قوموں کی تقدیر کے پانسے پلٹتے رہے مگر مسلمانوں کی فکر اغوا کرنے والوں کی کامیاب عیاری ملاحظہ ہو، انہوں نے مسلمانوں کے اسی سرمایہ افتخار کو موجبِ ندامت بنادیا۔ دشمن تو اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ مسلمانوں کی عددی قوت جو جذبہِ جہاد کی بھی حامل ہو ان کے لئے شدید خطرے کا باعث ہے۔ لیکن مسلمان اپنے دشمن کی عیاری کے دام فریب میں ایسے پھنسے کہ ان کے دل کی بات اپنے ہونٹوں پر لے آئے اور اب اپنے آپ کو تباہ کرنے کے لئے فیملی پلاننگ کی بھرپور تشہیر کے لئے دن رات ایک کر رہے ہیں، اور اب انہیں کہیں وسائل کی قلت کا خطرہ درپیش ہے تو کہیں فضائی آلودگی کا، کہیں ان دانش وروں کو بچوں کی اچھی تربیت کا غم کھا رہا ہے اور کہیں ان کی صحت کا، کہیں ماں کی ہم دردی کا بہانہ ہے اور کہیں خوشحال معیارِ زندگی کا ...... ان طاغوتی بزرجمہروں کو ہر مسئلے کا بنیادی سبب کثرتِ آبادی ہی نظر آتا ہے۔

فیملی پلاننگ جسے ہمارے اردو کے جامے میں انگریزی ملبوس والوں نے خاندانی منصوبہ بندی اور بہبودِ آبادی کا دل فریب نام دے رکھا ہے یہ ایک یہودی مالتھس کی اختراع کردہ اور بوسیدہ فکر ہے جس کے عملی تجربے نے مغرب ہی میں اس کے چیتھڑے اڑا دیئے ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں منع حمل پر مبنی ایک ایسا معاشرہ تشکیل پا چکا ہے۔ جس میں حیا، شرم، عفت وعصمت، کا کوئی مقام اور نام نہیں، جائز وناجائز کا فرق، فحاشی اور بے راہ روی کے پاؤں تلے روندا جا چکا ہے۔ برسات میں نکلنے والے کیڑوں کی طرح

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ناجائز بچے دھڑا دھڑ جنم لے رہے ہیں۔ یہ تلخ تجربہ وہاں اپنے ساتھ امراضِ خبیثہ، جنریشن گیپ، خودکشی، منشیات کا عام استعمال، اولڈ ہاؤسز، منتشر خاندان، تنہا انسان، وحشی درندوں اور رشتوں کی محبت سے محروم نیم پاگل انسانوں کا وہ سیلاب لایا ہے جسے ختم کرنا مغرب کے بس کی بات ہی نہیں۔ اب وہ اس غلط روش پر پچھتا رہے ہیں۔ نئے جوڑوں کو زیادہ تنخواہ کا لالچ، نئے گھر کا لالچ، زیادہ بچوں پر ایوارڈز اور انعامات، بچوں کی پیدائش پر گورنمنٹ کے قرضوں کی معافی، ہر ڈیلیوری پر پرکشش طبی سہولیات، تعلیم کے لئے خصوصی الاؤنس وغیرہ دینے کا سلسلہ جاری ہے تاکہ لوگ بچے زیادہ سے زیادہ پیدا کریں۔ گو اب وہ معاشرہ فیملی پلاننگ کی دی ہوئی بے حیائی کی دلدل میں پھنس چکا ہے اب وہ اس سے نکل ہی نہیں سکتا، یہ ایک سزا ہے جو ان پر مسلط ہوگئی ہے۔

اہلِ یورپ اور امریکہ نے جب یہ دیکھا کہ وہ خود اس زہریلے پروپیگنڈے کے ہاتھوں اپنے ایمان اور اخلاق کا گلا گھونٹ چکے ہیں اور مسلمانوں کی تعداد روز افزوں ہے تو انہوں نے اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا ایک نئے انداز سے تہیہ کرلیا یہ وہ خوبصورت، دل فریب اور بہ ظاہر ہم دردی میں لپٹا ہوا ہلاکت کا زہر ہے جسے مسلمان زعماء نے محسوس کرنے کی کوشش ہی نہیں کی سوائے چند ایک کے، باقی سب اسے ایک بے ضرر سی تحریک ہی سمجھتے رہے اور سمجھ رہے ہیں۔

اور اب صورتِ حال یہ ہے کہ پانی سر سے اوپر ہو چکا ہے اور تمام مسلمان ممالک اس پروپیگنڈے کی زد میں آچکے ہیں۔ یہودی، عیسائی اور دیگر مسلمان دشمن اقوام کے عزائم کیا ہیں؟ وہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے اندر مسلمانوں کی آبادی کم کرنے اور ان کے نوجوانوں کو بانجھ بنانے کی کتنی شدتِ خواہش اور تحریک ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل بیانات سے لگایا جاسکتا ہے۔

"۱۹۸۸ء میں امریکی ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کی مطالعاتی رپورٹ میں آبادی کے اضافہ میں یورپ اور مسلم ممالک میں تناسب کے فرق پر اظہارِ تشویش کرتے ہوئے کہا گیا کہ فوجی طاقت کا عالمی توازن اگلی دو دھائیوں میں بدل سکتا ہے لہٰذا آبادی کے کنٹرول پر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھی اتنی ہی توجہ دی جائے جتنی تباہ کن ہتھیاروں کو دی جاری ہے"۔ ❶

مسلم ممالک میں بڑھتی ہوئی آبادی اگلے ۵ سالوں میں امریکہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے، ماہرین کا خیال ہے کہ ان ممالک کی سیاسی، اقتصادی، معاشی اور عسکری قوت میں اضافہ ہوگا۔ ان ممالک سے نکلنے والا خام مال جس سے امریکہ و یورپ کے کارخانوں کی چمنیاں گرم ہوتی ہیں آنا بند ہو جائے گا۔ لوگوں میں قدرتی وسائل اپنے قبضے میں رکھنے کا شعور پیدا ہوگا اور مراعات یافتہ طبقہ (امریکی اور یورپی مفادات کی رکھوالی کرنے والوں) کے خلاف نفرت باقاعدہ تحریک کی شکل اختیار کرے گی جو تیسری دنیا میں امریکی مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔ Reprots 200 Approvedunder No.314 On 26-11-75 Amarica

جنوری ۱۹۹۳ء میں واشنگٹن پوسٹ میں ایک مضمون نگار نے لکھا "مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد روسی امپیریلزم سے بھی بڑا خطرہ ہے لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہے۔ اس معرکے میں حصہ لینے والے ہر شخص کو حکومت کی طرف سے مالی امداد دی جائے۔ اسلامی اصطلاحات و مفاہیم کو امریکی مفادات کے رنگ میں ڈھال کر پیش کرنے کے لئے کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ اس طرح مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر ان کی آبادی کم کرنے کے لئے کام کیا جائے۔ حتی کہ ان کی شرحِ آبادی کم ہو کر صفر کی سطح تک پہنچ جائے۔ ❷

امریکی آفیسر تھامس وگوسن نے واضح طور پر کہا "پاپولیشن ایک سیاسی مسئلہ ہے اور ہمارے سارے کام کے پیچھے ایک ہی خیال کارفرما ہے کہ ہمیں آبادی میں اضافے کے فرق کو کم کرنا چاہیے، حکومتیں ہمارے صاف ستھرے طریقے سے کریں یا دوسرے طریقوں سے"۔ ❸

گویا یہ بیان مسلم ممالک کے سامنے ایک دھمکی کے طور پر دیا گیا ہے۔ صاف

---

❶ خاندانی منصوبہ بندی: ملک احمد سرور

❷ ترجمان القرآن، فروری ۱۹۹۸ء

❸ خاندانی منصوبہ بندی: ملک سرور ص ۳۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ستھرے طریقوں سے مراد غالباً اپنی رضا مندی سے اس فکر کو قبول کر لینا اور دوسرے طریقوں سے مراد جبری طور پر اسے اپنے زیر تسلط علاقوں پر نافذ کرنا ہے جیسا کہ انڈونیشیا میں کیا گیا ہے۔ جہاں انڈونیشیا کے فوجی گن پوائنٹ پر عورتوں کو نظر بندی کیمپ میں لے جاتے اور تب تک نہ چھوڑتے جب تک وہ نس بندی نہ کروالیں یا ایسا کرنے کی ٹھوس ضمانت نہ دے دیتیں۔ انڈونیشیا ٹوڈے کے مطابق گن پوائنٹ پر UD (رحم میں لکھی جانے والی ڈیوائس) رکھی گئی۔ تعلیمی اداروں میں جوان لڑکیوں کو طویل عرصہ تک ٹیکے لگائے گئے۔ ❶

عیار دشمن نے مسلمان ممالک میں آبادی پر کنٹرول کے جو ''صاف ستھرے'' طریقے آزمائے ان کی جھلک بھی ایک نظر دیکھتے جایئے۔

اردن

ضبطِ تولید پر مامور ایک عہدے دار کا بیان ہے:۔

''یہاں پہلے سخت مزاحمت ہوئی مگر اب قابو پا لیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کے لٹریچر میں اسلامی اصطلاحات کا بکثرت استعمال کیا گیا۔ دیگر مسلم ممالک میں بھی یہی کامیاب چال چلی جائے گی''۔

فلسطین

تعلیمی نصاب میں منعِ حمل کی تعلیمات کے فروغ کے لئے تنظیم تحدیدِ نسل اقوام متحدہ نے ۵۲ ملین ڈالر مختص کیے ہیں۔ جب کہ اسرائیل کو آبادی میں اضافے کے لئے امداد دی جارہی ہے۔

لبنان

اقوام متحدہ کے خاندانی منصوبہ بندی کے ذیلی ادارے نے ۱۹۹۳ میں ۳۰۱ بلین ڈالر کی رقم مختص کی، وہاں تین بچے فی گھرانہ سے کم ہو کر دو بچے فی گھرانہ تک بچوں کی شرحِ پیدائش میں کمی ہوئی۔ اس ادارے نے توقع ظاہر کی کہ یہ کمی بالآخر صفر تک جا پہنچے گی۔ ❷

---

❶ خاندانی منصوبہ بندی: ص ۳۰

❷ ترجمان القرآن، فروری ۱۹۹۸ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انڈونیشیا

انڈونیشیا میں تحدیدِ نسل کی تنظیم پاتھ فائینڈر کو خالص اثر و رسوخ حاصل ہے۔ اس تنظیم کا مقصد دنیا میں خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے عام کرنا ہے۔ یہ تنظیم ۱۲۰ انڈونیشی علماء کو آلہ کار بنا چکی ہے۔ ❶

طبی ایسوسی ایشن نے ایک میمورنڈم بعنوان "آبادی کے بارے میں پالیسی اور اسلام" شائع کیا جس میں مسلم حکام کو دعوت دی گئی کہ وہ مسلم علماء کو آبادی کے مسئلہ خاندانی اور منع حمل کے بارے آراء کے اظہار پر آمادہ کریں۔ اس کے بعد مسلم حکام بڑھتی آبادی کی روک کے لئے ایسی رائے اختیار کریں جو اس پالیسی کے مطابق ہو جب یہ اہداف حاصل ہو جائیں کہہ دیا جائے کہ یہ علمائے اسلام کے افکار سے ماخوذ ہیں۔ ❷

اس تنظیم نے دس لاکھ انڈونیشی عورتوں کو این این بی مہیا کئے جس سے پانچ سال تک حمل نہیں ہوتا۔ ❸

انڈونیشی مسلمانوں پر بالجبر بھی یہ ظلم کیا گیا۔ انڈونیشی فوجی زبردستی بندوق کی نوک پر عورتوں کو نظر بندی کیمپوں میں لے جاتے اور انہیں اس وقت تک وہاں رکھتے، جب تک وہ فیملی پلاننگ پر عمل کی ٹھوس ضمانت نہ دے دیتیں یا نس بندی نہ کرا لیتیں، انڈونیشیا ٹوڈے کے مطابق گن پوائنٹ پر UD (رحم میں رکھنے والی ڈیوائس) لکھی گئی۔ تعلیمی اداروں میں جوان لڑکیوں کو طویل عرصے والے ٹیکے لگائے گئے۔ ۱۹۶۰ء میں وہاں اوسطاً فیملی ۶ بچے تھے جو اب ۳ رہ گئے ہیں۔ ❹

مسلمانوں کے اس خفیہ قتل کے بعد اب اعلانیہ قتل کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔

---

❶ بہبودِ آبادی پروگرام: ص ۸

❷ ترجمان القرآن، فروری ۱۹۹۸

❸ ترجمان القرآن، فروری ۱۹۹۸ء

❹ خاندانی منصوبہ بندی، ملک احمد سرور ص ۳۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مصر

یہ فرعونی سازش آج سے صدیوں پہلے مصر ہی سے اٹھی اور فرعون نے لڑکوں کو قتل کرنے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے کا حکم جاری کیا۔ آج مصر پھر اس فرعونی سازش میں پیش پیش ہے۔ قاہرہ کانفرنس مسلم ممالک میں فیملی پلاننگ کی ترویج کے لئے سنگِ میں ثابت ہوئی۔ یہیں کی جامعۃ الازھر کے علماء نے اس فکری اغوا کا شکار ہو کر فیملی پلاننگ کے حق میں فتوے جاری کیے۔

انڈیا

انڈیا جہاں اکثریت کی بنیاد پر ہندو اقلیتوں کا بھرکس نکال رہے ہیں، وہاں ایک مسلمان رفیق زکریا نے یہاں تک لکھ دیا کہ علیؓ، امام غزالی اور شاہ عبدالعزیز نے بھی فیملی پلاننگ کے طریقوں کی حمایت کی ہے جس میں منعِ حمل کی ادویات بھی شامل ہیں۔ ❶

بنگلہ دیش

۱۹۹۲ء میں ۶۵ ہزار عورتیں بانجھ بنائی گئیں۔ یہاں بھی علماء کی ایک بڑی تعداد کو اپنا ہم نوا بنایا گیا۔ نسل بندی کروانے والی عورتوں کو بہبودِ آبادی کی طرف سے ریشمی ساڑھی دی جاتی ہے۔

پاکستان

پاکستان میں فیملی پلاننگ کا آغاز ۱۹۵۳ء میں ایک NGO نے کیا۔ جلد ہی اس کا الحاق بہبودِ آبادی کی عالمی تنظیم IPPE سے ہو گیا۔ ۱۹۶۰ء میں ایوب دورِ حکومت میں اسے سرکاری سرپرستی سے نوازا گیا۔ اس کے بعد آنے والی حکومت اس کے لئے خصوصی فنڈ مہیا کرتی رہی اور مزید آگے بڑھاتی رہی۔ اس وقت ہر گاؤں میں ۱۰۰۰ کی آبادی پر ڈل

---

❶ خاندانی منصوبہ بندی: ص ۴۴

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پاس لڑکی برتھ کنٹرول کی تشہیر اور اس کی ادویات کی فراہمی کے لئے رکھی گئی ہے۔ ان لڑکیوں پر ضلعی سطح پر ایک لیڈی ہیلتھ سپروائزر رکھی گئی ہے۔ جس کو بہت سی پر کشش مراعات کے ساتھ ساتھ گاڑی کی سہولت بھی دی گئی ہے۔

چاروں صوبوں میں ۱۹۸۰ء سے عام دائیوں کو بھی برتھ کنٹرول کی تربیت دی جارہی ہے نیز ڈاکٹر برتھ کنٹرول کی تعلیم اور تربیت حاصل کرنے کے قانونی طور پر پابند ہیں۔

نیز پاکستان کی اطباء کمیٹی کو اس کار خیر میں شامل کیا گیا ہے۔

پاکستان میں اس وقت بہت سی سرکاری اور غیر سرکاری تنظیمیں اور ادارے اس مقصد کے لئے قاہرہ کانفرنس اور بیجنگ کانفرنس کے فیصلوں کی روشنی میں اپنا کام آگے بڑھا رہے ہیں۔

اس وقت ریڈیو، ٹی وی، اخبارات و رسائل کے علاوہ خصوصی کیسٹوں اور ڈراموں کے ذریعے لوگوں کو آبادی کے خوفناک جن سے ڈرایا جارہا ہے۔ چابی، سبز ستارہ کے ٹیکے اور گولیاں اور ساتھی کے نام سے حیا باختہ آلات اور ادویات چوراہوں پر آویزاں بورڈوں اور پردہ سکرین کے ذریعے بچے بچے کی زبان پر لائے جارہے ہیں۔

اسکولوں میں فیملی پلاننگ کے موضوعات پر تقریری مقابلے اور نوجوانوں میں بھی مختلف قسم کے پروگرام کرائے جاتے ہیں۔ جن مردوں نے نس بندی کے آپریشن کروائے پاکستان فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن نے ان کی ایک تنظیم قائم کررکھی ہے، جو مردوں کو اپنا ہم نوا بنانے اور اس طریقِ کار کے بے ضرر اور مفید ہونے کی مؤثر تشہیر کرتے ہیں۔

فیملی پلاننگ پراجیکٹ جہاں اور طریقے اپنا رہا ہے وہاں اس کا ایک اہم کام دیہات کے امام مسجدوں اور مولویوں کو اپنے مقاصد سے ہم آہنگ کرنا ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ کے تنخواہ دار ٹرینڈ مولوی کے ذریعے ان کی برین واشنگ کی جاتی ہے۔ پھر متعلقہ امام کے ذریعے دوسرے امام مسجدوں پر کام کیا جاتا ہے۔ پبلک میٹنگز بھی کی جاتی ہیں جن میں یہ مولوی لوگوں کے اعتراضات دور کرتے ہیں۔ ❶

---

❶ خاندانی منصوبہ بندی: ص ۱۳۱

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گورنمنٹ کے ملازمین کو مختلف حربوں کے ذریعے کم بچے پیدا کرنے کا پابند کیا جا رہا ہے۔ قواعدِ رخصت مجریہ ۱۹۷۸ء میں یہ شق لاگو کی گئی کہ ہر شادی شدہ ملازمہ، پروفیسر، لیڈی لیکچرار، ہیڈ مسٹریس، یا لیڈی ٹیچر کو رخصت زچگی صرف پہلی تین زچگیوں پر ملے گی۔ اگلی زچگیوں پر چھٹی بلا تنخواہ ملے گی۔ ❶

پاکستان میں چار سے زیادہ بچوں والے ملازمین کی تنخواہ روک لینے کا بھی فیصلہ کیا گیا قرآن حکیم کی آیات کا مفہوم بدل کر انہیں فیملی پلاننگ کے حق میں پیش کرنے کا بھی کام زور شور سے جاری ہے۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۹۶ء میں محکمہ بہبودِ آبادی نے کیلنڈر جاری کیئے جن کی آیات کو توڑ موڑ کر اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا۔

سکولوں کے نصاب میں خوش حال گھرانے اور کم افراد کا تصور دیا جا رہا ہے "چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ" جیسے محاورات کے ساتھ کہانیوں کی صورت میں بچوں کی ذہن سازی کی جا رہی ہے فکری اغوا کے صاف ستھرے طریقوں میں مسلمان کی فکر کو اس تحریک کے حق میں مختلف خوشنما دلائل کے ذریعے اسیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کثرتِ آبادی کے مندرجہ ذیل تین نقصانات باور کرائے جاتے ہیں۔

(۱) ⇦ غربت

(۲) ⇦ حسنِ تربیت میں کمی

(۳) ⇦ ماں کی صحت کے مسائل

غربت:

خاندانی منصوبہ بندی کے لئے فکری اغوا کا یہ کامیاب اور مسلّم ہتھیار ہے، اسے ہر دور میں ہی طاغوتی بزرجمہر استعمال کرتے رہے ہیں چنانچہ قرآن حکیم میں واضح طور پر کہا گیا ہے:۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ

---

❶ ہفت روزہ زندگی ۱۶، ۱۲۵ اکتوبر

قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيرًا﴾ (بنی اسرائیل ۳۱)

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو، ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے''۔

نہ جانے ازل سے مسلمانوں کے خون کے پیاسے عالم کفر کو مسلمانوں سے ہمدردی کا غم کیسے جاگ اٹھا اور انہیں مسلمانوں کی معاشی بدحالی کا حل صرف فیملی پلاننگ ہی نظر آیا۔ دنیا بھر کی دو تہائی حکومت پر سانپ کی طرح کنڈلی مار کر بیٹھے ہوئے ان انسانی خون خواروں کو غربت کا غم کھاتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔

دنیا بچوں کی صحت پر سالانہ ۲۸ بلین ڈالر سالانہ خرچ کرتی ہے جب کہ گلف Golf پر ۴۰ بلین ڈالر، شراب پر ۲۴۵ بلین ڈالر، سگریٹ نوشی پر ۴۰ بلین ڈالر، اشتہار بازی پر ۲۵۰ بلین ڈالر اور فوج پر ۸۰۰ بلین ڈالر خرچ کر دیئے جاتے ہیں۔ ❶

امریکہ ہر سال ۴ کھرب ۳۰ ارب کلوگرام خوراک ضائع کرتا ہے جو امریکہ میں پیدا ہونے والی خوراک کا ایک چوتھائی حصہ ہے۔ ❷

مسلمانوں کی کثرتِ آبادی پر ان کے بھوکے مر جانے کا غم کھانے والے اگر اتنے ہی رحم دل ہیں تو یہ اپنی عیاشیوں پر اٹھنے والی رقوم مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر صرف کیوں نہیں کرتے، وہ یہ رقم ان کی آبادی روکنے والی گولیوں، سرنجوں اور کنڈولز پر کیوں بہاتے ہیں؟ مندرجہ ذیل بیان اس حقیقت کا گواہ ہے:

پروفیسر نکولس پیر ساڈ، امریکہ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر (جو ادارہ مطالعہ آبادی کے معروف سکالر ہیں) نے ایک امریکی فوجی کانفرنس برائے طویل المیعاد منصوبہ بندی، میں ایک مقالہ پڑھتے ہوئے یہ بات واضح کی کہ ''مسئلہ یہ ہرگز نہیں کہ غریب ممالک بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے غریب ہوئے جا رہے ہیں، اصل میں ہماری پریشانی یہ ہے کہ ایسا ہو کیوں نہیں رہا''۔ ❸

---

❶ بیدار ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۹۵ء

❷ بیدار ڈائجسٹ نومبر ۱۹۹۷ء

❸ ہفت روزہ ایشیا ۱۴ دسمبر ۱۹۹۴

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سچ یہی ہے کہ یہودی اور عیسائی اقوام مسلمانوں کا خون پینے اور ان کو مٹانے کے لئے کوئی بھی حربہ آزمانے سے گریز نہیں کرتی، پوری اسلامی دنیا پر جمہوریت کا سیاسی نظام مسلط کرنے میں بھی ان کے یہی عزائم کارفرما ہیں۔ملک احمد سرور لکھتے ہیں:

اس وقت مسلمانوں کو دوہری دھار کی چھری سے ذبح کیا جارہا ہے ایک طرف تو پوری عالمی سیاست کا ڈھانچہ جمہوریت (یعنی اکثریت کی بنیاد پر حکومت) تشکیل دیا جاچکا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی آبادی میں کمی کے لئے پیسہ بہایا جارہا ہے۔بقول ڈاکٹر مارگریٹ ریگولا ''بیمار بچوں کے لئے مفت دوائی، سرنج حتی کہ معمولی گولی تک نہیں ملتی مگر فیملی پلاننگ کلینک سے ہر چیز مفت ملتی ہے''۔

بہتر تربیت

یہ بھی ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے کہ ''کم بچے بہتر تربیت'' جب کہ تجربہ گواہ ہے کہ جب بچے زیادہ ہوتے تھے اس وقت افرادِ معاشرہ میں محبت، اخلاص، ایثار، دیانت و امانت، سچائی، ہمدردی، فرض شناسی، حیاوشرم قناعت جیسی صفات عام تھیں۔

دورِ حاضر میں کم بچوں والے خوش حال خاندان کے نورِ چشم ڈکیت، اغوا، گینگ ریپ، نشہ بازی، جوابازی، رشوت خوری، امتحان میں نقل، لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ اور فحش فلموں کے دیکھنے اور پھیلانے میں سب سے آگے ہیں۔اگر ''کم بچے بہتر تربیت'' کا اصول درست ہوتا تو ہمارا معاشرہ فرشتوں کا معاشرہ بن چکا ہوتا۔

کم بچے خوش حال گھرانہ

مغرب جس نے سب سے پہلے اس میٹھے زہر کو کھانے کی غلطی کی تھی اس کے معاشرے پر نظر دوڑائیے ہاں! اگر خوش حالی اور سکھ کا مفہوم ہی یہ ہے کہ ہر شخص اپنی درندگی، وحشت اور نفسانی خواہش کو ہی سُور اور کتوں کی طرح اپنا سب کچھ سمجھنے لگے تو پھر یہ بات درست ہے۔

مشکل یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں، اہل مغرب نہیں، ہمارا دستورِ حیات اسلام ہے،

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ارفع و اعلیٰ انسانی اقدار کا ضامن، شرم و حیا کا گہوارہ، جہاں تنہائی میں بھی ننگے ہونا حیا کے منافی ہے، جو سوائے بیوی اور ملکِ یمین کے دنیا کی ہر عورت کو ماں بہن اور بیٹی کے علاوہ کسی اور نگاہ سے دیکھنے اور سوچنے کو بھی جرم قرار دیتا ہے۔ جو یہ تصور پیش کرتا ہے کہ دنیا متاعِ قلیل ہے اور عیشِ حقیقی کی جگہ تو صرف جنت ہے، لازوال، نہ ختم ہونے والی جسمانی اور روحانی لذات سے بھرپور، ہاں وہ حسنِ عمل جس پر سنت نبویہ ﷺ کی مہر ہو وہی حقیقی خوش حالی اور امن و چین کا ضامن ہے، وہی حسن المآب کا حامل ہے، باقی سب دھوکہ، فریب اور سراب ہے، اسلام جس میں انسان کی موت اور زندگی صرف اللہ کے ہاتھ ہے انسان اس کو اپنی مرضی سے نہ محدود کر سکتا ہے نہ لامحدود، وہ جس کو چاہے بیٹے دے، جسے چاہے بیٹیاں دے، اور جسے چاہے بانجھ بنا دے۔

نمرود کے جانشین آج پھر بہبودِ آبادی کی شکل میں یہ کہہ رہے کہ "اَنَا اُحْیِ وَاُمِیْتُ" "میں زندہ کرتا اور مارتا ہوں"۔ (البقرۃ ۲۵۸)

آج پھر ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر کاربند مسلمانوں کو اس طاغوتی فکر کی آگ میں ڈالا جا رہا ہے جہاں ان کا جسم تو سلامت رہتا ہے لیکن توکل جیسی مومنانہ اور بنیادی صفت شرک کی بھٹی میں جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔

فرعون کے وارثوں کو آج ایک نیا ہتھیار سوجھا ہے، انہوں نے دشمن کی افرادی قوت ختم کرنے کے لئے بہبودِ آبادی کا پرفریب نام دے کر ہر ۲۰۰۰ افراد کی آبادی پر ایک مڈل پاس عورت مسلط کر دی ہے جو چابی، ساتھی، سبز ستارہ جیسی خوبصورت گولیوں کی صورت میں گھر گھر جا کر گولی کے ساتھ ایک نفس کی آمد کو روک دینے کا گھناؤنا کام کرتی ہے۔

ماں کی صحت

مسلمانوں کی فکر اغوا کرنے والوں کا کہنا ہے کہ ماں کی اچھی صحت کا راز اسی میں ہے وہ دو بچے ہی پیدا کرے۔ ہر ماں سے پوچھ کر دیکھ لیجئے، وہ خود اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سچ سچ کہے، ہر مرد ٹھنڈے دل سے فیصلہ کر کے بتائے، فیملی پلاننگ کے طریقے، اصول اور ادویات استعمال کرنے کے بعد عورت کی صحت واقعی قابلِ رشک ہو گئی ہے یا بچے پیدا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کرنے کے زمانے کی نسبت بچے روکنے کی تدبیر کرنے کے بعد روبہ زوال ہوگئی ہے۔

فیملی پلاننگ کے طریقوں پر عمل کرنے سے جو بیماریاں سامنے آئی ہیں مندرجہ ذیل ہیں، انجمادِ خون کی بیماریاں، رحم کی جھلیوں کا ورم اور کینسر، ایام میں بے قاعدگی، پیٹ میں درد، الٹیاں، معدہ کا السر، خون کی کمی، سردرد، چہرے کی پیلاہٹ، عصبی ناہمواری، بے خوابی، پریشان خیالی، چڑچڑاپن، دل ودماغ کی کمزوری، پاؤں کا سن ہوجانا، فالج، موٹاپا، مردوں میں سرعتِ انزال، مردانہ کمزوری، حقیقی جنسی زندگی کے لطف سے محرومی۔ ❶

آلودگی کا واویلا

بہبودِ آبادی کو مسلط کرنے والے زعماء یہ بھی شور مچا رہے ہیں کہ کثرتِ آبادی سے زمین پر آلودگی بڑھ رہی ہے، حالانکہ آلودگی کا سبب کثرتِ آبادی نہیں بلکہ امراء کے چونچلے ہیں ایک غریب آدمی سادہ غذا کھاتا، سادہ پہنتا، اور سواری کی بجائے عموماً پیدل سفر کرتا ہے، لہٰذا اس کے اخراجات سے آلودگی کیا بڑھے گی؟ امیر اور خوش حال لوگوں کے بچے ہمہ وقت فیکٹریوں میں بننے والی ٹافیاں، جوس، چیونگم، چاکلٹ، آئس کریم، برگر اور دیگر رنگا رنگ تا دیر پکتے رہنے والے کھانے کھاتے، گاڑیوں کا دھواں چھوڑتے، منٹ منٹ بعد کپڑے بدلتے اور ہر چیز مہنگی ترین استعمال کرتے ہیں جن کی تیاری کے دوران فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے اگر اسلام کے دیئے ہوئے طریقِ زندگی کے مطابق سادہ خوراک، سادہ لباس، سادہ رہائش اور ضروریات صرف ضروریات تک ہی استعمال کی جائیں تو کرہِ ارض سے آلودگی خود بہ خود ختم ہوجائے گی۔

ورلڈواچ انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ میں کہا گیا ہے:

صنعتی دنیا میں پیدا ہونے والا ہر بچہ زندگی میں ترقی پذیر ممالک میں پیدا ہونے والے بچہ کی نسبت ۲۰ تا ۳۰ گنا زیادہ وسائل خرچ کرتا ہے۔ اس بات کا اعتراف مارگیٹ کارلسن نے یواین دستاویز "پراگرس آف نیشنز" میں کیا ہے۔

---

❶ خاندانی منصوبہ بندی، ملک احمد سرور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نیچرل ریسورسز ڈیفنس کونسل نے ۱۹۹۴ء میں کہا کہ ۹۰ کی دہائی (تین سال) میں صنعتی ممالک میں جو ۵۵ ملین افراد پیدا ہوئے ہیں وہ ترقی پذیر دنیا میں پیدا ہونے والے ۹۱۵ ملین افراد سے زیادہ دنیا کو آلودہ کریں گے''۔ ❶

اسلام کم اشیائے ضرورت کا جو تصور مہیا کرتا ہے اس کے جہاں اور بہت سے فائدے ہیں وہاں یہ فائدہ بھی ہے کہ اس سے فضائی آلودگی پیدا نہیں ہوتی۔ ❷

ایک مسلمان ہونے کے ناطے فیملی پلاننگ کے بہت سے نقصانات ہیں جو ایمان اور اسلام کو زنگ کی طرح کھا جاتے ہیں، جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

توکل سے محرومی

فیملی پلاننگ کی وسیع پیمانے پر اشتہار بازی نے اللہ کی صفت ''توکل'' کی بنیادیں ہلا دی ہیں اللہ تعالیٰ کی صفتِ رزاقیت پر ایمان رخصت ہو رہا ہے۔ مادی سہاروں سے وابستگی اور اپنی تدبیر پر بھروسہ بڑھ رہا ہے، شعور اور تعلیم سے محروم عوام اسلام کے خلاف اس جارحانہ تحریک کے عزائم و اہداف کیا جانیں؟ ان کی فکر کو تو جس رخ پر موڑا جائے مڑ جاتی ہے۔ خصوصاً جب موڑنے والے کامیاب عیار ہوں۔

عوام پر اس کا اثر یہ ہے کہ اب وہ اللہ کے بارے انتہائی کفریہ کلمات کہہ اٹھتے ہیں مثلاً ایک خاتون نے کہا ''اللہ کو تو بھی چاہیے تھا کہ عورتوں کی صحت کا خیال رکھتا، بچے دیتا چلا جاتا ہے، اتنوں کو کھلانے کے لئے روٹی کہاں سے آئے گی''؟

ایک عورت کا خاوند نشئی ہے، آٹھ بچے ہیں۔ گھروں میں کام کرتی ہے، اس نے آپریشن کروا کر بچے رکوا لئے، اس کے خیال میں اس کی غربت میں سب سے بڑا قصور اس کے بچوں کا زیادہ ہونا ہے۔ نشئی مرد جو غربت کا اصل قصوروار ہے اسے تو اس نے تقدیر کا لکھا سمجھ کر برداشت کر لیا لیکن اللہ کی طرف سے ملنے والے عطیے پر شکوہ سنج ہے۔

---

❶ ص ۴۸، خاندانی منصوبہ بندی

❷ تفصیل کے لئے دیکھئے اشیائے ضرورت کا اسلامی معیار مطبوعہ مشربہ علم وحکمت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اولاد جو کبھی نعمت سمجھی جاتی تھی اب مصیبت سمجھی جاتی ہے۔ پہلے دعا دی جاتی تھی کہ دودھوں نہاؤ، پوتوں پھلو، مگر اب دو بچوں کے بعد کہا جاتا ہے "یا اللہ اب معافی دے دے"۔ حالانکہ معافی تو سزا ملنے پر مانگی جاتی ہے کیا اولاد سزا کے طور پر دی جاتی ہے۔ (نعوذ باللہ)

بے حیائی:

شیطان نے انسان سے جو پہلا گناہ کروایا اس کا نتیجہ شرم گاہ کا ظاہر ہونا تھا اور رب کریم نے بھی شیطان کے بارے میں کہا "اے بنی آدم! دیکھنا شیطان کہیں تمہیں بہکا نہ دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو بہکا کر جنت سے نکلوایا اور ان سے ان کے کپڑے اتروا دیئے، تاکہ ان کے ستر کھول کر دکھا دے" (الاعراف:۲۷)

اور یہ بھی فرمایا کہ ﴿الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَا﴾ (البقرہ ۲۶۸)

"شیطان تمہیں تنگ دستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے"۔

گویا شیطان مسلمان کو محتاجی سے ڈراتا اور بے حیائی پر اکساتا ہے۔ بہبودِ آبادی پروگرام پر غور کریں تو اس کے تمام کرتا دھرتا صرف محتاجی ہی کو سامنے رکھ کر دنیا کو کثرتِ آبادی سے پیش آمدہ خطرات سے ڈرا رہے ہیں۔ اور یہ بھی عیاں ہے کہ بہبودِ آبادی پروگرام کا نتیجہ بے حیائی ہے۔

بچے ٹی وی پر اشتہارات اور ڈرامے دیکھتے اور ان پر اظہار خیال کرتے ہیں۔ حتی کہ اب والدین کو فوراً یہ مشورہ دیتے ہیں کہ بس بچے دو ہی رکھیں۔

زنا و سفاح جیسے گناہوں کو چھپانے کے لئے سبز ستارے کی چھتری کے آسان حصول نے نوجوانوں کی جنسی آگ کو مزید بھڑکا دیا ہے وہ نکاح کی حدود کو توڑ کر آزاد جنسی تعلقات کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

مغرب کی مثال ہمارے سامنے ہے وہاں ۴۵٪ بچے ناجائز تعلقات کی پیداوار ہیں۔ جب کہ جائز بچوں میں سے بھی باعفت ماں اور باپ کی اولاد معاشرے میں لاکھوں میں ایک بھی نہیں۔ مغرب کی طرف سے روزانہ آنے والی خبریں بھی پڑھتے اور ان سے واقف ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسلام میں حیا ایمان کا ایک جڑواں وصف ہے۔ (مستدرک حاکم، کتاب الایمان، صحیح بشرط مسلم و بخاری) جب ان میں سے ایک اٹھتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔ گویا حیا ایمان ہے اور ایمان حیا ہے۔ اس حکم نبوی ﷺ کے بعد یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان مسلمان بھی رہے اور وہ بے حیائی والے کام بھی کرتا رہے؟

یاد رہے کہ حیا زبان کی گفتگو پر بھی محیط ہے اور وہ یہ ہے کہ زبان سے کسی گالی نما لفظ، یا اس بات کا ذکر سرِ عام نہ کیا جائے جس کا تعلق جنسی افعال جنسی اعضاء جنسی ادویات وغیرہ سے ہو اگر ناگزیر ضرورت ہو تو کنائے سے بات کہی جائے۔

ظاہر ہے گفتگو کے ساتھ ساتھ تحریر اس میں بدرجہ اولیٰ شامل ہے۔ معاشرے پر نظر دوڑائیے، بہبودِ آبادی کی مختلف انداز کی تشہیر نے حیا کا تقدس کس طرح پامال کیا ہے۔

حیا یہ بھی ہے کہ اپنے جسم کے اعضائے ستر کو کسی طرح ظاہر نہ ہونے دیا جائے اور ناگزیر ضروری افعال حاجت، غسل، کپڑے بدلنا، زوجین کے باہمی تعلقات کے وقت پردے کا مکمل اہتمام کیا جائے۔ اب عورتیں جو کبھی بچے کی ولادت کے وقت بھی دایہ کے سامنے جانے سے کتراتی تھیں اب روزانہ بہبودِ آبادی کی ورکر کے سامنے حاضر ہوتی رہتی ہیں چاہے وہ ورکر مرد ہو یا عورت اس کا بھی لحاظ نہیں کیا جاتا۔

کثرتِ امراضِ خبیثہ

بہبودِ آبادی کے پروگراموں نے امراضِ خبیثہ کی کثرت کو جنم دیا ہے۔ اب ہر مرد و عورت ان امراض میں گرفتار ہے اگر سروے کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان میں سے ۸۰ فی صد بیماریوں کا سبب بہبودِ آبادی پروگرام کے کسی طریقے کو اپنانا ہے۔ ایڈز کا وائرس جس سے پہلے یورپی دنیا آشنا ہوئی اب مسلمان ممالک کی طرف بڑھ رہا ہے۔ بانجھ پن کا مرض بھی پہلے کی نسبت اب زیادہ ہو گیا ہے۔

بچوں کی کثرت، قابلِ ندامت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بہت پیار کرنے والی، اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو تاکہ میں روزِ قیامت تمہاری کثرت پر فخر کر سکوں (ابوداؤد، نسائی، کتاب النکاح)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بچوں کی کثرت کسی دور میں قابل فخر تھی لوگ دعاء دیتے تھے کہ دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو...... اب دلہن کو دعا کے بجائے مشورہ دیا جاتا ہے کہ احتیاط کرنا بڑی عمر پڑی ہے بچے پیدا کرنے کے لئے......ابھی بچے کی ضرورت نہیں، بس عیش کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو دعا دی "اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں برکت عطا فرما۔ (بخاری کتاب الدعوات) جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ۸۷ بیٹے اور ۲ بیٹیاں عطا کیں۔ معلوم ہوا کہ کثرتِ اولاد کی دعا دینا ایک مسنون عمل ہے اور کثرتِ اولاد ایک باعث فخر بات ہے لیکن بہبودِ آبادی نے کثرتِ اولاد کو ایک قابلِ ندامت بات بنا دیا ہے۔ تین سے زیادہ بچوں کی تعداد بتاتے ہوئے والدین جھجکتے ہیں۔ تیسرے بچے کے بعد فیملی مکمل ہو جانے کی اصطلاح عام ہو چکی ہے۔ "ایک ہو اور نیک ہو" کا محاورہ زبان زدِ عام ہے۔ جنجال پورہ جیسے ڈراموں نے زیادہ بچوں والے والدین پر پھبتیاں کسنے کی طرح ڈال دی ہے۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے والدین دو سے زیادہ بچوں کو ساتھ لے جانا پسند نہیں کرتے تاکہ لوگ مذاق نہ کریں۔

لڑکیوں کو لڑکوں پر ترجیح

بے خدا معاشرے میں لڑکوں کو ترجیح دینے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ جب "بچے دو ہی اچھے" کا نظریہ ہو تو کون چاہے گا کہ لڑکیاں دنیا میں آئیں چنانچہ میکسیکو میں ۱۹۸۰ کے عشرے میں آبادی میں کنٹرول کانفرنس میں انکشاف ہوا کہ چین میں اڑھائی لاکھ بچیاں پیدائش کے ساتھ ہی قتل کر دی گئیں۔ ❶

۱۹۹۹ء میں جنوبی کوریا میں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد ۲۸٪ تک کم ہو جائے گی۔ اس طرح شادی کے لئے ۶ مردوں کے مقابلے میں ایک عورت ہو گی اس کی وجہ حاملہ عورتوں میں الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے لڑکی کی نشان دہی کے بعد اسقاطِ حمل کا تیزی سے بڑھتا ہوا رجحان بتایا گیا ہے۔ ❷

---

❶ ایشیا ہفت روزہ

❷ خواتین میگزین، جنوری ۱۹۹۶ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حالانکہ اسلام میں لڑکوں اور لڑکیوں کے مابین محبت اور تربیت کے حوالے سے کسی قسم کا فرق رکھنا روا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے:

جس نے دو بچیوں کو بالغ ہونے تک (تعلیم و تربیت دی) پالا پوسا، قیامت کے دن وہ اور میں اس طرح اکٹھے آئیں گے پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو باہم ملایا۔ (مسلم شریف)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جہاد کی مخالفت

جہاد اسلام کے غلبہ، تحفظ اور دعوت و اشاعت کے لئے مسلح جدو جہد کا نام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے ایمان اور نفاق کے درمیان خطِ امتیاز قرار دیا ہے۔ امت مسلمہ کی عزت، عظمت، شوکت و رفعت، اور معاشی استحکام اسی سے وابستہ ہے۔ قرآن مجید میں احکامات کا بیشتر حصہ حکم جہاد پر مشتمل ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں جذبہ جہاد زندہ رہا، جہانبانی اور جہانگیری کی بے مثل تاریخ رقم ہوتی رہی۔ خوشحالی اور امن و سکون پر مبنی ایک حقیقی فلاحی مملکت نے دنیا کے نقشے پر ظہور کیا۔ لیکن جیسے جیسے امت مسلمہ کے ایمان پر ضعف کی گرد جمنی شروع ہوئی، جذبہ جہاد سرد ہونے لگا اور امتِ مسلمہ کے پاؤں میں غلامی کی بیڑیوں کی تعداد اسی تناسب سے بڑھنے لگی۔

جہاد اور امتِ مسلمہ کی رفعت و شوکت کا یہی وہ باہمی تعلق ہے جس نے طاغوت کی نگاہوں میں جہاد کو ایک ناقابل برداشت امر کی حیثیت دے دی ہے۔ اس کے بس میں ہو تو وہ مسلمانوں کے صفحہ عمل سے دینی غیرت، ملی حمیت اور ان سے ترتیب پانے والے جذبہ جہاد کو حرف غلط کی طرح مٹا دیں۔ عہد حاضر میں کاروانِ حکومت کے سرخیل جہاد سے کس قدر خوف زدہ ہیں اس کی جھلک درج ذیل بیانات میں دیکھی جاسکتی ہے۔

"جو استعداد، صلاحیت اور جہادی قوت و طاقت اسلام کے اندر مضمر ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور اس کے اندر یورپ کے لئے حقیقی خطرہ پوشیدہ ہے" (گارڈنر)

"یورپ کو اسلام سے شدید خصرہ ہے...... اسلام سے خوف محسوس کرنے کا ایک اہم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ترین سبب یہ ہے کہ اسلام کے اساسی و بنیادی ارکان میں سے ایک اہم ترین جہاد ہے"
(شیالو مان)

"عربوں کی جانب سے خوف وخطرہ اور امت عربیہ کے بارے میں ہمارے خصوصی اہتمامات کا سبب عربوں کے ہاں وافر مقدار میں پایا جانے والا پٹرول یا دیگر مادی ومعنوی ذخائر نہیں حقیقتاً اس خطرہ کا سبب خود اسلام ہے۔ ....جب کوئی یورپی ملک یا سیاستدان عربوں اور کسی مسلمان ملک کے مؤقف کی حمایت کرتا ہے یا ان کے بارے میں کسی نرم رویہ کا اظہار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ عربوں یا مسلمان ملکوں کا دل سے بہی خواہ ہے بلکہ اس کا سبب یہ خوف ہوتا ہے کہ یورپ کی عرب اور اسلام دشمنی عربوں اور مسلم ممالک کے اندر انجام کار روح جہاد کے بیدار ہونے کا سبب بن جائے گی اور اس طرح یہ عرب اور مسلمان مل کر یورپی تہذیب وثقافت کے خلاف اعلانِ جہاد کرتے ہوئے ہمارے سروں پر جنگ مسلط کر دیں گے اور آخر کار یہ جذبہ جہاد یورپی دنیا کی تباہی اور مسلمانوں کی فتح وکامرانی کا سبب بن سکتا ہے۔ ❶

فرانس کا ایک سابق وزیر خارجہ اپنے خطاب کے دوران اعلان کرتا ہے۔

"مسلمانوں میں جہادی قوتیں زور پکڑتی جا رہی ہیں جو ہماری بقا کے لئے شدید خطرہ کی گھنٹی ہے۔ اب خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور ان جہادی قوتوں کا راستہ روکنے کے لئے ہر وہ کام کرو جو تمہارے آباؤ اجداد نے کیا تھا"۔

فکری انتشار پیدا کرنے کی کوششیں:

ابلیس تاریخ اسلامی کے روز اول ہی سے جہاد کے بارے میں فکری اور عملی انتشار پھیلانے میں مصروف ہے۔ یہ کوشش ہر دور میں پہلو بدل بدل کر سامنے آتی رہی۔ کہیں عہد موسوی میں ﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ﴾ (المائدہ ۲۴)

کہہ کر عین میدان جنگ میں مجاہدین کا ساتھ چھوڑ کر ان کی حوصلہ شکنی کی گئی۔

---

❶ موروبرگر۔ العالم العربي المعاصر، ماہنامہ ارقم فروری ۱۹۹۱ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہیں عہدِ نبوی ﷺ میں عبداللہ بن ابی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ غزوہ احد کے موقع پر الگ ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

کہیں مسلمانوں کو یہ کہہ کر موت سے ڈرایا جاتا ہے کہ ﴿لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا﴾ (آل عمران ۱۶۸) ہماری بات مان لیتے تو (جنگ میں) مارے تو نہ جاتے۔

کہیں کفار کی جمعیت سے ڈراتے ہوئے کہا جاتا ہے ﴿اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ﴾ (آل عمران ۱۷۳)

کہیں موسمی خطرات اور حالات سے خوفزدہ کیا جاتا ہے ﴿لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ﴾ (التوبہ ۸۱) ''اتنی شدید گرمی میں (جہاد کے لئے) مت نکلو''۔

کہیں میدانِ جنگ سے فرار کا مشورہ دیتے ہوئے کہا جاتا ہے۔ ﴿يَا اَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا﴾ اے اہل یثرب! تمہارے لئے ٹھکانہ نہیں چلو لوٹ چلو۔ (الاحزاب۔۱۳)

کہیں جہاد میں شرکت سے روکنے کے لئے اپنے وطن کے حالات کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے۔ اور مجاہدین میں عدم شمولیت کا بہانہ پیش کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ ﴿اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ﴾ (الاحزاب ۱۳) ''ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں''۔

غور کریں تو کم و بیش یہی وہ اعتراض یا تدبیریں ہیں جو مسلمانوں کو جہاد سے دور رکھنے کے لئے آج بھی اختیار کی جا رہی ہیں۔

''فکری اغوا'' کی یہ اہم خصوصیت ہے کہ خود اغوا ہونے والوں کو بھی اپنے اغوا کا احساس نہیں ہوتا چنانچہ جہادی تحریکوں کی مخالفت کرنے والے مسلمان بدقسمتی سے خود اس شعور سے محروم ہیں کہ انجانے میں وہ کن لوگوں کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند پر انگریزوں کے قبضے کے بعد قابض قوم کو سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں کے جذبہ حریت و جہاد ہی سے تھا۔ لہٰذا انہوں نے بعض مسلمانوں کی فکر اغوا کر کے انہیں انگریزوں کے خلاف جہاد کو مذہبی طور پر حرام قرار دینے کی کوششوں میں مصروف کر دیا۔ ان میں دور حاضر کے مسیلمہ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کا نام سرفہرست ہے جس نے اپنی تحریروں میں بارہا یہ کہا کہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''میرے پانچ اصول ہیں جن میں سے دو حرمتِ جہاد اور اطاعتِ برطانیہ بھی ہیں'' ❶

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہِ جہاد کے معتقدین کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھ کو مسیح اور مہدی جان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے''۔ ❷

جہاد مخالف تحریک کے رنگ جب بھی مدہم ہونے شروع ہوئے طاغوت نے اس میں نئے سرے سے رنگ بھرنے والے مقرر کر دیئے۔ اس وقت جبکہ انڈیا میں کروڑوں مسلمانانِ ہند جبر کی چکی میں پس رہے ہیں اسلام ہی کا دعویٰ کرنے والے ایک مولانا ''وحید الدین خان'' ہندو سرکار کی سرپرستی میں جہاد کے مفہوم کو مسخ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ان کے طریقہ کار کا یہ پہلو انتہائی خطرناک ہے کہ وہ قرآنی آیات اور احادیث کو اپنے مطلب کا مفہوم پہنا کر کم علم مسلمانوں کو جہاد کے متعلق شکوک میں مبتلا کر رہے ہیں۔

ان کا کہنا ہے ''جہاد کے لفظی معنی جدوجہد کے ہیں اسلام میں بامقصد کوشش ہے، اسلام میں لڑ کر مرجانا نہیں...... مکہ میں پیغمبر اسلام ﷺ اپنے دشمنوں سے لڑ کر شہید نہیں ہوئے بلکہ آپ ﷺ مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے''۔

نہ جانے یہ کہتے ہوئے ان کے ذہن سے نبی اکرم ﷺ کی غزوات کی پوری تاریخ کس طرح محو ہو جاتی ہے۔

پھر کہتے ہیں ''قرآن میں کہیں بھی مطلق طور پر یہ بات نہیں کہی گئی کہ اللہ کے لئے لڑ کر مرجاؤ اس کے برعکس یہ فرمایا کہ اللہ کے لئے صبر کرو'' وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۔

آگے لکھتے ہیں ''قرآن میں پیغمبر اسلام کو رحمۃ للعالمین کہا گیا ہے۔ قرآن میں کہیں بھی آپ کو سیف اللہ علی العالمین (دنیا والوں کے اوپر اللہ کی تلوار) نہیں کہا گیا''۔

یہ درست ہے کہ نبی اکرم ﷺ دنیا والوں کے اوپر اللہ کی تلوار نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی الوہیت، ربوبیت اور حاکمیت کا اقرار کرنے والوں کے لئے شمشیرِ برہنہ ضرور ہیں۔

---

❶ تلخیص از تبلیغ رسالت ص ۱۰۷

❷ اشتہار مرزا صاحب تبلیغ رسالت ج ہفتم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے۔

﴿فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (النساء ۸۴)

''(اے میرے نبی!) پس آپ اللہ کی راہ میں جہاد کیجئے آپ سے آپ ہی کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور مومنوں کو اس عمل پر ابھاریئے''

نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ کی توصفت ہی یہ بیان کی گئی۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ﴾ (۲۹، الفتح)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں''۔

ان صاحب کے نزدیک ''تواضع'' کا مطلب بزدلی اور کمزوری ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ''اہل ایمان کا کام سر کاٹنا ہے اور نہ سر کٹوانا، اہل ایمان کا کام یہ ہے کہ وہ دنیا میں خدا کے متواضع بندے بن کر رہیں''۔ ❶

حالانکہ اسلام میں تواضع کا یہ مفہوم بھی نہیں پایا جاتا۔ اسلام تو جرأت، عفت، شجاعت، غیرت اور حمیت کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

﴿وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ﴾ (البقرہ ۱۹۰)

ان کا خیال ہے کہ مسلم لیڈروں نے غیر مسلم قوموں کی بعض زیادتیوں پر بے برداشت ہو کر ان کے خلاف ٹکراؤ شروع کر رکھا ہے۔ اس ٹکراؤ کو وہ بطور خود جہاد سمجھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ جہاد نہیں بلکہ سرکشی ہے۔ مسلم لیڈروں کو اس سرکشی سے توبہ کرنا ہے۔ انہیں ٹکراؤ کا طریقہ چھوڑ کر نرمی اور مثبت کا طریقہ اختیار کرنا ہے۔ یہ توبہ ہے اور مسلم لیڈروں کے اوپر فرض کے درجہ میں ضروری ہے''۔ ❷

---

❶ الرسالہ جون ۱۹۹۵ء ص ۴

❷ سفرنامہ سپین۔ ماہنامہ الرسالہ۔ اگست ۱۹۹۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

''اسلام میں جنگ صرف ناگزیر دفاع کے لئے جائز ہے کسی اور مقصد کے لئے اسلام میں جنگ کی اجازت نہیں''۔ (بحوالہ سابق)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا﴾ (النساء ۷۵)

''اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کے راستے میں لڑائی نہیں کرتے اور ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے جو اپنے اللہ سے فریاد کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم کو اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں''۔

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں موصوف کا مندرجہ بالا بیان محلِ نظر ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کیسے معلوم ہو کہ آنجناب کے خیال میں ناگزیر دفاع کی حد کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ ہندوؤں کے ظلم وستم کے شکنجے میں پھنسے کشمیریوں کے جہاد کو تو وہ ''خونی جہاد'' (ماہنامہ الرسالہ ص ۲۲ دسمبر ۱۹۹۵) اور پُر تشدد تحریک (بحوالہ سابق ص ۲۱ مئی ۱۹۹۵ء) کا نام دیتے ہیں۔ نیز کہتے ہیں کہ ''میرے نزدیک چیچنیا، بوسنیا، کشمیر اور اس طرح کے دوسرے تمام مقامات کا کیس ایک ہی کیس ہے۔ ہر جگہ کے لوگوں پر وہ حدیث صادق آتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص نادان کے چھوٹے شر کو برداشت نہیں کرے گا اس کو نادان کے بڑے شر کو برداشت کرنا پڑے گا...... ان تمام جگہوں پر یک طرفہ اعلانِ آزادی سے پہلے لوگوں کو ہر قسم کے مواقع ملے ہوئے تھے''۔ [1]

جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے نہ جانے اس کا اصل حوالہ کیا ہے۔ ''مولانا'' کے مضامین کے علاوہ اور تو کہیں نظر سے نہیں گذری۔

غرض یہ کہ ان کے خیال میں دنیا بھر کے مظلوم ومجبور مسلمانوں کی غلطی اپنی ہے کہ وہ

---

[1] الرسالہ ص ۲۵ فروری ۱۹۹۷ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کفار کے ظلم کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور اس ظلم کے خلاف احتجاج یا تحریکِ آزادی چلانا اس سے بھی سنگین جرم ہے۔ اس کی وضاحت ان کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ

"ایک عجیب و غریب فتنہ مسلم دنیا میں پیدا ہو گیا ہے۔ انہوں نے دنیا کی قوموں کو اسلام کا دشمن قرار دے کر ان کے خلاف جگہ جگہ سیاسی اور مادی لڑائی چھیڑ دی، یہ احمقانہ لڑائی آج اسلام اور ملت اسلام کے نام پر ساری دنیا میں جاری ہے، اس احمقانہ لڑائی میں عملی طور پر اگرچہ صرف تھوڑے مسلمان شریک ہیں مگر بقیہ مسلمان یا تو اس کے بارہ میں چپ ہیں یا اس کے جہاد بتانے میں مشغول ہیں اس طرح سارے کے سارے مسلمان براہِ راست یا بالواسطہ طور پر اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک جرم ہے بلکہ شاید اس سے بھی بڑا جرم"۔ ❶

طاغوت کو بھی ایسے وکیل اور کہاں سے ملیں گے جو اس کی وکالت کرنے اور مسلمانوں کو موردِ الزام ٹھہرانے میں اس کے اپنے نام لیواؤں سے بھی دو ہاتھ آگے ہوں۔

جہاد کے جرم کو مشکوک بنانے کی کوششیں ایسے سنگین انداز میں نہ سہی، مگر ہمارے ملک میں بھی جاری ضرور ہیں۔

جہاد پر اعتراضات:

پاکستان کی جہادی تحریکوں پر اکثر یہ اعتراض کئے جاتے ہیں۔

(ا) جہاد کے لئے ضروری ہے کہ کسی اسلامی ریاست کی سرکردگی میں کیا جائے جبکہ ہمارے پاس ابھی حقیقی معنوں میں کسی اسلامی ریاست کا وجود نہیں۔

اس اعتراض کی حقیقت کا جائزہ لینے کے لئے عہد نبوی کے صفحات پلٹیں تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی گوریلا کاروائیاں دعوت فکر دیتی نظر آتی ہیں۔

ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ایسے حالات میں دشمن سے جھڑپیں شروع کیں جب اسلامی

---

❶ الرسالہ ص ۲۵ فروری ۱۹۹۷ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ریاست کے سربراہ نبی اکرم ﷺ صلح حدیبیہ کی صورت میں کفار سے دس سال تک جہاد نہ کرنے کا معاہدہ کر چکے تھے۔ اسی معاہدے کے تحت وہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو بھی مسلمان ہو جانے کے باوجود اپنے پاس رکھنے اور امان دینے پر رضامند نہ ہوئے تھے۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ایسے حالات میں اپنی جان بچانے کی خاطر سمندر کے کنارے ٹھکانہ بنا لیا۔ مکہ معظمہ سے مسلمان ہو کر آنے والے صلح حدیبیہ کے تحت مدینہ منورہ تو جا نہ سکتے تھے وہ بھی یہیں آ کر اکٹھے ہوتے رہے اور انہوں نے مل کر اس راستے سے گزرنے والے کفار کے خلاف گوریلا کاروائیاں شروع کر دیں۔ یوں ان کاروائیوں کو نبی اکرم ﷺ یا اسلامی ریاست کی رہنمائی کی پشت پناہی اور حمایت حاصل نہ تھی لیکن یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی کسی طرح بھی مذمت نہیں کی۔ نہ انہیں ان جھڑپوں سے منع کیا۔ حالانکہ اگر آپ ﷺ کا ذرا سا بھی اشارہ ہوتا تو یہ جان نثار اپنی جانیں قربان کرنا تو پسند کر لیتے مگر آپ ﷺ کی حکم عدولی نہ کرتے۔

اس کے برعکس خاموشی نیم رضا کے مصداق آپ ﷺ نے خاموش رہ کر ان مجاہدوں کی تائید فرمائی اور انہی گوریلا جھڑپوں کو اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کی منسوخی کا سبب بنا دیا۔

۲:۔ دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ موجودہ جنگیں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نہیں بلکہ آزادی کے حصول کے لئے لڑی جا رہی ہیں۔ لہٰذا ان میں شمولیت اسلامی جہاد نہیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ سے جہاد کا ایک نہیں کئی مقصد ثابت ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) اعلائے کلمۃ اللہ یا غلبہ اسلام، حکم ہے۔ ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾ (انفال ۳۹)

"ان سے جہاد کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لئے ہو جائے"۔

(۲) فتنے کا خاتمہ:۔ مذکورہ بالا آیت ہی سے ثابت ہے۔

(۳) کفار سے جزیہ لینا

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ (توبہ : ۲۹)

"اہل کتاب میں سے ان لوگوں سے لڑتے رہو جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے، نہ وہ حرام چیزیں حرام مانتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور وہ ذلیل ہوں"۔

(۴) مظلوموں کی مدد:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّاوَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ (نساء۷۵)

"اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی راہ میں ان کمزور، مردوں، عورتوں اور بچوں کو چھڑانے کے لئے نہیں لڑتے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال لے جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی مقرر فرمادے اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار عطا فرمادے"۔

(۵) مسلمان مقتولین کا بدلہ

نبی اکرم ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملنے پر ان کا قصاص لینے کے لئے مسلمانوں سے جہاد کی بیعت لی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان مقتولین کا بدلہ لینا جہاد اسلامی کے مقاصد میں شامل ہے۔

(۶) عہد شکنی کی سزا

مسلمانوں سے کئے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والی قوم کے ساتھ لڑنا بھی جہاد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

﴿ وَاِنْ نَّكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَا اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ﴾ (توبہ:۱۲)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو کفر کے سرداروں سے لڑو۔ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تا کہ وہ باز آ جائیں''۔

(۷) دفاع کے لئے لڑنا

درج ذیل حکم سے ثابت ہے۔

﴿وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ﴾ (البقرہ۔۱۹۰)

''اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں''۔

(۸) مقبوضہ علاقے چھڑوانا:

مسلمانوں کے ایسے علاقوں کو چھڑوانے کے لئے بھی جہاد کیا جاتا ہے جن پر کفار نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

﴿ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَاَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ اَخْرَجُوكُمْ﴾ (البقرہ۱۹۱)

''اور انہیں جہاں پاؤ قتل کرو اور جس جگہ سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے، تم انہیں وہاں سے نکال دو''۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے دین کو غالب کرنا ہی جہاد کا واحد مقصد نہیں بلکہ جہاد کے بے شمار مقاصد میں سے ایک ہے۔

مذکورہ بالا مقاصد میں سے کسی بھی مقصد کے لئے کئے جانے والے جہاد کو ہم غلط نہیں کہہ سکتے، مزید برآں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مقاصد میں سے کسی اور بھی مقصد کے لئے کئے جانے والے جہاد کا منطقی نتیجہ غلبہِ دین ہی کی صورت میں نکلتا ہے۔

لڑنے والے مسلمان کی نیت میں بھی یہ مقصد ضرور شامل ہوتا ہے اور تو اور خود پاکستانی فوج کا ماٹو ایمان، تقویٰ، جہادِ فی سبیل اللہ ہی اس کی ایک شہادت ہے۔ فوجی رہنماؤں یا حکومتی سربراہوں کے مقاصد اور نیتیں کچھ بھی ہوں۔ ایک عام مسلمان فوجی 'جہاد فی سبیل اللہ' ہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے لڑتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ پاکستانی فوج کارکردگی کے لحاظ سے دنیا کی بہترین فوج مانی جاتی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پہلے اندرونِ ملک اصلاح پھر جہاد

مسلمانوں کی فکر اغوا کرنے والوں نے جہاد کے متعلق یہ اعتراض بھی ذہنوں میں بٹھا دیا ہے کہ پہلے ملکی احوال کی اصلاح کی ضرورت ہے بیرونِ ملک جہاد سے قبل اندرون ملک کی اصلاح کرنی چاہیے۔ غالباً اس سے مقصد یہ ہے کہ مسلمان یہود، نصاریٰ، ہنود اور دیگر مشرکین سے لڑنے کی بجائے آپس میں جنگ و جدال کرنے لگیں۔

یہ حقیقت ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے خلاف تلوار اٹھانے کو سختی سے ناپسند کیا ہے۔ مسلمانوں کی اصلاح کا راستہ تذکیر ہے نہ کہ جہاد...... جہاد کا میدان صرف غیر مسلموں کی خاطر ہے۔

کیا جہاد قوت کا ضیاع ہے؟

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کشمیر وغیرہ میں جہاد سے مسلمانوں کی قوت کا ضیاع ہو رہا ہے۔ بعض لوگ اسے کفار کی سازش بھی قرار دیتے ہیں کہ اس طریقے سے مسلمانوں کا نوجوان طبقہ ختم کیا جا رہا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مسلمانوں کی قوت کو جہاد میں کام نہیں آنا تو پھر یہ ہے کس لئے اللہ تعالیٰ تو قوت کا مقصد ہی جہاد قرار دیتے ہیں۔ حکم ہے:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ (توبہ)

اگر مسلمانوں کی قوت اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد اور غلبہ دین کی خاطر تلوار نہیں لہرا سکتی تو پھر اس کا فائدہ؟

مجاہدین ایجنسیوں کے آلہ کار:

ایک اعتراض یہ ہے کہ مجاہدین کو ایجنسیاں استعمال کر رہی ہیں اور انہیں ملکی طاقتوں کی پشت پناہی حاصل ہے۔ یوں مجاہدین ''کسی اور'' کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔

یہ اعتراض بھی اعتراض برائے اعتراض معلوم ہوتا ہے بالفرض اگر اسے حقیقت مان لیا جائے تب بھی دیکھنا یہ ہے کہ اس جہاد کا مسلمانوں کو فائدہ ہو رہا ہے یا نقصان۔

اب تو جہاد افغانستان کے نتیجے میں روس کی شکست وریخت نے جہاد کے فوائد کو عالمی سطح پر تسلیم کروادیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اب کفار پر جہاد اور مجاہدین کا خوف اور ہیبت طاری ہو چکی ہے۔ اس کا یہ ثبوت کیا کم ہے کہ امریکہ کا وائٹ ہاؤس جن دہشت گرد تنظیموں کی فہرست جاری کر کے ان پر پابندی عائد کرتا ہے اس میں ۹۹٪ مسلمانوں کی جہادی تنظیمیں ہوتی ہیں۔

بہر حال اگر اس اعتراض کو حقیقت مان لیا جائے تو بھی جہادی تحریکوں کے وسیع فوائد کے پیش نظر ہم اقبال کی زبان میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

ہے عیاں شورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ مجاہدین بے سروسامانی کے عالم میں لڑ رہے ہیں۔ جب تک مطلوبہ قوت اور جمعیت حاصل نہ ہو جائے تب تک لڑنا جہاد نہیں خودکشی ہے۔ اس پر دلیل بھی قرآن مجید ہی سے دی جاتی ہے کہ:

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرۃ،۱۹۵)

اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ پڑو۔

یہ خیال بھی اسلامی جہاد کی تاریخ اور فلسفہ جہاد سے لاعلمی کا غماز ہے۔ عہد نبوی میں بھی منافقین مسلمانوں کو یہی کہہ کر ڈراتے تھے کہ:

﴿اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ﴾ (آل عمران:۱۷۳)

مگر اللہ تعالیٰ نے جہاد کی تاریخ یہ بیان کی کہ

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ۲۴۹)

''بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی تھی''۔

نیز اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ

''اگر تم میں سے ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب رہیں گے''۔ (الانفال،٦٦)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

غزوۂ بدر اس خیال کے خام ہونے پر واضح دلیل ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ آج کے مسلمانوں میں بدری صحابہ جیسا ایمان کہاں...... مگر اس کا کیا کیجئے کہ قرآن ایمان کی پختگی کی کسوٹی جہاد ہی کو قرار دیتا ہے۔ کم قوت اور کم جمعیت کے باوجود کفر سے لڑ جانے والوں کی جرأتِ ایمانی کی داد دینی چاہیے، کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ ان میں اللہ کی خاطر دنیا سے ٹکرا جانے والا ایمان...... بدری صحابہ جیسا نہ سہی لیکن موجود تو ضرور ہے۔

جہاد دہشت گردی یا......

"فکری اغوا" کا شکار ایک طبقہ اس حد تک بھی آگے جا چکا ہے کہ طاغوت کی پیروی میں وہ "جہاد" کو دہشت گردی، دینی مدارس کو دہشت گردی کے مراکز، اور مجاہدین کو دہشت گرد قرار دیتا ہے۔

چور مچائے شور، چور، چور چور کے مصداق دہشت گردی کو جنم دینے والا عالم کفر اپنی دہشت گردی کا شکار ہونے والے مجبور و مظلوم مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیتا ہے۔ اس کا دہرا معیار یہ ہے کہ مشرقی تیمور میں آزادی کی جنگ لڑنے والے عیسائی تو حریت پسند، مظلوم اور برسرِ حق، جب کہ کوسووا، چیچنیا، کشمیر، فلسطین میں ویسی ہی جنگ لڑنے والے مجاہدین دہشت گرد ہیں۔

اسلامی جہاد کی بنا پر مسلمانوں کی تاریخ کو خونخوار ثابت کیا جاتا ہے حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ "جہاد" امن عالم کی ضمانت ہے۔ اس نے مسلمانوں ہی کو نہیں غیر مسلموں کو بھی امن فراہم کیا ہے، اس کے ثبوت کے طور پر کیا یہ کافی نہیں کہ مسلمان فاتح جہاں بھی گئے۔ ان کی مفتوح اقوام میں سے بیشتر ان کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر اگر مسلمان نہ بھی ہوئیں تو انہیں اپنے اپنے مذہب کے مطابق برگزیدگی کا درجہ دینے لگیں۔ دور کیوں جائیے۔ سندھ ہی کے فاتح محمد بن قاسم کی مثال کافی ہے جس کے حسنِ سلوک سے متاثر ہو کر ہندوؤں نے اسے اپنا اوتار مان لیا تھا۔

جہاد اور غیر مسلموں کی آپس میں جنگ کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکت خیزی اور مقتولین کے اعداد و شمار بھی اس بات کی تردید کرتے ہیں۔ صرف عہد نبوی ﷺ کی دس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سالہ مدنی زندگی میں پیش آنے والی سات جنگوں میں مسلمان شہداء کی تعداد ۱۳۶، دشمن کے مقتولین کی تعداد ۲۸۶ اور طرفین سے کام آنے والے افراد کی کل تعداد ۴۲۲ ہے۔ یہ اس عہد کی تعداد ہے جب انسانوں کا خون انتقام در انتقام کی آگ بجھانے کے لئے پانی کی طرح بہایا جاتا تھا اس کے مقابلے میں آج کل کے مہذب اور امن پسند ملکوں کی صرف دو جنگوں ہی کے اعداد و شمار پر نظر ڈالی جائے تو جنگ عظیم اول میں مجموعی طور پر ۷۵ لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور ایک کھرب ۸۶ ارب ڈالر کے وسائل حیات نذرِ آتش کئے گئے۔ جنگ عظیم دوم میں ساڑھے چار کروڑ انسان ہلاک ہوئے۔ جاپان کے دو شہر صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔

عالم کفر کی مکاری یہ کہ مسلمانوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنا کر اسے مسلمانوں کی دہشت گردی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال الجزائر ہے۔ جہاں مسلمانوں کا قتل عام کرنے کے بعد مسلمانوں پر الزام دھر دیا جاتا ہے۔

برطانوی اخبار آبزور کی ۱۱ جنوری ۱۹۹۸ء کی اشاعت میں حکومتی کارندوں کی حیثیت سے الجزائر میں قتل عام میں حصہ لینے والے دو افراد کے انٹرویو شائع ہوئے ہیں۔ وہ اب اعترافِ جرم کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ ہم حکم نہ مانتے تو ہمیں خود قتل ہونا پڑتا ہمارے اہل خاندان کی بھی خیر نہ تھی، ان میں سے ایک رابرٹ کا کہنا ہے کہ ۱۹۹۵ء کے آخر میں ''لاربا'' میں ہم سے کہا گیا کہ ملٹری سیکورٹی کا انتظار کریں، وہ آئے تو انہوں نے اسلامسٹوں کے سے ڈھیلے پتلون پہن رکھے تھے۔ نقلی ڈاڑھیاں لگا رکھی تھیں، ان کے افسر نے ہم سے کہا کہ گھیرا ڈال کر انتظار کریں۔ دو گھنٹے بعد وہ ہاتھ پونچھتے ہوئے واپس آ گئے۔ پھر ہم اندر گئے ہم نے جو کچھ دیکھا۔ یقین نہ کر سکتے تھے۔ عورتیں بچے سب ذبح ہوئے پڑے تھے۔ اتنی زیادہ تعداد میں کہ گنے نہ جا سکتے تھے۔ میں نے ہر گھر میں کٹے ہوئے گلے اور سر جسم سے جدا دیکھے۔

اس کے ساتھی کا کام صحافیوں کی نگرانی کرنا تھا تاکہ وہ حکومت پر تنقید نہ کریں جو صحافی لائن کے مطابق نہ چلتے، قتل کر دیئے جاتے تھے اور الزام اسلامسٹوں پر رکھ دیا جاتا تھا۔ ❶

---

❶ ماہنامہ ترجمان القرآن فروری ۱۹۹۸ء ص ۹۵

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہ جانے ان حقائق سے فکری اغوا شدہ طبقے کی آنکھیں کیوں بند ہیں؟ اقبال نے سچ کہا ہے:

جو تھا ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

جب فکر غلام ہوگئی تو پھر اغوا کرنے والے جو بھی کہہ دیں اس پر بھی یہ دانشور طبقہ آمنا وصدقنا کہنا ضروری سمجھتا ہے۔

جہاد اور اپنوں کا وطیرہ

فکری انتشار پھیلانے کے علاوہ عالمی سطح پر "فکری اغوا" شدہ مسلمان حکمرانوں کے ذریعے جہاد کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ تحریک جہاد کا یہ ایک خونچکاں باب ہے۔ جس کے صفحات اپنوں ہی کے ہاتھوں اپنوں ہی کے زخموں سے خون آلود ہیں۔ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اکثر جنگیں اپنی عدم صلاحیت کی وجہ سے نہیں، اپنوں کی غداری، غلط حکمتِ عملی، اور عہدِ حاضر میں مذاکرات کی میز پر ہاری ہیں۔

منافقت کی اس طویل تاریخ میں عبد اللہ بن ابی نصیر الدین علقمی، میر جعفر، میر صادق، عبداللہ کے علاوہ موجودہ دور کے بھی کئی بھیانک چہرے نظر آتے ہیں۔

بظاہر بے ضرر دشمنی

مجاہدین کو نقصان پہنچانے کا ایک طریقہ بظاہر بے ضرر دشمنی کا ہے جس میں مجاہدین کی بجائے ان کے حریف، کفار سے اظہارِ یکجہتی کرتے ہوئے محبت کی پینگیں بڑھائی جاتی ہیں۔ خیر سگالی وفود کا تبادلہ ہوتا ہے۔ ثقافتی طائفے بھیجے جاتے ہیں۔ اور تجارتی عہدو پیمان کئے جاتے ہیں۔ یہ وہی رویہ ہے جس کے متعلق قرآن پاک نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

﴿هٰٓاَنۡتُمۡ اُولَآءِ تُحِبُّوۡنَهُمۡ وَلَا يُحِبُّوۡنَكُمۡ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ
وَاِذَا لَقُوۡكُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوۡا عَضُّوۡا عَلَيۡكُمُ الۡاَنَامِلَ مِنَ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

الْغَيْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ o اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوْا بِهَا...... ﴾ (آل عمران ۱۱۹،۱۲۰)

''ہاں! تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے، تم پوری کتابوں کو مانتے ہو (وہ نہیں مانتے یہ محبت کیسی؟) یہ تمہارے سامنے تو اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مارے غصے کے انگلیاں چباتے ہیں کہہ دو کہ اپنے غصہ ہی میں مر جاؤ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز بخوبی جانتا ہے تمہیں اگر بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں ہاں! اگر برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں''۔

اس طرز عمل کی ایک واضح مثال چیچنیا کا المیہ ہے۔ جہاں مسلمانوں کے قتل عام پر ۵۱ سے زیادہ مسلمان ممالک میں سے سوائے افغانستان کے کسی ایک کو بھی ان کے حق میں آواز اٹھانے کی توفیق نہیں ہو سکی۔

مسلمان ممالک کی سربراہی تنظیم او آئی سی کا ہنگامی اجلاس تک طلب نہیں کیا گیا اگر عملاً نہیں تو اخلاقاً ہی مسلمانان چیچنیا سے اظہارِ یکجہتی ہو جاتی۔

اس کے برعکس مصر میں دہشت گردی پر ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں صدر مصر حسنی مبارک نے روسی صدر یلسن کو بھی شرکت کی دعوت دی، یلسن نے اپنے خطاب کے دوران چیچن مجاہدین کو دہشت گرد قرار دیا۔ ❶

مگر کانفرنس میں شریک اتنے مسلمانوں میں سے کوئی بھی مسلمانانِ چیچنیا کی اس تذلیل اور یلسن کے سفید جھوٹ پر احتجاج نہ کر سکا۔ اگر اسلامی غیرت کے معیار کے حوالے سے سوچا جائے تو ایک مسلمان ملک میں ہونے والی کانفرنس میں چیچنیا اور داغستانی مسلمانوں کا خون پینے والے یلسن کو بلانے کا جواز ہی کیا تھا۔ یلسن کی مکارانہ دہشت گردی کا کیا یہ ثبوت کم ہے کہ جب وہ میدانِ جنگ میں چیچنیا کو مات نہیں دے سکا تو اس نے موبائل فون پر مذاکرات کا جال بچھایا اور ٹھکانے کا سراغ لگانے کے بعد میزائل داغ کر صدر چیچنیا جوہر داؤد کو شہید کر دیا۔

---

❶ بیدار ڈائجسٹ جون ۱۹۹۶ ص ۱۱

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہندو پنجۂ استبداد میں پھنسے ہوئے اراکانی مسلمان بھی اپنوں کی طرف سے ایسی ہی کرم فرمائی کا شکار ہیں۔ ۱۹۹۹ء میں او آئی سی کی اسلام آباد اور تہران میں دو کانفرنسیں منعقد ہوئیں مگر ان میں اراکانی مسلمانوں کا بھولے سے بھی نام نہیں لیا گیا۔ ❶

غیرت کا تقاضا تو یہی ہے کہ مسلمانوں پر ظلم وستم کرنے والوں کے خلاف ہر طرح کے عملی اقدام میں حصہ لیا جائے۔ اگر ایمان اتنا ہی کمزور ہے کہ ایسا نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم ان کے دشمنوں سے محبت کی پینگیں بڑھا کر مسلمان بھائیوں کے زخموں پر نمک تو نہیں چھڑکنا چاہیے۔

آج کل کھیلیں بھی خیر سگالی کے اظہار کا ایک بڑا ذریعہ سمجھی جاتی ہیں چنانچہ ملائشیا میں آئی سی سی ٹرافی میں حصہ لینے کے لئے ۱۹۹۷ میں اسرائیلی کرکٹ ٹیم کو بھی دعوت دی گئی۔ ❷

بظاہر بے ضرر دشمنی کا اب ایک اور انداز بھی ملاحظہ ہو۔

۱۹۴۸ میں مغربی یروشلم میں اردنی فوج، اخوانی جنگجوؤں اور دیگر حریت پسند فلسطینیوں کی گرفت مضبوط تھی۔ ایک لاکھ یہودی محاصرے میں تھے جو کسی بھی لمحے گرفتاری دے سکتے تھے۔ ایسی نازک صورتِ حال میں عرب ممالک نے اسرائیل کی طرف سے عارضی جنگ بندی کی صلح قبول کر لی۔ اس وقفے میں اسرائیل نے نہ صرف باہر سے فوری طور پر فوجی منگوا لیے بلکہ مزید اسلحہ اور ہوائی جہاز بھی آ گئے۔ محصور یہودیوں کو خوراک اور اسلحہ مل گیا۔ یوں اس عارضی جنگ بندی نے بالواسطہ طور پر یہودیوں کو بہت فائدہ پہنچایا۔ ❸

اسی طرح ۱۹۴۸ء ہی میں جب عرب ممالک کی افواج فلسطین میں داخل ہوئیں تو فلسطینی جنگجوؤں سے تعاون حاصل کرنے کی بجائے انہیں غیر مسلح کر دیا گیا۔ فلسطینی اپنے علاقوں سے بیرونی لوگوں کی نسبت زیادہ واقف تھے۔ انہیں معمولی تربیت دے کر بہتر کامیابی حاصل ہو سکتی تھی۔ حسن بنا شہید نے عرب لیگ سے بہت کہا کہ اخوان کے ۱۲ ہزار

---

❶ بیدار ڈائجسٹ مارچ ۱۹۹۸ء

❷ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ اپریل ۱۹۹۷ ص ۴۰

❸ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ ص ۱۴ جولائی ۱۹۹۸ء

مجاہدین کو لڑنے کی اجازت دی جائے۔ مگر خالصتاً جذبہ دفاع دین کے پیش نظر لڑنے والے ان مجاہدین کو اجازت نہیں دی گئی۔ اس کا جو نتیجہ نکلا وہ سب کے سامنے ہے۔

جہاد کے خلاف بھرپور عملی اقدامات

کفار مسلمان حکمرانوں کی فکر اس حد تک اغوا کر چکے ہیں کہ اب انہیں جہاد کے خلاف عملی اقدامات میں حصہ لینے میں ذرا بھی تامل نہیں ہوتا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

''اسرائیلی جریدے ''تیف'' کے مطابق امریکی سرپرستی میں اسلامی جہادی تحریکوں کو دبانے کے لئے بنائے جانے والے منصوبے میں اسرائیل اور بھارت کے علاوہ ''ترکی'' بھی شامل ہے۔ تیف نے اس منصوبے کو واشنگٹن کی چھتری تلے اسلامی تحریکوں کے محاصرے کی تثلیث قرار دیا ہے''۔ تیف میں ''بھارت اور اسرائیل کے مابین تعاون'' کے موضوع پر ''تل ابیب یونیورسٹی'' کے استاد اور ماہر صہیونیت ''مارٹن شیرمان'' کا ایک خصوصی مقالہ شائع ہوا ہے۔ اسرائیل نے مقبوضہ کشمیر سے تھرپارکر تک بھارتی سرحد کے حفاظتی اور جنگی نظام کو از سر نو منظم کیا ہے۔ اس پر ہونے والے کروڑوں ڈالر کے اخراجات امریکہ نے ادا کئے ہیں...... اسرائیل نے ترکی کے ساتھ جنگی معاہدہ کر کے ترکی میں متعدد مقامات پر اپنے فوجی اڈے قائم کر لئے ہیں۔ ان کی مدد سے اسرائیل کو شام کے عسکری مراکز کی نگرانی میں آسانی ہوگئی ہے۔ جبکہ ترکی اسرائیل کی مدد سے قفقاز اور وسط ایشیا میں اٹھنے والی اسلامی تحریکوں پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ خود ترکی کے اندر اسلامی تحریکوں کو دبایا جا رہا ہے۔ مگر سب سے زیادہ اندیشہ بیرونی اسلامی تحریکیں درآمد ہونے کا ہے۔ قفقاز کے علاقہ سے ترکی کی سرحد ملتی ہے اس سرحد کی خصوصی طور پر نگرانی کی جا رہی ہے۔ ❶

مصر بھی جہاد دشمنی میں پیش پیش ہے۔ مصری باشندے اگر کسی دوسرے ملک میں

---

❶ روزنامہ نوائے وقت ۱۸ نومبر ۱۹۹۹ء ص ۳

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے جانا چاہیں تو انہیں اجازت نہیں ملتی۔

مصر کی ایک فوجی عدالت نے اسلامی جہاد سے تعلق رکھنے کی بنا پر ۸۷ افراد کو مختلف سزائیں سنائیں۔ ان میں سے ۳۸ مصری حکام کی تحویل میں ہیں، انہیں البانیہ اور آذربائیجان نے مصری حکام کے حوالے کیا تھا (گویا مجاہدین کو مسلمان ملک عالمی سطح کے مجرم سمجھتے ہوئے ایک دوسرے کے حوالے کرتے ہیں) یاد رہے کہ یہ مجاہدین کوسوو اور روسی پنجہ استبداد میں پھنسی ہوئی وسط ایشیائی ریاستوں میں جہاد کے لئے گئے تھے۔ ❶

فلسطین کے یاسر عرفات کو بھی مسلمانوں کے زمرے میں ہی شامل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اسرائیل کی طرف سے خیرات کے طور پر عنایت ہونے والے علاقے میں کئی جہادی تنظیموں کو خلافِ قانون قرار دیا ہے۔ بڑے پیمانے پر گرفتاریاں کی جاتی ہیں۔ اسرائیل کے خلاف خالصتاً جہادی جذبے سے لڑنے والی تنظیم حماس کے تمام ادارے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے حامیوں کے گھر مسمار کئے جاتے ہیں۔ انہیں چن چن کر قتل کیا جاتا ہے اور عقوبت خانوں میں لرزہ خیز مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مساجد کی تلاشی لی جاتی ہے اور حماس کے علاوہ دیگر مجاہدین کو گرفتار کیا جاتا ہے۔

یاسر عرفات کی بیوی سوہا کا کہنا ہے کہ ''حماس ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ ہم سب کو چاہیے کہ اس سے مل کر نمٹیں''۔

سوہا اپنے بارے میں خود بتاتی ہے کہ ''میری والدہ ریمونڈا الطّویل کے صہیونیوں کے ساتھ بہت گہرے تعلقات تھے۔ میری نشوونما ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جہاں میں صہیونی تحریک کے زعماء کو پچیس سال سے آتے جاتے دیکھتی رہی ہوں۔ ❷

یاسر عرفات کے انہی کارناموں سے خوش ہو کر اسرائیلی رہنما پیریز نے کہا کہ ''عرفات بالکل درست راستے پر ہیں''۔

امریکی وزیر خارجہ کرسٹوفر'' نے بھی عرفات کے کردار کو سراہا اور کہا کہ ''عرفات ہمیں

---

❶ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ مئی ۱۹۹۹ء ص ۴۳

❷ نیویارک ٹائمز ۱۲۳ اکتوبر ۱۹۹۳ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سو فیصد نتائج فراہم کر رہے ہیں"۔ ❶

یہاں کی صورت حال بھی کچھ ایسی امید افزا نہیں۔ جنرل ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دورِ حکومت کے علاوہ اکثر حکومتیں کسی نہ کسی طرح جہاد دشمنی میں اپنا کردار ادا کرتی رہی۔ جس کی چند مثالیں یہ ہیں۔

۱۹۹۵ء میں اس وقت کی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے مغربی ممالک سے اپیل کی کہ وہ پاکستان میں اسلامی شدت پسند گروپوں کی سرگرمیوں پر قابو پانے میں ان کی مدد کریں۔ انہوں نے امریکی صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت نے پاکستان میں مذہبی اور مجرمانہ تشدد کے خلاف اقدامات کئے ہیں لیکن پولیس اور تفتیش کرنے والوں کو تربیت دینے کے لئے پاکستان کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ لہٰذا اس کارروائی کے لئے پاکستان کو مالیاتی اور تکنیکی امداد کی ضرورت ہے۔ حکومت امریکہ کی ہم خیال ہے جسے بین الاقوامی دہشت گردی اور اسلامی شدت پسندی کے بارے میں تشویش ہے"۔ ❷

چنانچہ ستمبر ۱۹۹۵ء میں بے نظیر حکومت نے متعدد فوجی افسر گرفتار کر لئے جو اپنی حُبُ الوطنی اور ایمان کا ثبوت دیتے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک بریگیڈیئر مستنصر باللہ نے لاہور میں ایک پلاٹ ۲۵ لاکھ میں فروخت کیا اور ۱۰ لاکھ جہاد فنڈ میں دیئے۔

"فوج میں کٹر اسلامی نظریات کا حامل ایک گروپ فوج کے سربراہ پر دباؤ ڈال رہا تھا کہ وہ مقبوضہ کشمیر کے علیحدگی پسندوں کو بڑے پیمانے پر ہتھیار فراہم کریں۔ سازش کا مقصد پہلے فوجی سربراہ جنرل عبدالوحید کو برطرف کرنا اور پھر بینظیر حکومت پر قبضہ کرنا تھا۔ یہ سارا منصوبہ جی ایچ کیو میں چند اعلیٰ فوجی افسروں کی مذہبی سرپرستی میں ہونے والے اجلاسوں میں تیار کیا گیا۔ ان افسران کی رائے یہ تھی کہ آرمی چیف اور بے نظیر کشمیر کاز سے سودے بازی کر چکے ہیں۔ اس صورتحال میں یہ بات اسلام کے اعلیٰ مفاد میں ہے کہ ان دونوں کو منظر عام سے ہٹا دیا جائے"۔

---

❶ بحوالہ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ ص ۱۳۸ اپریل ۱۹۹۶ء

❷ روزنامہ جنگ کراچی مارچ ۱۹۹۵

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بریگیڈیئر مستنصر باللہ اور ایک کرنل کو عین اس وقت حراست میں لیا گیا جب وہ اپنی نگرانی میں قبائلی علاقوں سے ہتھیاروں اور گولہ بارود سے بھرا ہوا ایک ٹرک راولپنڈی لے کر آرہے تھے۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق یہ پہلا واقعہ نہیں کہ پاکستانی فوج میں ایک انتہا پسند مذہبی گروپ نے ایسی کوشش کی ہے۔ ۱۹۹۳ میں آرمی چیف کا عہدہ سنبھالنے کے چند ماہ بعد ہی جنرل عبدالوحید نے آئی ایس آئی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل جاوید ناصر کو ۱۲۰ کے لگ بھگ ملکوں کے اسلامی انتہا پسند گروپوں کو فوجی اعزاز دینے پر برطرف کر دیا تھا۔ جاوید ناصر اب دنیا بھر کا سفر کرتے ہیں اور جنگجو اسلام (یعنی جہاد) کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ لیفٹیننٹ جنرل ناصر کی برطرفی کے بعد آئی ایس آئی کے ۲۴ سے زائد افسر تبدیل کر دیئے گئے جو ان کے ساتھ کام کرتے تھے۔ حال ہی میں گرفتار کئے جانے والے اعلیٰ افسروں کے بھی جاوید ناصر کے ساتھ گہرے ذاتی رابطے تھے۔

نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے کہ گرفتاریوں کا حکم دینے سے بے نظیر کا مقصد امریکہ کے ساتھ گہرے تعلقات قائم کرنا ہے۔ فارایسٹرن اکنامک ریویو کے مطابق ان افراد کا منصوبہ اسلام آباد میں فوج کی اعلیٰ کمان اور چوٹی کے سیاستدانوں کو قتل کرنے کے بعد مارشل لاء نافذ کرنے اور ملک میں اسلامی قانون نافذ کرنے کا تھا۔ ایشیا ویک کی رپورٹ کے مطابق ان فوجی افسروں کی گرفتاری کا مقصد یہ ہے کہ کشمیری حریت پسندوں کی عسکری کارروائیاں روکنے کے لئے انہیں فوج کی امداد سے محروم کیا جا سکے ..... گرفتار ہونے والے افسروں کے بنیاد پرست عسکری جماعتوں حزب المجاہدین اور حرکت الانصار کے ساتھ روابط تھے اور وہ حریت پسندوں کو اسلحہ اور تربیت فراہم کرتے تھے۔ ❶

چور مچائے شور، چور، چور، چور کے مصداق دہشت گرد مغرب، مسلمانوں کی اپنے دفاع میں لڑی جانے والی جنگوں کو دہشت گردی قرار دیتا ہے۔

۱۹۹۸ء میں امریکہ نے جن دہشت گرد تنظیموں کی فہرست جاری کی ان میں سے بیشتر نام جہادی تنظیموں کے تھے۔ پاکستان کی جہادی تحریک "حرکت الانصار" بھی انہی میں

---

❶ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ ص ۲۵، ۲۶ نومبر ۱۹۹۵ء

شامل ہے۔ پاکستانی حکومت نے ''وفاداری'' کا حق ادا کرتے ہوئے ''حرکت الانصار'' کے دفاتر پر چھاپے مارے اور ۱۲ ارکان گرفتار کر لئے۔ اس پر امریکی نائب وزیر خارجہ برائے سیاسی امور نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۷ کو اسلام آباد میں ان الفاظ میں حکومت کو شاباش دی کہ ''حکومت پاکستان کی طرف سے حرکت الانصار کے لیڈروں کے خلاف کاروائی ایک حوصلہ افزا اقدام ہے۔ ❶

۱۹۷۷ میں حکومت نے جہادِ کشمیر اور جہادِ افغانستان میں شرکت کے لئے آنے والے مجاہدین کے خلاف پشاور آپریشن کیا۔

پشاور سے ۲۵ کلومیٹر دور افغان مہاجر کیمپ ''جلازئی'' میں ''عرب کلی'' کے نام سے ایک آبادی مخصوص ہے۔ یہاں افغان جہاد میں شریک غیر ملکی مجاہدین رہتے ہیں۔ نواز شریف کی حکومت کے دور اول میں ان کے خلاف آپریشن شروع ہوا اور بے نظیر بھٹو دور میں بھی جاری رہا۔ یہ امر باعثِ حیرت ہے کہ یوں تو ہر آنے والی حکومت سابقہ حکومت کے شروع کئے ہوئے کام منسوخ کر دیتی ہے (خواہ کتنے ہی ملکی مفاد میں ہوں) مگر جہاد دشمنی کے اقدامات کو ختم کرنے کی بجائے مزید آگے بڑھایا جاتا ہے۔

۲۶ مارچ ۱۹۹۷ء کی صبح کو ''عرب کلی'' میں ٹیررسٹ سکواڈ پولیس کے دو پلاٹون کمانڈوز کے قریباً چار سو جوانوں نے چھ مجاہدین کو گرفتار کرنے کے لئے ان کے مکان پر حملہ کیا۔ یہ خوں ریز لڑائی چھتیس گھنٹے جاری رہی۔ مکان کو راکٹوں سے تباہ کرنے کے بعد پٹرول چھڑک کر نذرِ آتش کر دیا گیا۔ ان مجاہدین کا تعلق مصر، الجزائر، تیونس اور تاجکستان سے تھا۔ حکومت ان کی گرفتاری چاہتی تھی مگر یہ گرفتاری دینے سے اس لئے خوفزدہ تھے کہ انہیں ان کی حکومتوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ جس کے نتیجے میں ان کی زندگی میدان جہاد کی بجائے عقوبت خانوں میں گزرے گی۔ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل حمید گل کے بیان کے مطابق یہ مجاہدین دنیائے اسلام کے خوبصورت پھول تھے جنہیں اس آپریشن میں مسل اور کچل دیا گیا۔ ❷

---

❶ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ نومبر ۱۹۹۷

❷ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ اپریل ۱۹۹۷ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نواز شریف حکومت کے عہدِ ثانی میں بھی جہاد کے متعلق سابقہ پالیسی برقرار رہی۔ ۵/ اکتوبر ۱۹۹۹ کو ے کلب روڈ پر پریس کانفرنس میں سابق وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف نے بیان داغا کہ "دہشت گردی کی موجودہ لہر میں کام کرنے والے بعض دہشت گردوں کو ہمسایہ ملک افغانستان میں تربیت دی گئی ہے اور ان واقعات میں طالبان کا ہاتھ ہے"۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو جو اس حکومت کا روزِ آخر ثابت ہوا، اسلام آباد میں حرکت الجہاد الاسلامی کے دفتر پر چھاپہ مارا گیا۔ تالے توڑے گئے اور تین گھنٹوں تک مجاہدین کو زدوکوب کیا جاتا رہا۔ سرگودھا میں حرکت الجہاد کے دفتر میں ٹڈ نائٹ آپریشن کر کے پانچ مجاہدین گرفتار کر لئے گئے۔ ایک دوسرے دفتر پر چھاپہ مار کر تین مجاہد گرفتار کر لئے گئے (نوائے وقت)

سانحۂ کارگل بھی ہمارے حکمرانوں کے ایسے ہی طرزِ عمل کا شاخسانہ ہے جو ہمیشہ اپنی جیتی ہوئی جنگیں مذاکرات کی میز پر ہار آتے ہیں۔ نواز شریف نے معاہدۂ کلنٹن کے تحت پاکستانی میدان جنگ میں کئی شہداء کے خون کے عوض حاصل کی جانے والی فتح کو انڈیا کے پلڑے میں رکھ دیا اور خود عالمی سطح پر شکست کا داغ ماتھے پر سجائے امریکہ سے واپس آگئے۔ مجاہدین کی امداد روک لی گئی اور ہزاروں کی تعداد میں محصور انڈین فوجیوں کو محاصرے سے باہر نکلنے کا موقع مل گیا۔

جہاد دشمنی بالفاظ دیگر میدانِ جہاد سے فرار کے اسی گناہِ کبیرہ کی وجہ سے مسلمانوں کی تاریخ ذلت و رسوائی کے قلم سے تحریر ہو رہی ہے اور آخر ایسا کیوں نہ ہو جب کہ صادق و مصدق نبی اکرم ﷺ کی زبان حق بیان یہ فرما چکی ہے کہ:

﴿اِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِيْنَةِ وَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيْتُمْ بِالزَّرْعِ وَ تَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ﴾ (ابوداؤد)

"جب تم سودی لین دین کرنے لگو گے، گائے کی دم تھام لو گے (یعنی جانوروں سے محبت کرنے لگو گے) کھیتی باڑی میں مگن رہو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اس وقت تک اسے دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین (یعنی جہاد) کی طرف واپس نہ آ ؤ گے"۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا!

''عنقریب غیر مسلم قومیں ایک دوسرے کوتمہارے خلاف (چڑھائی) کے لئے اس طرح بلائیں گی کہ جس طرح کھانا کھانے والے (ایک دوسرے کو) دستر خوان کی طرف دعوت دیتے ہیں۔صحابہ کرام میں سے کسی نے عرض کیا۔

''کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے''۔

ارشاد فرمایا''نہیں بلکہ اس وقت تم تعداد میں بہت زیادہ ہوگے،لیکن تمہاری حیثیت ندی میں بہنے والے جھاگ کی طرح ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب ختم کردے گا اورتمہارے دلوں میں وھن ❶ ڈال دے گا''۔

کہنے والے نے یہ عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ یہ وھن کیا چیز ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔حب الدنیا وکراھیة الموت ''دنیا سے محبت اور موت کی ناپسندیدگی''۔(ابوداؤد)

کیا کھربوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود ساحل نیل سے تابخاکِ کا شغر، مسلمانوں کا بہتا ہوا خون،قلبِ عرب میں فلسطین میں پیوست یہودی خنجر،قبلہ اول پر غاصبانہ قبضہ اور مسلمان حکمرانوں کی میدان جہاد سے فرار کی خواہش کی غماز......غیر مسلم حکمرانوں کے سامنے دست بستہ غلامی یہ سب اس فرمان کی حرف بحرف صداقت نہیں؟......

---

❶ اس کتاب کی مصنفہ 11 ستمبر 2001ء کا یوم سیاہ دیکھنے سے قبل وفات پا گئی۔گزشتہ دو سالوں میں عالم اسلام پر جو تباہی اس ''وھن'' کی بیماری کے سبب آئی،اس نے چنگیز کی خونیں سرشت کو بھی مات دے دی۔ وطنِ عزیز کی باگ ڈور نواز شریف کے بعد جس شخص (پرویز) کے ہاتھ آئی اس نے افغانستان پر بُش حملے میں غیرت فروش،ذلت آمیز کردار ادا کیا۔اور پھر بھارت اور بغداد میں مسلمانوں پر جو قیامت گزر گئی اس پر ہم جیسے بے بس افراد اللہ سے اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں:۔

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَائَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ (البیهقی)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حرفِ آخر

قارئین کرام! پوری دنیا کے عالمی نظام کا فکری، نظری، معاشی، سیاسی اور تمدنی نقشہ بنانے اور اس میں رنگ آمیزی کرنے میں ایک ایسی ذہنیت کام کر رہی ہے جس کا خفیہ ہاتھ اسلام کی اوّلین تاریخ میں بھی اسلام دشمنی میں پیش پیش رہا۔

- یہ وہ ہاتھ ہے جس نے قریش کو نبی ﷺ سے مختلف مشکل ترین علمی و تاریخ سوالات کرنے کا مشورہ دیا اور جس کے نتیجے میں سورہ کہف اور سورہ یوسف نازل ہوئی۔
- یہ وہ ہاتھ ہیں جس نے مدینہ پہنچنے کے بعد منافقین کی اسلام دشمن جماعت کی داغ بیل ڈالی۔
- یہ وہ ہاتھ ہے جس نے کئی بار رسول اللہ ﷺ کے قتل کی گھناؤنی سازش تیار کی۔
- یہ وہ ہاتھ ہے جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی ٹھانی، عبداللہ بن سبا جیسے ناپاک کردار کو جنم دیا اور اسلام کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔
- یہ وہ ہاتھ ہے جس نے مدینہ کے بجائے کوفہ کو دار الخلافہ بنانے پر علی رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا۔
- یہ وہ ہاتھ ہے جس نے علقمی جیسے غدار کے ذریعے ہلاکو کے تسلط کی راہ ہموار کی جس کے نتیجے میں سقوطِ بغداد کا سانحہ پیش آیا۔
- یہ وہ ہاتھ ہے جس نے اسپین سے چن چن کر مسلمانوں کو ختم کیا۔
- یہ وہ ہاتھ ہے جس نے فری میسنز کے روپ میں خلافت عثمانی کے انہدام کو یقینی بنایا۔
- لائنز کلب، روٹری کلب، آغا خان فاؤنڈیشن، فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن مختلف این جی اوز کی صورت پوری دنیا میں پھیلے ہوئے بظاہر خوبصورت مگر پس پردہ اسلام کے خلاف زہریلے سانپوں کے نام ہیں۔
- یہ وہ ہاتھ ہے جس نے قادیانیت، عیسائیت، پرویزیت، اشتراکیت، اور جمہوریت کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے جنم دیا۔

ایک پادری پروفیسر نالمس اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

دنیا میں رونما ہونے والے بڑے بڑے واقعات یہودیوں کی مرتب کردہ خفیہ دستاویزات کے عین مطابق رونما ہو رہے ہیں، جنگ وجدل، انقلابات، قیمتوں میں اضافہ، مستقل بے چینی، دراصل چور دروازوں سے پوری دنیا کو زیر نگیں کرنے کے حربے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

Intreductien To The Protocols (ماہنامہ تکبیر ۱۴ فروری ۱۹۹۱ء)

تفصیل کے لئے دیکھئے:

صہیونیت عالمِ اسلام کے لئے خطرہ (از حافظ عزیز الرحمٰن، ماہنامہ فاران، مارچ ۱۹۹۸ء)

Powns In The Game ویم گائے کار

ترجمہ: لیفٹیننٹ عبدالجلیل خان ہفت روزہ تکبیر ۵ ستمبر ۱۹۹۱ء

لائینز کلب کیا ہے؟ ہفت روزہ تکبیر ۱۸ نومبر ۱۹۸۴

Jewish Conspiracy And The Muslim World

جناب مصباح الاسلام فاروقی۔

فتنہ یہودیت از عنصر صابری

اور اب مقدس پادریوں کے عزائم بھی ملاحظہ کیجئے!

مسیحی مشنریوں کی القدس نامی کانفرنس (منعقدہ ۱۹۳۵ء) میں مسیحی جمعیات کا سربراہ سموئیل زویمر مسیحی مبلغین سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

"مسیحیت کے جس پرچار کے لئے آپ کو مسیحی حکومتوں نے مسلمانوں کے ملکوں میں کام کرنے کے لئے منتخب کیا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو مسیحیت میں داخل کیا جائے۔ اس لئے کہ یہ ان کی ہدایت کا ذریعہ اور اعزاز و اکرام بن جائے گا۔

آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ لوگوں کو اسلام سے نکال دیں تاکہ مسلمان ایک ایسی مخلوق بن جائیں جن کا اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کا اخلاقِ حسنہ کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں رہے گا جن پر قومیں دنیاوی حیات کے لئے اعتماد کیا کرتی ہیں۔ اور آپ اپنی اس تدبیر اور اس عمل کی وجہ سے ممالک اسلامیہ میں استعماری فتح کے ہراول دستہ بن جائیں گے اور آپ تمام اسلامی ممالک میں تمام عقول کو اس بات پر آمادہ کر چکے ہوں گے کہ اس راستہ پر چلنے کو قبول کر لیں جس کے لئے آپ نے کوشش کی ہے اور وہ ہے مسلمان کو اسلام سے نکال دینا"۔

اس کے بعد وہ اپنی کامیابیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

آپ نے مسلمانوں کے دیار میں ایسی پود تیار کر لی ہے جو اللہ کے تعلق سے نا آشنا ہے اور نہ ہی وہ اس کے متعلق کچھ جاننا چاہتی ہے اور آپ نے مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیا اور اس کو مسیحیت میں داخل نہیں کیا۔ جس کا اثر یہ ہو گا کہ اسلامی نئی پود بالکل اس کے متعلق ہو گی جو استعمار چاہتا ہے کہ اسے عظیم الشان کاموں کی کوئی پرواہ نہیں ہو گی۔ وہ راحت پسند، سست اور کاہل ہو گی اور دنیا میں اس کا مطمعِ نظر اور مقصود و مطلوب صرف شہوات و لذات ہوں گے، اگر وہ تعلیم حاصل کرے گا تو شہوات کے لئے وہ ہر چیز کو شہوت پرستی کے لئے قربان کر دے گا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اے مبلغینِ نصرانیت! اس طرح سے تمہارا فرض منصبی اور ذمہ داری احسن طریقے سے پوری ہو جائے گی۔

طاغوتی سازشوں کے ایک سرخیل عیسائی مبلغ کے اس اقتباس پر گذشتہ صفحات کے حوالے سے غور کریں تو اس کی صداقت ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ درحقیقت مذکورہ تمام نظریات کے فروغ کی کوشش مسلمانوں کی اسلام سے اخراج کی ایک منظم سازش ہے، جس کا مقصد طاغوت کی سربراہی کی راہ ہموار کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جدید طاغوتی نظریات کا دامن تھامنے والوں کے لئے ہماری نجات صرف اسی میں ہے کہ امن وسلامتی کے پیامبر دین کے صرف اسی خالص رنگ پر اکتفا کریں جس میں صحابہ کرام نے اپنی عبادات، اپنی اقتصادیات، اپنی سیاست، اپنی معیشت، اپنے تمدن اور اپنی روایات کو رنگ لیا کیوں کہ یہی حقیقی اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان حرفِ آخر ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ ط وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ج وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ ...... يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾

"جو لوگ راہ ہدایت ظاہر ہونے کے بعد پیٹھ دے کر پھر گئے۔ شیطان نے (یہ کام) ان کو مزین کر کے دکھایا اور انہیں طول (عمر کا وعدہ) دیا۔ یہ اس لئے کہ یہ جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی (کتاب) سے بیزار ہیں۔ یہ ان سے کہتے ہیں کہ بعض کاموں میں ہم تمہاری بات بھی مانیں گے اور اللہ ان کے پوشیدہ مشوروں سے واقف ہے۔ تو اس وقت (ان کا کیسا حال) ہوگا جب فرشتے ان کی جان نکالیں گے (اور) ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے جائیں گے۔ یہ اس لئے کہ جس چیز سے اللہ ناخوش ہے یہ اس کے پیچھے چلے اور اس کی رضا مندی کو اچھا نہ سمجھے تو اس نے ان کے عملوں کو برباد کر دیا...... مومنو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی فرماں برداری کرو اور اپنے عملوں کو ضائع نہ ہونے دو۔ (محمد: ۳۳، ۲۸، ۲۵)

www.KitaboSunnat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ کتب جن سے مدد لی گئی

(۱)	قرآن مجید ترجمہ فتح الحمید	ترجمہ فتح محمد جالندھری
(۲)	لغات القرآن	عبدالدائم جلالی، عبدالرشید نعمانی
(۳)	صحاح ستہ	
(۴)	سنت کی آئینی حیثیت	مولنا مودودیؒ
(۵)	اربعین نووی	
(۶)	جہاد کے مسائل	ابوحمزہ محمد اقبال کیلانی
(۷)	مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش	ابوالحسن علی ندوی حفظہ اللہ
(۸)	عالم عربی کا المیہ	" " "
(۹)	اسلام میں عورت کا مقام	امین احسن اصلاحی
(۱۰)	عورت مغرب اور اسلام	اصغر علی جاوید
(۱۱)	تربیۃ اولاد، جلد دوم	عبد اللہ ناصح علوان، مترجم مولنا حبیب اللہ مختار
(۱۲)	اسلام کا اقتصادی نظام	مولنا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
(۱۳)	شہاب نامہ	قدرت اللہ شہاب
(۱۴)	انسانیت کی تعمیرِ نو اور اسلام	عبدالحمید صدیقی
(۱۵)	اسلامی روایات کا تحفظ	سید محمد جمیل واسطی
(۱۶)	قرطاس ابیض، سندھ میں کیا ہو رہا ہے؟	
(۱۷)	ایک اور طرح کی کتاب	قیصر زیدی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(۱۸)	یہ کوئی کتاب نہیں	
(۱۹)	قومیت اور وطنیت کی تحریک کا فروغ	پروفیسر سید محمد سلیم حفظہ اللہ
(۲۰)	اسلام اور جدید ذہن کے شبہات	محمد قطب
(۲۱)	جادۂ منزل	سید قطب
(۲۲)	فتنۂ یہود	عنصر صابری
(۲۳)	قانونی لغات	جسٹس تنزیل الرحمٰن
(۲۴)	مشرق کی بیٹی	بے نظیر بھٹو
(۲۵)	صبح سمرقند	جیلانی۔ بی اے
(۲۶)	اسلام اور ضبطِ ولادت	مولٰنا مودودیؒ
(۲۷)	خاندانی منصوبہ بندی	ملک احمد سرور
(۲۸)	بہبودِ آبادی پروگرام	ڈاکٹر رخسانہ جبیں

(۱)	ماہنامہ ترجمان القرآن	
(۲)	ماہنامہ ترجمان الحدیث	
(۳)	اخبار جہاں	
(۴)	ہفت روزہ ایشیاء	
(۵)	ہفت روزہ الاعتصام	
(۶)	ماہنامہ مجلۃ الدعوۃ	
(۷)	ماہنامہ الرسالہ	مدیر وحید الدین خاں
(۸)	ماہنامہ اردو ڈائجسٹ	
(۹)	ماہنامہ ''بتول''	

دیگر اخبارات و جرائد

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہماری چند اہم مطبوعات

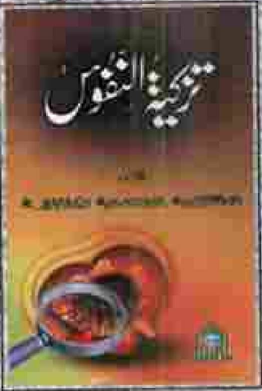

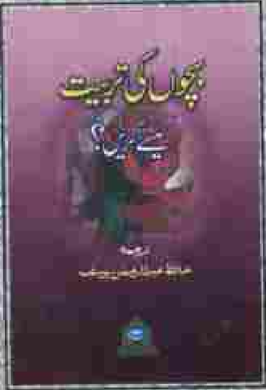

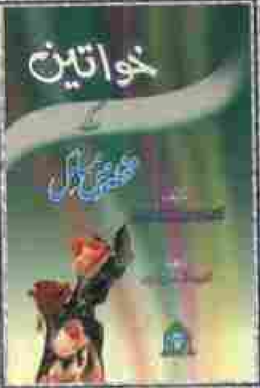

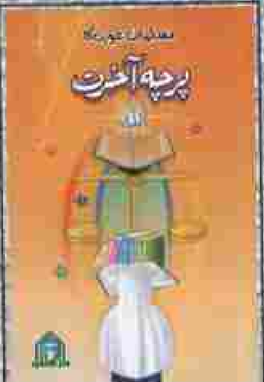

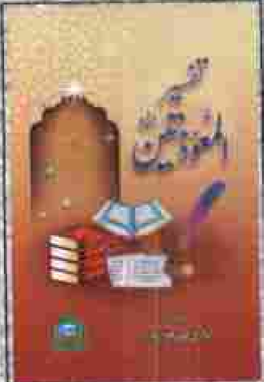

دار الکتب السلفیۃ